خوشوقت چلیپائی معمّا

خوشوقت کے معمے حل کرنے کے متعلق ضروری ہدایات

۱۔ حروف مخلوط مثلاً بھ۔ جھ۔ ڈھ کھ وغیرہ کو ایک حرف تصور کرنا چاہئے اور ایک ہی خانہ میں لکھنا چاہئے۔
۲۔ یائے معروف ی کی شکل اور یائے مجہول کو ے کی شکل میں لکھنا چاہئے
۳۔ واؤ معروف کو وٗ کی شکل میں اور واؤ مجہول کو وٓ کی شکل میں لکھنا چاہئے۔
۴۔ نون غنہ کے بیچ میں نقطہ نہیں لگانا چاہئے۔
۵۔ مشدد حروف پر تشدید لگا دینی چاہئے۔
۶۔ اگر کسی حرف کی مختلف حرکتوں کے ساتھ دو یا دو سے زیادہ الفاظ بظاہر معمے میں چسپاں ہوتے ہوں تو ایسے حروف پر اعراب ضرور لگا دینے چاہئیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ حل کرنے والا فلاں لفظ رکھنا چاہتا ہے۔ مثلاً کسی اشارہ میں دُھول اور دَھول چسپاں ہو سکتا ہے اور دَھول لکھنا ہے تو اس طرح لکھنا چاہئے دَ ھ و ل
۷۔ کوئی حرف مشکوک اور مخلوک نہ لکھنا چاہئے۔

اس انعامی مقابلہ کی کل آمدنی میں سے ۵۰ فیصدی معمے کے حل بھیجنے والے اصحاب میں اس طرح پر تقسیم کردی جائیگی کہ قابل تقسیم رقم میں سے ۲۵ فیصدی پہلا انعام حاصل کرنے والوں میں یعنی ان حضرات کو دی جائیگی جن کا بھیجا ہوا حل سربمہر حل کے مطابق بالکل صحیح ہوگا اور باقی ۲۵ فیصدی حسب تجویز ایڈیٹر خوشوقت ان کوشش کرنے والے حضرات کو دیجائیگی جن کے بھیجے ہوئے حلوں میں چار یا چار سے کم غلطیاں ہونگی۔ بالکل صحیح حل کوئی موصول نہ ہونے کی صورت میں پہلے انعام کی رقم بھی دوسرے انعامات کے مستحقین کو تقسیم کردی [illegible] داخل شدہ نقشے بھیجنے والے اصحاب کو کوئی کامیاب نقشہ بھی پیش کیا جائے گا۔

124847
31.8.95

(فیس داخلہ چھ آنے فی نقشہ) **داخلہ بند ہونے کی تاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء** (دو نقشوں کی فیس ادا کرنیوالے ایک نقشہ مفت بھیج سکتے ہیں)

اس انعامی مقابلہ میں داخلہ کی فیس فی نقشہ چھ آنے ہے اور دو نقشوں کی فیس ادا کرنے والے ایک نقشہ مفت بھیج سکتے ہیں۔
صرف وہی حل مقابلہ میں شامل کئے جا سکتے ہیں جو پندرہ روزہ اخبار خوشوقت مورخہ یکم اپریل یا ۱۶ اپریل میں چھپے ہوئے فارموں پر بھیجے جائیں گے۔

اشارات عرضی (دائیں طرف سے بائیں طرف)

۱۔ خوشوقت چلیپائی معموں کا حل کرنا ذہنی...... تفریح کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔
۷۔ بیماری
۸۔ اس کے دھوکے میں بڑے بڑے عقلمند آجاتے ہیں۔
۱۰۔ نئی روشنی کے فیشن ایبل نوجوانوں کے لئے کبھی یہ وبال جان ہو جاتے ہیں۔
۱۲۔ اس سے مقابلہ کرنا حماقت ہے۔
۱۳۔ اندھے کی فارسی کے بے ترتیب حروف۔
۱۶۔ کبھی ...... خریدنے میں بھی معاملہ نفع دیتا ہے۔
۱۹۔ جس کے معنی "پیارا" ہیں اس لفظ کے بے ترتیب حروف۔
۲۰۔ بار بار زبان سے کہنا۔
۲۱۔ قابل قدر...... کے باقاعدہ استعمال کرنے والے اپنے مقصد میں شاذونادر ناکام ہوتے ہیں۔

اشارات نحتی (اوپر سے نیچے کی طرف)

۱۔ خدا کو عموماً اس سے خطاب نہیں کرتے۔
۲۔ مغربی معاشرت رکھنے والے شہری اکثر اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔
۳۔ لفظ بمعنی "نقصان" کے الٹے پلٹے ہجے۔
۴۔ جبلہ کی فارسی کے بے ترتیب حروف۔
۵۔ خاوند کا...... کرنے والی بیویوں کے شوہر اکثر بیویوں کے اثر میں ہوتے ہیں۔
۶۔ العوم ...... کا خاص دو دو مقابلہ خوش ذائقہ ہوتا ہے۔
۹۔ اس پر پورا اعتقاد رکھنے والے شاذونادر اپنی ناکامی کو اتفاقیہ سمجھتے ہیں
۱۱۔ اگر شروع ہی سے اس کی کافی خبرگیری نہ کی جائے تو اس کا انجام عموماً اچھا نہیں ہوتا
۱۴۔ جو اس کے بہت زیادہ عادی ہیں وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتے
۱۵۔ منہ کا لعاب۔
۱۷۔ (جاً) کی فارسی کے بے ترتیب حروف
۱۸۔ ادنوں کا...... جانا کھانا لانے کی علامت ہے۔

اس نقطوں والی لکیر پر سے کاٹئے۔

فارم برائے اندراجات حل خوشوقت چلیپائی معما نمبر ۴

اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چھ آنے ہے — اس نقشہ پر حل بھیجنے کی فیس چھ آنے ہے — اس نقشہ کو پہلے دو نقشوں کے ساتھ آپ مفت بھیج سکتے ہیں

ادا کردہ نقشہ نمبر ...... ادا کردہ نقشہ نمبر ...... رعایتی نقشہ نمبر ......

یہ فارم مندرجہ بالا تین نقشوں کا ہے جن کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہرگز نہ کرنا چاہئے اور خواہ آپ ایک نقشہ کی فیس ادا کریں یا دو کی مندرجہ بالا تینوں نقشے آپ کو اسی طرح جڑے ہوئے جیسے کہ وہ اب ہیں لفافہ میں بند کر دینے چاہئیں۔ اگر صرف ایک ہی نقشہ بھیجنا ہو تو آپ بقیہ دو نقشوں کو خالی چھوڑ سکتے ہیں مگر ان کو پھاڑ کر علیحدہ نہیں کر سکتے۔
اس انعامی مقابلہ میں دو نقشوں کی فیس ادا کرنے والے ایک ہی شخص کو ایک نقشہ مفت بھیجنے کا حق حاصل ہے۔ ادا کردہ اور رعایتی نقشوں پر نمبر الگ الگ لکھنا چاہئیں مثلاً اگر آپ کو چار نقشے ادا کردہ اور دو رعایتی بھیجنے ہیں تو آپ کو ادا کردہ نقشوں پر نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ لکھنا چاہئے اور رعایتی نقشوں پر نمبر ۱ و ۲۔

خوشوقت معما نمبر ۴ میں ان انعامی مقابلہ میں اس شرط کے ساتھ شریک ہوتا ہوں کہ ایڈیٹر خوشوقت کا فیصلہ میرے لئے بالکل قطعی اور قانوناً قابل پابندی ہوگا۔

پورا نام ....
پورا پتہ ....
نمبر رسید منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر ....

خوشوقت معمّا نمبر ۴ کے ان شرائط و قواعد کو خوب غور سے پڑھ لیجیے

۱۔ اس انعامی مقابلہ میں [illegible] نقشے چھپے ہیں وہ نقشوں کی [illegible]

۲۔ جن لفافوں پر آپ اپنے حل بھیجیں ان پر پتہ حسب ذیل تحریر کریں۔

خوشوقت جلیپائی معمّا نمبر ۴ شاہدرہ (دہلی)

۳۔ کل [illegible] فارموں کے ہمراہ آنی ضروری ہے پوسٹل آرڈر یا رسید منی آرڈر فارم کے ساتھ منسلک کر دینا چاہئے اور فارم پر ان کا نمبر بھی لکھ دینا چاہئے۔

۴۔ تمام حل ان مطبوعہ فارموں پر آنے چاہئیں جو خوشوقت مورخہ یکم اپریل و ۱۴ اپریل ۱۹۳۹ء میں سے لئے گئے ہوں۔

۵۔ فارموں کی خانہ پری روشنائی سے بہت صاف اور واضح کرنی چاہئے پنسل سے لکھے ہوئے نقشے یا ایسے نقشے جو کٹے پھٹے ہوں گے یا صاف نہیں پڑھے جائیں گے شامل مقابلہ نہیں سمجھے جائیں گے

۶۔ حلوں کے تمام فارم رسید منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ۲۵ اپریل تک دفتر خوشوقت دہلی شاہدرہ میں پہنچ جانے چاہئیں بعد میں پہنچنے والے فارم عموماً شامل مقابلہ نہیں کئے جائیں گے۔

۷۔ ایک لفافہ میں ایک خاندان کے کئی افراد اپنے مختلف ناموں سے فارم بند کر کے بھیج سکتے ہیں اور رقم بھی سب کی طرف سے یکجا ہی ادا کر سکتے ہیں لیکن لفافہ کی پشت پر بھیجنے والوں کو اپنا خاندانی نام اور ادا کردہ حلوں کی تعداد ضرور لکھ دینی چاہئے۔

۸۔ خوشوقت معمّا نمبر ۴ کی کل آمدنی میں سے ۵۰ فیصدی انعامی مقابلہ میں شریک ہونے والوں کو اس طرح تقسیم کر دی جائیگی کہ قابل تقسیم رقم میں سے [illegible] فیصدی پہلا انعام [illegible] کے لئے ہوں یعنی ان حضرات کو دیا جائے گا جن کا بھیجا ہوا حل [illegible] کے بالکل مطابق ہوگا جس کے متعلق ایڈیٹر خوشوقت کی رائے ہے کہ وہی اس معمّہ کا سب سے صحیح حل ہے۔ اضافی [illegible] فیصدی حسب تجویز ایڈیٹر خوشوقت ان کوشش کرنے والے حضرات کو دیا جائے گا جن کے بھیجے ہوئے حلوں میں چار یا چار سے کم غلطیاں ہونگی پہلا انعام کسی کو نہ مل سکنے کی صورت میں پہلے انعام کی رقم بھی دوسرے انعامات میں شامل کر دی جائیگی تاکہ [illegible] زیادہ انعام [illegible] نہیں ہوگا۔

۹۔ جتنے لفظ کسی نقشہ میں غلط ہوں گے اتنی ہی غلطیاں شمار ہونگی اگر ایک حرف غلط رکھنے سے دو لفظ غلط ہو جائیں گے تو دو غلطیاں شمار ہوں گی۔

۱۰۔ خوشوقت معمّا نمبر ۴ کا سرٹیفکیٹ یکم مئی ۱۹۳۹ء میں شائع ہوگا۔ نتیجہ میں انعام پانیوالوں کے نام خوشوقت مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۹ء میں چھپیں گے۔

۱۱۔ حلوں کے فارموں کے دفتر میں نہ پہنچنے یا راستے میں گم ہو جانے یا ان کے کوئی دیر سے پہنچنے کے متعلق دفتر خوشوقت پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

۱۲۔ جو رقومات حلوں کے فارموں کے ساتھ موصول ہونگی وہ کسی حالت میں واپس نہ ہونگی بلکہ ایڈیٹر خوشوقت کی مرضی کے مطابق کسی اور معمّہ میں منتقل کر لی جائیں گی۔

۱۳۔ جملہ امور کی نسبت ایڈیٹر خوشوقت کا فیصلہ بالکل قطعی اور آخری ہوگا اور [illegible] اس انعامی مقابلہ میں شریک ہونے والوں کے لئے قانوناً لازمی ہوگی۔ یہ شرط اس انعامی مقابلہ کی سب سے ضروری شرط ہے۔

۱۴۔ ان شرائط کی خلاف ورزی اس انعامی مقابلہ میں شرکت کا غیر مستحق قرار دے گی۔

ایڈیٹر خوش وقت۔ شاہدرہ۔ دہلی

مندرجۂ ذیل نقشوں پر آپ اپنے بھیجے ہوئے حلوں کی نقلیں رکھ سکتے ہیں

خوشوقت جلیپائی معمّے حل کرنیوالوں کا حلقہ جسقدر وسیع ہوگا اُسیقدر آپکی قومی زبان اُردو کی ملک میں ترقی ہوگی

ان معموں کا حل کرنا ذہانت، زباں دانی اور معلومات عامہ کے بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے

ایک اچھے معمّہ کے حل کر لینے سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ بجائے خود اس معمّہ کا سب سے بڑا انعام ہوتی ہے

لہذا آپ خود بھی اس معمّہ کو حل کیجئے اور اپنے جاننے والوں کو بھی اسکے حل کرنے کی ترغیب دیجئے

آخری تاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء ہے اس پرچہ کے پہنچتے ہی یہ معمّہ حل کرنا شروع کر دیجئے

حل صرف ان فارموں پر بھیجے جا سکتے ہیں جو یکم اپریل اور ۱۴ اپریل کے خوشوقت میں سے کاٹے گئے ہوں

فرہنگ الفاظ

جس سے خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۳ کے حل کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے

شراب (ع) وہ وسکی جو عربستان میں پہلی بار نکالی گئی۔
شراب (ع) پینے کی چیز نشہ اور عرق۔ دارو۔ مے۔
باپ (ہ) پدر۔ والد۔ پتا۔ بزرگ
پال (ف) پرندے کے بازو۔ دل و جان
بال (ہ) مو۔ رونگٹا۔ موئے۔ بچہ۔ وہ خط جو شیشے یا چینی کے برتن میں کسی صدمہ سے پڑ جائے۔
دہر (ع) الزمانہ
شہر (ع) ماہ۔ مہینہ (ف) بڑی آبادی۔
قہر (ع) غضب۔ غصہ۔ مصیبت۔ بلا۔ آفت۔ ظلم وغیرہ
کہر (ہ) کہرا۔ وہ بخارات جو سردی کے موسم میں دھندلے دھندلے سے نظر آتے ہیں۔
نہر (ف) دریا کی شاخ۔ آبجو۔
کھمبم (ہ) کھمبا۔ ستون۔ جسے کھم بھی کہتے ہیں۔
خم (ف) مٹکا۔ شراب کا مٹکا۔

دم (ع) خون۔ لہو۔ جان۔ زندگی۔ فریب کی بات۔ مکر۔ لو۔ پل وغیرہ۔
دُم (ہ) پونچھ۔ دُنبال۔
ذم (ع) مذمت۔ برائی۔ ہجو۔ بدگوئی۔
سم (ف) اہر۔ پیس۔
سم (ہ) آواز۔ تال۔ سُر۔
شم (ف) کھُر۔
عم (ع) چچا۔ باپ کا بھائی۔
غم (ع) رنج۔ ملال۔ اندوہ۔ فکر۔ سوگ۔
کم (ف) تھوڑا۔ ذرا سا۔ چھوٹا۔
نم (ف) تری۔ سیلاپن۔ تر۔ گیلا۔
خراب (ع) ویران۔ تباہ۔ تنگ۔ ضائع۔
خضاب (ع) وسمہ۔ مہندی۔ اور نیل کا رنگ۔ بالوں کو سیاہ یا لال کرنے کا سفوف یا عرق۔

خطاب (ع) کلام۔ گفتگو۔ ملقب۔ سرکار کا دیا ہوا لقب مدح وغیرہ۔
فرس (ع) گھوڑا۔ اسپ۔
فرش (ع) بچھونا۔ غالیچہ۔ بچھانے کی چیز۔ مجازاً سطح و ہموار زمین۔
پاس (ف) مروت۔ لحاظ۔ نگاہ رکھنا وغیرہ
داس (ہ) نوکر۔ چاکر۔ غلام۔
راس (ہ) انبار۔ پیدائش کا ستارہ۔ لگام وغیرہ۔
ساس (ہ) بیوی یا خاوند کی ماں۔ خوشدامن۔
ماس (ہ) گوشت۔ لحم۔ چاند۔ قمر۔
ناس (ہ) تباہی۔ بربادی۔ ہلاس۔
یاس (ہ) ناامیدی۔ مایوسی۔ ہراس۔
شتر (ف) اونٹ۔
شجر (ع) درخت۔ پیڑ۔
شرر (ع) آگ کی چنگاری۔
شعر (ع) مقفّیٰ اور موزوں کلام۔
شکر (ف) کھانڈ۔ بورا۔
شور (ف) غل۔ شہرت۔ کھاری۔ نمک وغیرہ
شہر (ف) بڑی آبادی۔ گاؤں کی ضد۔
شیر (ف) مشہور درندہ۔ اسد
شیر (ف) دودھ۔

تدبیر (ع) غور۔ تامل۔ فکر۔ خیال۔ منصوبہ۔ کوشش۔ تجویز۔ علاج۔ چارہ۔ سوچ بچار۔
تشہیر (ع) مشہور کرنا۔ اشتہار دینا۔ ڈھنڈورا پیٹنا۔ بدنام کرنا۔
تقدیر (ع) قسمت۔ نصیب۔ مقسوم۔ اندازہ۔
تقصیر (ع) کمی۔ کوتاہی۔ سہو۔ چوک۔
تکبیر (ع) خدا کی بڑائی کرنا۔ اللہ اکبر کہنا۔
تنویر (ع) روشنی۔ چمک۔ روشنی دینا۔ روشن کرنا۔
پونڈا (ہ) موٹا اور بڑا گنا۔
لونڈا (ہ) بے داڑھی مونچھ کا لڑکا۔ لڑکا۔ چھوکرا۔ بیٹا۔ غلام۔ نادان۔ ناتجربہ کار۔ سفلہ۔ چھچھورا۔
کباب (ف) کوٹے اور بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے۔ کنایۃً سوختہ۔ جلا ہوا۔ بریاں۔
کتاب (ع) نوشتہ۔ لکھی ہوئی چیز۔ جلد۔ نسخہ۔ رسالہ۔
کلاب (ع) کلب کی جمع۔ بہت سے کتے۔
پھٹ جانا (ہ) ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔ شق ہو جانا۔ منتشر ہو جانا۔
چھٹ جانا (ہ) گھٹ جانا۔ صاف ہو جانا۔ قلم ہونا۔ الگ و جدا ہونا۔
کٹ جانا (ہ) ٹکڑے ہو جانا۔ ترش جانا۔ وغیرہ
گھٹ جانا (ہ) کم ہونا۔ تھوڑا ہونا۔ اترنا۔
گھُٹ جانا (ہ) کسی تنگ جگہ میں بھر جانا۔ دم الٹنا۔
ہٹ جانا (ہ) سرکنا۔ کھسکنا۔ جگہ خالی کرنا۔ لوٹنا۔ وغیرہ۔

خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر (۳) کا صحیح حل

ی	ز	و	ر	■	پ	س	ح	ل	ر
ل	س	■	و	ا	ن	ر	■	پ	د
م	د	ل	گ	■	ک	ن	ق	ں	[illegible]
ا	■	و	■	ی	ق	ہ	■	ا	■
■	ط	ح	س	■	ی	م	ت	■	ل
ہ	و	■	ر	د	■	ا	ا	ں	پ
و	ق	م	■	ی	ج	■	م	ہ	[illegible]
ی	■	ا	ن	ا	ن	ب	■	ا	[illegible]
ل	س	و	ت	■	م	ا	د	ن	[illegible]
د	ب	ا	ع	م	■	ب	ر	ا	ر

حسب اعلان خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۳ کا صحیح حل آج شائع کیا جا رہا ہے جو حضرات اس انعامی مقابلہ میں کامیاب ہوئے ہیں ان کے نام ۱۲ اپریل ۱۹۳۹ء کے خوشوقت میں شائع کئے جائیں گے۔

شائع شدہ صحیح حل سے اپنی رکھی ہوئی نقلوں کا مقابلہ کرنے کے بعد جن صاحبوں کو اسکا یقین ہو کہ انھوں نے تین یا تین سے کم غلطیاں کی ہیں اور انکا نام انعام پانے والوں کی فہرست میں جو آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی درج نہ ہو تو وہ مندرجہ ذیل فارم کی خانہ پری کر کے اور اسکے ساتھ مبلغ ایک روپیہ جانچ کی فیس بھیجکر اپنے مرسلہ نقشہ اندراجات کی دوبارہ جانچ کرا سکتے ہیں جانچ کے مطالبہ کا کوئی فارم جو ۲۵ اپریل کے بعد وصول ہوگا یا جسکے ساتھ جانچ کی فیس کا ایک روپیہ نہیں آئے گا منظور نہیں کیا جائیگا۔ نقشہ ہائے اندراجات کا دوبارہ جانچ کرنے سے اگر مطالبہ صحیح ثابت ہوا تو انعامات کی رقوم کا تعین از سر نو کیا جائیگا اور جانچ کی فیس کا روپیہ بھی واپس کر دیا جائیگا۔

جانچ کے مطالبہ کا فارم درج ذیل ہے جانچ کا مطالبہ کرنے والے صاحب کو اسپر اپنا نام بالکل اسی املا اور اسی رسم الخط میں لکھنا چاہئے جس میں کہ انھوں نے اپنا نام اندراج کے نقشوں پر لکھا ہے۔

خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۳ کی جانچ کے مطالبہ کا فارم

میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میرے مرسلہ نقشہ اندراج نمبر ______ میں صرف ______ غلطیاں ہیں یا کوئی غلطی نہیں ہے ______
تعداد نقشہ جات مرسلہ ______ تعداد لفافہ ہائے مرسلہ ______
اندراجات بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے یا معمولی ڈاک سے ______
ذریعہ ارسال رقم پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر ______
پورا نام ______
پورا پتہ ______

پیروں کا تاج !

اپر انڈیا لیدر ورکس کانپور کی تاج چپلیں سچ مچ پیروں کا تاج ہیں دیکھنے میں نہایت خوبصورت پہننے میں نہایت آرام دہ، چلنے میں نہایت مضبوط، یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تاج چپلوں سے بہتر چپلیں ہندوستان میں کہیں نہیں بنتیں جو ایک مرتبہ تاج چپل پہن لیتا ہے وہ ہمیشہ یہی چپلیں استعمال کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تاج چپلوں کی مانگ برابر بڑھ رہی ہے چپلیں خریدنے کے وقت تاج چپل کم از کم دیکھ ضرور لیا کیجئے۔ اپنے شہر کے دکانداروں سے خریدیے یا اپنی ضرورت براہ راست ہم کو لکھئے۔ تاجروں کیلئے خاص رعایتی نرخ ہیں جو معلوم کئے جا سکتے ہیں، تاج چپلوں کے علاوہ اپر انڈیا لیدر ورکس میں کانپوری چمڑے کا کل سامان مثلاً زین، ساز، سوٹ کیس، ہینڈ بیگ، ہولڈال وغیرہ نہایت عمدہ تیار ہوتا اور کفایت سے فروخت کیا جاتا ہے

دی اپر انڈیا لیدر ورکس، نیو روڈ کانپور

نہیں ہو سکیں گی۔

مسٹر جناح ایک بڑے قانون داں اور آئینی باریکیوں اور مصلحتوں کو خوب سمجھنے والے لیڈر ہیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ یہی توقع کیا سکتی تھی کہ اگر کانگریس نے مسلم لیگ سے سمجھوتہ نہ کیا تو وہ آئین ساز مجلسوں میں اپنی پارٹی کے ممبروں کے ذریعہ سے ایسی آئینی مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جن کی وجہ سے موجودہ آئین ہند کا کامیابی سے چلنا دشوار ہو جائیگا مسٹر جناح کو آخر کار اپنے اسی آخری حربہ سے کام لینا ہی پڑا۔ آئندہ واقعات یہ بتائیں گے کہ حکومت اور کانگریس کے پاس مسٹر جناح کے اس حربہ کا کیا جواب ہے۔

تعجب ہے کہ راجکوٹ کے معاملہ کو تو گاندھی جی اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیں مگر کانگریس اور مسلم لیگ میں سمجھوتہ ہونے کی ابھی تک اتنی ضرورت بھی نہیں سمجھتے کہ اپنی تمام کوششوں کو صرف اسی کے لئے وقف کر دیں۔

ہندو مسلم مسئلہ روز بروز نہایت نازک صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔ اور مسلمانوں کی وہ ذہنیت جو ہمیشہ ان کی کانگریس سے علیحدگی کا باعث رہی ہے اور بھی پختہ ہوتی جارہی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ تو کانگریس اس کے خطرات کو سمجھتی ہے اور نہ ہندو مہا سبھا۔

قتل کی دھمکیاں

مولانا مظہر الدین مرحوم ایڈیٹر الامان کے قتل کے بعد سے کانگریسی اور مسلم لیگی مولیناؤں، لیڈروں، اور ایڈیٹروں کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط کثرت سے وصول ہو رہے ہیں کہ اب ان میں کوئی جدت اور ندرت باقی نہیں رہی، اور پولیس کا کام جو صرف ایک دو لیڈروں کو اس قسم کے خطوط موصول ہونے سے بڑھ سکتا تھا اب بہت ہلکا ہو گیا ہے کیونکہ ایسے خطوط میں اب وہ مجرمانہ اہمیت ہی باقی نہیں رہی جو پولیس کو سرگرمی سے ان کی تفتیش کرنے پر مجبور کر لی۔

قتل کی دھمکیوں کے ان خطوط سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ بہت سے لیڈران وایڈیٹران جو موت کو بالکل بھولے ہوئے تھے وہ دن کو ہی نہیں رات کو سوتے میں بھی اس کا تصور کرنے لگے ہیں۔

مولانا قطب الدین عبد الوالی پر فوجداری مقدمہ

لکھنؤ کے مسلم لیگی مولانا قطب الدین عبد الوالی پر اس الزام میں دہلی گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا ہے کہ انھوں نے اس جلسہ میں جو مولانا مظہر الدین کی تعزیت کے لئے جامع مسجد دہلی میں ہوا تھا۔ کانگریسی اور احراری لیڈروں کے خلاف مسلمانوں کو سخت اشتعال دلایا۔

مولانا قطب الدین عبد الوالی مغلوب الغضب قسم کے مولاناؤں میں سے تو ضرور ہیں۔ لیکن اُن مفسد مولاناؤں میں سے نہیں ہیں جن کی تقریر پر دہلی گورنمنٹ کو فوجداری مقدمہ چلانے کی ضرورت ہوتی اس لئے ہم کو افسوس ہے کہ مولانا موصوف پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور ہم مولانا موصوف کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ ہی سے نہیں بلکہ اس وجہ سے بھی کہ یہ مقدمہ اس مقصد کے لئے کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوگا جس کو سامنے رکھکر وہ چلایا گیا ہے دہلی گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ مقدمہ واپس لے لے۔ اور صرف مولانا کو تنبیہ کر دے کہ وہ آئندہ جوش میں اس قدر آپے سے باہر نہ ہو جایا کریں۔

لالہ دیش بندھو گپتا کی مہاسبھائیت

دہلی کے نامور ہندو قومی اخبار تیج کے ڈائرکٹر لالہ دیش بندھو گپتا جو دہلی میونسپل کمیٹی اور پنجاب اسمبلی کو ممبر بننے کے وقت ہمیشہ سخت کانگریسی ہو جاتے ہیں اور بعد میں اپنی مہاسبھائیت کو آزادی سے مگر نہایت ہوشیاری کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے رہتے ہیں آجکل حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی ایجی ٹیشن میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں اور اس کے باوجود کہ کانگریس ہائی کمان کے اس ستیاگرہ کے متعلق معاصر حریت دہلی نے پنڈت جواہر لال نہرو کو لکھکر پوچھا تھا کہ وہ اسے کس حد تک جائز سمجھتے ہیں۔ پنڈت جی نے جواب دیا ہے کہ اگرچہ کانگریس کے ممبروں کو حیدرآبادی ایجی ٹیشن میں انفرادی حیثیت سے حصہ لینے کی اجازت ہے مگر وہ ذاتی طور پر اس کو پسند نہیں کرتے۔

لالہ دیش بندھو جیسے کانگریسی ہی اس کا باعث ہیں کہ مسلمان کانگریس کا اعتبار نہیں کرتے اور روز بروز اس سے بیزار ہوتے جارہے ہیں۔

کیا اب مردوں کو پردہ کرنا پڑیگا

سُنا ہے کہ قدامت پسند مولاناؤں کے ایک وفد نے شیر اسلام مولانا فضل الحق وزیر اعظم بنگال کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ معروضہ پیش کیا ہے کہ بنگال کی آئین ساز مجلس کی عورت ممبروں کے بیٹھنے کے لئے پردہ کے پیچھے انتظام کیا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ عورتیں مردوں کے پاس بیٹھیں۔

یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ شیر اسلام وزیر اعظم نے مولاناؤں کے وفد کو کیا جواب دیا۔ مگر یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اسمبلی کی ایک عورت ممبر صاحبہ سے جب اس وفد کا ذکر آیا تو انھوں نے مردانہ لہجہ میں تڑخ کر کہا کہ میں پردہ چھوڑ چکی ہوں اس لئے میں پردہ میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جو لوگ زمانہ کی رفتار کے ساتھ نہیں چل سکتے اور جن کی آنکھوں میں نئی روشنی سے چکا چوند ہوتی ہے اُن کو خود پردہ میں بیٹھنا چاہیئے۔

بالکل صحیح ہے جب مسلمان مولاناؤں کا مذہب اسکی اجازت نہیں دیتا کہ عورتیں بے پردہ مردوں کے ساتھ بیٹھیں اور عورتیں پردہ میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو مجبوراً مردوں ہی کو عورتوں سے پردہ کرنا پڑے گا۔

امید ہے کہ جن مولاناؤں کی رگ اسلام عورتوں کی بے پردگی سے پھڑکتی ہے وہ کم از کم بطور احتجاج ہی کے کچھ روز کے لئے برقعے پہننے شروع کر دینگے تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ عورتوں میں مردوں کے دیکھنے کا جذبہ زیادہ ہے یا مردوں اور خصوصاً مولاناؤں میں عورتوں کے دیکھنے کا۔

گاندھی جی اور سبھاش بابو

گاندھی جی اور مسٹر سبھاش چندر بوس میں لیڈری کی رسہ کشی ابھی تک جاری ہے۔ مسٹر بوس کے پھیپھڑے صاف نہیں ہوتے اور گاندھی جی کے خون کا دباؤ کم نہیں ہوتا۔ مسٹر سبھاش بھی گاندھی جی سے کچھ کم ضدی واقع نہیں ہوئے ہیں۔ بوڑھے اور بالک کی ضد کا مقابلہ ہے گاندھی جی ایسے کھیل بہت کھیلے ہوئے ہیں اسلئے انہیں کی جیت ہوگی۔

مگر گاندھی جی اور ان کے طرفداروں نے جس طرح کہ [illegible] پوری کا مظاہرہ کیا ہے اس سے گاندھی جی کی ہمدردیاں تو کہیں انتقام کی جانب [illegible] سے [illegible] کر ملک کا [illegible] ہے [illegible] گاندھی جی نے [illegible] کو اس سال کا نگریس کی صدارت کیلئے نامزد کیا تھا مگر مسٹر بوس نے گاندھی جی کے نامزد کردہ امیدوار صدارت کو شکست دیکر اور اسکو شکست دینے کی شکست سے اپنی ذاتی شکست سے تعبیر کیا۔

دوسری اس سے بہت زیادہ سخت چیز مسٹر بوس کا [illegible] کہ ان کا منتخب ہونا ملک کے مفاد کے خلاف ہوا۔ اور گاندھی جی کے نام کے ساتھ وابستہ ہو گئی ہیں کہ مسٹر بوس کے [illegible] سے صدمہ پہنچیگا۔ مگر اس کا دل ہلا دینے کی [illegible] ناک [illegible] حواریوں میں سے کسی نے ابتک کوئی ایسی توضیح کی ہے جس سے ملک کو فیصلہ کرنے کا موقع ملتا کہ گاندھی جی اور ان کی ورکنگ کمیٹی کے ممبران کی رائے کس حد تک صحیح ہے۔ اگر واقعی مسٹر بوس کے انتخاب سے ملک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ہم سب کا فرض ہے کہ مسٹر بوس کو گاندھی جی اور ان کے حواریین کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کریں۔ اور لیڈری کی جو رسہ کشی اس وقت ہو رہی ہے اس کو جلد سے جلد ختم کرانے کی کوشش کریں۔

لیکن اگر گاندھی جی کا مقصد یہ ہے کہ کانگریس کا پریذیڈنٹ صرف ایک ایسی کمیٹی کا چیرمین ہو کر رہے جس کے ممبروں پر اس کا کوئی اختیار نہ ہو یعنی وہ صرف نام کا پریذیڈنٹ ہوا اور اختیار سب گاندھی جی اور ان کے حواریین کا ہو تو مسٹر بوس کیا کوئی خود دار شخص بھی ایسا اشارہ ملنے پر چنے والا کا کلا [illegible] کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

افسوس ہے کہ ہمیں پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ گاندھی جی کو اب عملی [illegible] کی حد تک سیاسی زندگی سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے ورنہ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم ملک کے سوچنے والے طبقوں میں گاندھی جی کی وہ وقعت باقی نہیں رہیگی جس کے وہ اپنے گذشتہ کارناموں اور قربانیوں کی وجہ سے مستحق ہیں۔

مولانا خاموش زندہ ہو گئے

اسے اپریل فول نہ سمجھئے گا بالکل صحیح واقعہ ہے کہ [illegible] معمر ایڈیٹر مولانا حسن الدین خاموش جن کے انتقال پُر ملال [illegible] ناعاقبت اندیشی سے ایک تعزیتی نوٹ لکھ دیا گیا تھا [illegible] قسم کے واقعات میں سے نہیں تھا جن پر شبہ کرنے کی کوئی [illegible] بفضل خدائے حیّ وقیوم پھر زندہ ہو گئے ہیں اور اپنی تمام [illegible] کے ساتھ ابھی تک زندہ ہیں۔ بلکہ ایک نئی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے [illegible] ایڈیٹروں سے بھی مرنے کا مذاق کرنے لگے ہیں حالانکہ ایڈیٹروں اور جانتے ہیں کہ کسی لیڈر یا ایڈیٹر کے مرنے پر لکھنے والے کا ذکر خیر ہے کبھی ایڈیٹروں کو اپنے ضمیر کا خون بھی کرنا پڑتا ہے۔

بہر حال ہم اس لغو مذاق سے ستم رسیدہ مولانا خاموش کو مبارکباد دیتے ہیں اور نہایت خوشی کے ساتھ ان تمام تعریفوں کو واپس لئے لیتے ہیں جو ہم نے اُنہیں مرحوم سمجھ کر کی تھیں کہ مرحوم کی نظر سے نہیں گزریں گی اور نہ فرشتوں ہی کے ذریعہ سے اُن تک پہنچیں گی۔

آئندہ اگر کبھی مولانا خاموش کو مرنے کا اتفاق ہوا تو ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کی کوئی تعریف ایسی نہیں کرینگے جس کی وجہ سے ان کے دوبارہ زندہ ہونے پر ہم کو شرمندگی ہو۔

جناب جگر مراد آبادی کا بھی مرکر زندہ ہونے کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔

اگر خدانخواستہ ایسے ہی دو چار واقعات اور ہو گئے تو ہمارے تبت
کے مسلمانوں کے حصے میں جو کچھ قدر ہو گئی ہے وہ جاتی رہے گی اور
شاید پھر ہم کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

علمائے کرام سے ایک استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
جب سے انگریزی حکومت نے صوبوں کا انتظام وطنیوں کے سپرد کیا ہے
صوبوں کے انتظام کے لئے دیسی وزارتیں قائم ہوئی ہیں تو منشیات
کا محکمہ بھی ان وزارتوں کے ماتحت ہو گیا ہے۔ اور وزارتوں کو پورا اختیار
حاصل ہو گیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے صوبوں میں شراب اور دیگر منشیات
کی قطعاً بندش کر دیں۔ چنانچہ کانگریسی وزارتوں نے تقریباً اپنے تمام
صوبوں میں شراب اور دیگر منشیات کے فروخت اور استعمال کے روکنے
کے لئے کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور بعض صوبوں کی کانگریسی
وزارتوں کو اپنے اس نیک مقصد میں قابل تعریف کامیابیاں حاصل
ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ مگر جن صوبوں کے انتظام میں مسلمانوں کو
زیادہ دخل ہے اور جہاں مسلمان وزارتیں قائم ہیں اور وزیر اعظم بھی
مسلمان ہیں وہاں شراب اور دیگر منشیات کی بندش کی کوئی باقاعدہ
کارروائی ابھی تک نہیں شروع کی گئی اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا
گیا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ مسلمان وزرائے اعظم بھی جن کو اسلام کے
خطرے میں ہونے کا بڑا احساس ہے شراب اور دیگر منشیات کی
لعنت سے اپنے صوبوں کو پاک کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔
ایسے حالات میں کیا ہمارے علمائے کرام کے لئے یہ ممکن نہیں
ہے کہ وہ کسی فقہ کی رو سے ان مسلمان وزیروں کو جو اپنے صوبوں میں کھلم کھلا
شراب، افیم، چرس اور گانجا وغیرہ بکوا رہے ہیں، اور بکوا ہی نہیں
رہے بلکہ ان حرام تجارتوں کی آمدنی سے بڑی بڑی تنخواہیں بھی لے رہے
ہیں دائرۂ اسلام سے خارج کہہ کے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیدیں۔
اگر ان مسلمان وزیروں کا یہ شرعی جرم تعزیر کفر سے کمتر درجہ کا ہے تو
اور اتنا بڑا جرم بھی نہیں ہے کہ مسلمانوں کی لیڈری کی جو سند علمائے کرام
نے ان وزرائے اعظام کو دی ہوئی ہے وہ ضبط کر لی جائے
امید ہے کہ اس استفتا کا جواب پورے مولویانہ دلائل کے
تمام فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔

حامیان اُردو کا فرض

اُردو کو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلانے کے لئے
جتنی کوششیں اس وقت ملک میں کی جا رہی ہیں ان میں غالباً سب سے زیادہ مفید کوشش وہی ہے جو
خوشوقت جلیبیائی اُردو معموں کے نام سے شروع کی گئی ہے۔ اگر اس کوشش کی
ملک و قوم کی طرف سے شروع میں کافی سرپرستی ہو گئی تو امید ہے کہ وہ بہت جلد خود
بخود تیزی سے بڑھے گی اور اپنی تفریحی شکل میں اُردو کی توسیع و ترقی کا ایک
بہترین ذریعہ ثابت ہو گی۔
مگر افسوس ہے کہ حامیان اردو نے ابھی تک خوشوقت جلیبیائی معموں کی کوئی قدر
کو محسوس نہیں کیا۔ اگر ان کو معموں کی اس افادیت کا پورا اندازہ ہو جاتا تو غالباً ان معموں
سے وہ سلوک نہ کیا جاتا جو ابھی تک کیا جا رہا ہے۔
جن صاحبوں نے خوشوقت معموں کو حل کیا ہے اور ان کو بشارات بھی نصیب ہوا ہے

جو ان معموں کے اشارات اور ان کے صحیح جوابات کے متعلق خوشوقت میں شائع ہو چکے ہیں
اکثر نے ان معموں کی بہت تعریف لکھی ہے بلکہ بعض صاحبوں نے تو تعریف میں یہاں تک
مبالغہ کیا ہے کہ خوشوقت جلیبیائی معموں کے بعض اشارات اتنے دلچسپ ہیں کہ گویا ان میں
کمال درجہ کے اشارات بھی پڑھنے ہوئے ہیں اور اس سے تو تقریباً سب ہی کا یہ کہنا
ہے کہ خوشوقت جلیبیائی اردو معمے دماغی تفریح و دلچسپی کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔
ایسے اعلیٰ معیار کے اُردو معموں کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلانے کی
کوشش کرنا تمام حامیان اُردو کا فرض ہے اور امید ہے کہ اس فرض کی طرف
سے غفلت نہیں برتی جائے گی۔

قیمت میں اضافہ

یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے خوشوقت کی قیمت سالانہ تین روپے (۳) ششماہی
پونے دو روپے (۱۲/ ۱) ہو گئی ہے۔ اب کسی صاحب کے نام رعایتی قیمت میں اخبار جاری نہیں
کیا جائیگا۔ اور جن صاحبوں کے چندوں کی میعاد اپریل ۱۹۳۹ء میں یا اپریل کے بعد ختم ہو گی
ان سے بھی سالانہ اور ششماہی چندے تین روپیہ اور ۱۲/ ۱ کے حساب سے لئے جائیں گے۔
معلوم نہیں آپ خوشوقت کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر پسند نہیں کرتے تو خوشوقت
کا آپ پر کوئی حق نہیں ہے لیکن اگر آپ خوشوقت کو پسند کرتے ہیں تو آپ اس کی ترسیع اشاعت
میں بھی کوشش فرمائیں اور جو خطوط آپ اپنے دوستوں کو لکھیں ان میں چند الفاظ خوشوقت
کی خریداری کی سفارش کے بھی لکھ دیا کریں۔

ہر ہٹلر! بھوت

کیا اصلی ہر ہٹلر مر چکا ہے؟

مادر ہند کے دار التصنیف ادرمس میو کے میکا امریکہ نے حال ہی میں
ایک عجیب و غریب کتاب شائع کی ہے جس میں دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی
کوشش کی گئی ہے کہ جرمنی کا آہنی ڈکٹیٹر ہر ہٹلر درحقیقت عرصہ ہوا مر چکا ہے
اور آجکل جو شخص ہٹلر کے نام سے برسر اقتدار ہے وہ ہٹلر نہیں بلکہ اس کا
ہمشکل ایک انسان ہے اور اس طرح دُنیا کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ ہٹلر زندہ ہے۔
معلوم نہیں کہ امریکن مصنف نے کسی سال یکم اپریل کو بیٹھ کر یہ کتاب لکھی ہے
یا جس وقت تصنیف کا ارادہ ذہن میں آیا تھا اس وقت کچھ زیادہ پی گیا تھا
بہرحال کچھ بھی ہو ان حضرت نے پھلجھڑی دلچسپ چھوڑی ہے اور امید ہے
کہ اس جدید دریافت اور اس انکشاف راز پر خود

ہر ہٹلر کو اپنے اوپر شک

ہو گا کہ میں واقعی کہیں مر تو نہیں گیا۔ اہل جرمنی نے اس کتاب کو دیکھا
اور وہ صرف اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کتاب میں اتنا سفید جھوٹ بولا گیا
ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں، خیر یہ تو غلط ہے کہ
غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ غور یہ کرنا ہے کہ امریکن مصنف زیادہ
قابل اعتبار ہے یا خود موجودہ ہر ہٹلر اس لئے کہ اسی قسم کا ایک تاریخی واقعہ
یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صاحب نے اپنے ایک دوست کے مرنے کی
خبر سنی اور کچھ دن کے بعد خود ان دوست سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے تعجب سے
پوچھا کہ یار تم تو مر گئے تھے؟ دوست نے جواب دیا کہ مگر میں تو آپ کے سامنے موجود
ہوں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے مگر جن صاحب نے مجھ سے کہا تھا
وہ آپ سے زیادہ قابل اعتبار تھے اور آپ کی زندگی سے زیادہ آپ کے
مرنے کی خبر صدق معلوم ہوتی ہے۔ بالکل یہی صورت یہاں صادق آتی
ہے۔ البتہ ایک بات یہ ہے کہ

مس میو کے کذب

نے امریکہ کا بھرم ایسا کھویا ہے کہ اگر واقعی ہر ہٹلر مر بھی چکا ہے اور
امریکن مصنف نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل سچ بھی ہے تو بھی ہم تو اس
کو محض تصنیف بکشا ہوی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مادر ہند میں ہندوستان
پر جو بہتان باندھے گئے ہیں، اور جس صفائی سے ایک دختر امریکہ نے جھوٹ
بولے ہیں ان کے بعد امریکہ کا کوئی سچ بھی مشکل ہی سے سچ سمجھا جا سکتا
ہے۔ اول تو ہر ہٹلر کا اور ایک ہمشکل کا ہٹلر بنکر برسر اقتدار رہنا بھی
مادر ہند سے کچھ کم جھوٹ نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن فرض کر لیجئے کہ
یہ سچ بھی ہے اور مان لیجئے کہ

ہٹلر واقعی مر چکا ہے

تو بھی سوال تو یہ ہے کہ اگر اس ہمشکل شخص نے اپنے کو ہر اعتبار
سے نقل مطابق اصل ثابت کر دیا ہے۔ اور صرف شکل و صورت
ہی سے نہیں بلکہ اپنی تمام خطرناکیوں، خوفناکیوں اور دوسری آہنی
عادات و خصائل کے اعتبار سے اپنے کو ہٹلر ثانی بنائے ہوئے ہے تو
ہٹلر کے مرنے یا نہ مرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس کا مرنا
یا نہ مرنا سب یکساں ہے۔ اور یہ تو بالکل ایسی ہی بات ہے جس طرح کوئی
شخص اب یہ کہدے کہ دراصل جو شخص ہٹلر بنا ہوا ہے وہ تو دراصل ہٹلر ہی ہے
البتہ جو پہلے ہٹلر بنا ہوا تھا وہ نقلی تھا۔ یہاں اصل اور نقل سے کیا سروکار
ہے۔ یہاں تو ان سرگرمیوں کو دیکھنا ہے جو پہلے بھی جاری تھیں اور
اب بھی جاری ہیں۔ نہ وہ پہلے اصلی نظر آتی تھیں اور نہ اب ان کو
نقلی کہنے کی کوئی وجہ موجود ہے۔ پھر آخر یہ بات کیا ہوئی اگر کوئی اس نقلی
ہٹلر سے جا کر یہ کہے بھی کہ تم تو دراصل ہٹلر نہیں بلکہ اس کے بھوت ہو تو بھی وہ
یہی جواب دے سکتا ہے کہ بہتر ہے یہی سہی جائیے آپ سے جو کچھ ہو سکے کر لیجئے
البتہ اس میں شک نہیں کہ جہاں تک بھوت ہونے کا تعلق ہے ہٹلر
ہمیشہ سے بھوت بنا ہوا ہے اور اس کو بھوت بننے کے لئے مرنے یا جینے
کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوئی۔ تمام مغربی طاقتوں نے جھاڑ پھونک کی
کوششیں کیں۔ گنڈے تعویذ سب ہی کچھ ہوا۔ مگر

یہ بھوت یورپ کے سر پر سوار ہی رہا

اور سب اس سے اسی طرح ڈرتے رہے جس طرح ارواح خبیثہ
سے بھلے مانسوں کو ڈرنا چاہیئے۔ اس نے جب چاہا آسٹریا کو ہضم کر لیا
جب اس کا جی چاہا زیکوسلاویکیا کو کھا گیا۔ مگر کس کے منہ میں اتنے دانت تھے
جو اس بھوت کا مقابلہ کرتا۔ سب اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اپنی اپنی جھاڑ پھونک
میں مصروف ہیں اور کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ اس بھوت سے منہ لگے
اب تک تو اس بھوت کے اتار کا کوئی عمل اور کوئی منتر سمجھ میں نہیں آیا
ہے آئندہ شاید کوئی مغربی شاہ صاحب کوئی وظیفہ تجویز کریں اور اس
بھوت سے مغربی دُنیا کو نجات حاصل ہو سکے۔ (سرپنچ لکھنؤ)

ملازمت کی درخواست

(از جناب مولوی نورالرحمٰن صاحب بی۔اے)

ہندوستان میں مسئلہ بیکاری کا مفہوم بالعموم مختلف ہے۔ یعنی بعض جگہ بیکاری محض ملازمت پیشہ طبقہ سے متعلق ہے۔ اور کہیں کہیں یہ لفظ عام معاشی نقصان اور کاروبار کی کمی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ملازمت پیشہ طبقہ جس کی تعداد میں آج بڑھ گیا ہے اتنا کبھی پہلے نہ تھی جبکہ بڑے کام ہندوستان میں تجارت، صنعت و حرفت کے متعلق جاری ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے اندر ہزاروں لاکھوں ملازم کسی نہ کسی شکل میں کام کر رہے ہیں لیکن تعلیم جدید کی برکات میں ملازم پیشہ افراد کا دخل اسقدر متعارف ہے کہ ہر شخص جو نئی تعلیم کا نام لیتا ہے جانتا ہے کہ اس کا مقصد ملازمت کا امید تلاش کرنا ہے۔ اور جو لوگ اس تعلیم سے بہرہ مند ہو چکے ہیں وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے لئے بجز ملازمت کوئی دوسری راہ حصول معاش کی نہیں ہے۔ ان حالات میں ملازمت کے آرزومندوں کا ہجوم یقیناً لائق تعجب نہیں۔ اور نہ اس پر حیرت ہوتی ہے کہ ان میں سے اکثر اپنی کوششوں میں ناکام کیوں رہتے ہیں

علاوہ دوسرے اسباب کے حصول ملازمت میں ناکامی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ روزگار کے متلاشیوں کو صحیح طور پر یہ نہیں معلوم کہ ان کو اپنی کامیابی کے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ معاشی حیثیت سے مسئلہ ملازمت خرید و فروخت کی طرح ضرورت کا تابع ہے اور اس کی قدر و قیمت بھی بازار کے دوسرے اجناس کی طرح بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ جس طرح سوداگر کو اپنا مال بیچنے کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے اور وہ جانتا ہے کہ بازار میں دوسری جگہ بھی یہی مال بکتا ہے اور اس لئے کھلا ہوا مقابلہ ہے۔ اور اس مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح ملازمت کا آرزومند بھی یہاں مقابلہ میں آئے بغیر حصول مقصد میں کامیابی کی توقع نہیں کر سکتا۔ مقابلہ بھی دو قسم کا۔ اول اُن لوگوں سے جو اسی کی طرح تلاش معاش میں سرگرداں ہیں اور وہی متاع حاصل کرنا چاہتا ہے جس کی آپ آرزو کر رہے ہیں۔ یہ مقابلہ کئی حیثیتوں سے نہایت محنت اور احتیاط طلب ہے اس لئے کہ مقابلہ کرنے والوں کی جماعت کثیر ہوتی ہے اور مقابلہ ہر ایک سے فرداً فرداً کرنا پڑتا ہے، ہر ایک کی خصوصیات، ذاتی قابلیت اور وجہ فوقیت پر نظر رکھنا جسقدر مشکل اور دشوار ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر شخص کی جداگانہ قابلیت پر نظر کر کے اس سے مقابلہ کرو تو تقریباً ناممکن ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ صرف اپنی ہی خوبیوں کو اس طرح نمایاں کیا جائے کہ وہ دوسرے اشخاص کے مقابلہ میں قابل ترجیح قرار پائیں اور یہی صورت بالعموم اختیار کی جاتی ہے۔ اگرچہ عام طور سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ایسا کیوں اور کس فائدے کے لئے کیا جاتا ہے۔

دوسری جانب۔ مقابلہ اُس ضرورت سے ہے کہ جس کے لئے ملازم رکھنے والے نے ملازمت کیلئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آجر یا آقا کافی ہوشمند ہوتا ہے۔ وہ اپنی ضروریات کا پورا علم رکھتا ہے۔ اسکو معلوم ہے کہ کس کام کے لئے کس قابلیت کی ضرورت ہے اور جس مقصد کیلئے وہ ملازم رکھنا چاہتا ہے اس کے لئے نوکر میں بالخصوص کیا صفات درکار ہیں یا ان حالات میں اگرچہ مقابلہ کا مفہوم بدل جاتا ہے لیکن بہرحال معاشی نہیں تو عقل و ہوش، تمیز و سلیقہ، سمجھداری اور معاملہ فہمی کا مقابلہ ضرور ہے اور کامیابی کی توقع وہی شخص کر سکتا ہے جو ان تمام قوتوں سے اس طرح کام لے کہ ملازم رکھنے والا یہ محسوس کرنے لگے کہ جن خدمات کے لیے جس قسم کے انسان کی ضرورت ہے وہ صرف یہی شخص ہے جو کہ درخواست ملازمت پیش کر رہا ہے اور یہ کہ اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص اس کام کے لئے نہیں ہو سکتا۔

پہلے زمانہ میں اس قسم کی ضروریات کا حل صرف ایک ہی تھا یعنی ملاقات یا زبانی گفتگو۔ اس زمانہ میں یہ مراحل بالعموم خط و کتابت سے طے پاتے ہیں۔ گو اب ملاقات کا ذریعہ بھی روز بروز زیادہ رواج پکڑتا جاتا ہے اور درخواستوں کو جانچنے اور پرکھنے کا بالعموم یہی طریقہ رائج ہے چنانچہ موجودہ زمانہ میں ایک ملازمت کے خواہشمند کے لئے درخواست یا عرضی غیر معمولی توجہ کی محتاج ہے حصول ملازمت میں پہلا قدم یہی ہے مقابلہ میں کامیابی کا دار و مدار اسی پر ہے۔ اور اپنے آقا کو متوجہ کرنے کے لئے پہلا حربہ جو استعمال کیا جاتا ہے یہی درخواست ہے۔

آپ نے خود بھی دیکھا ہوگا کہ ملازمت کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے لوگوں میں سب سے زیادہ اہتمام درخواست ہی کے لئے ہوتا ہے اچھے کاغذ کی تلاش ہوتی ہے۔ عمدہ قلم و سیاہی فراہم کئے جاتے ہیں۔ خوش خط اور صاف لکھنے کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی روانگی اور پھر رسید کا جس بیقراری سے انتظار ہوتا ہے وہ ہم میں سے اکثر کے علم میں ہے اور کچھ بعید نہیں جو بعض پر خود بھی گزری ہو لیکن یہ بہت کم لوگوں کو محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں درخواست کا لکھنا بھی ایک فن ہو گیا ہے اور بعض مقامات پر درخواست لکھنے والے معقول اُجرت لے کر یہ کام انجام دیتے ہیں اور اسی ذریعہ سے خاصی اچھی معاش پیدا کرتے ہیں!

درخواست لکھنے میں جن چند امور کا بالخصوص لحاظ رکھنا چاہئے ان میں سب سے مقدم یہ مستعدی ہے جس سے درخواست دیکھنے والے کو محسوس ہو کہ یہ شخص فی الحقیقت خدمت کا آرزومند ہے، کام کرنا چاہتا ہے اور اپنی استعداد و لیاقت کو اس طرح صرف کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنے آقا کے لیے سب سے زیادہ مفید و کارآمد ثابت ہوگا۔

دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ درخواست میں اس امر کی وضاحت ہونی چاہئے کہ جس ملازمت کے لئے درخواست کی جاتی ہے اس کے لئے جس مخصوص لیاقت اور ہنرمندی کی ضرورت ہے وہ درخواست کنندہ میں فی الواقع موجود ہے۔ ان دو امور کے بعد سب سے بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ درخواست پڑھنے والے کو یہ محسوس ہو جائے کہ ان خوبیوں کا جامع انسان یقیناً اس قیمت پر سستا ہے جس کے معاوضہ میں اس کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً درخواست کی عام ترتیب اس کی عبارت اور الفاظ سے یہ مترشح ہو سکتا ہے کہ اس شخص کی مجموعی قابلیت عام درخواست کنندوں کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ ہے دوسری صورت یہ ہے کہ علاوہ اُن ضروری قابلیتوں اور استعداد کے جو شرائط ملازمت میں داخل ہیں بعض ایسی خوبیاں اور صلاحیتیں ظاہر کی جائیں جن کا اگرچہ خدمت متعلقہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں لیکن اُن خصوصیات کا کسی شخص میں پایا جانا اس کی وقعت کو آقا کی نگاہ میں اور زیادہ چڑھا دے اور جس کی وجہ سے وہ اپنے متعلقہ فرائض کو بہتر عمدگی سے انجام دینے کے قابل ہوگا۔ ان باتوں کو مثالوں سے بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اور بعض کتابوں میں "نوٹس اور سوال" کے نمونے بھی لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کے ذاتی معاملات کو اس طرح سمجھ لینا کہ اس کے دل کی بات تک رسائی ہو جائے نہایت دشوار ہے اسی لئے اس قسم کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔ اور ان لوگوں کو جو دوسروں کے لئے درخواست مرتب کرتے ہیں بہت زیادہ دشواری پیش آتی ہے۔ ہر شخص اپنے واقعات اور حالات کے اعتبار سے خود ہی اپنے لئے بہترین مشیر اور وکیل بن سکتا ہے۔ اور زیادہ مناسب یہی ہے کہ ضرورتمند لوگ امور متذکرۂ بالا پر نظر رکھیں، وہ خود ہی اپنی درخواست کے لئے عبارت تجویز کریں اور صرف ضرورت کے موقع پر دوسرے سے مدد اور اعانت حاصل کریں۔

لیکن یہ واضح رہے کہ زندگی کے تمام کاروبار کی طرح خود ملازمت بھی ایک قسم کا جوا ہے کہ جس کے ساتھ ہار اور جیت دونوں لگی ہوئی ہیں اور جس طرح قمار باز کبھی اپنی قسمت کو برا سمجھ کر ہمت نہیں ہارتا بلکہ ہر موقع پر کامیابی کے پورے یقین کے ساتھ بازی لگاتا ہے اور ہار جانے پر بغیر کسی افسردگی اور ملال کے دوبارہ ہمت کرتا ہے اور پھر بازی لگاتا ہے اسی طرح ہر وہ شخص جو حصول معاش کے لئے ملازمت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ بھی اگر کامیابی کا پورا یقین رکھتے ہوئے اپنے دل کو قوی اور اپنے ارادہ کو مضبوط بنا لے تب اسقدر یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جہاں تک کوشش کا تعلق ہے وہ پوری ہمت سے کام کرے گا اور کامیابی اور ناکامی تو ہر حال میں انسان کے اختیار سے باہر ہے اسی لئے اس پر ملول و متاسف ہونا عقلمندی سے بعید ہے۔

درخواست کے بعد دوسرا مرحلہ زبانی گفتگو اور اسناد کا پیش آنا ہے۔ ہر بڑے کام اور اہم ذمہ داری کے لئے درمیانی گفتگو کی شرط بالعموم ضروری ہے۔ لیکن بعض ادنیٰ ملازمتوں میں بھی جہاں آقا اور ملازم کا تعلق قریب کا ہو اکثر زبانی گفتگو پر اصرار کیا جاتا ہے کہ بغیر اس کے تقرر نہیں ہوتا۔ یہ گفتگو کیا ہے؟ ایک خاصی "رونمائی" ہے جس طرح بعض مقامات پر اور بعض خاندانوں میں رشتہ کے شرائط میں رونمائی ضروری ہوتی ہے اسی طرح ملازمت میں بھی اس پر اصرار کیا جاتا ہے۔ یہ ضمیمہ [illegible] مرحلہ بھی ڈاک ہی کے ذریعہ طے پا جاتا ہے اور تھوڑے دام بھی ایک فوٹو اس ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔

زبانی گفتگو میں کامیابی کے لئے سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اعتماد نفس ہے۔ یعنی ملازمت کے لئے درخواست کرنے والے کو اپنی ذات پر پورا بھروسہ ہونا چاہئے کہ اگر رُو در رُو گفتگو کا موقع آ جائے تو اس کے چہرے بشرے سے ایسے الفاظ اور گفتگو سے ایسے رکھ رکھاؤ اور انکسار و خلق سے مجموعی کیفیت سننے والے پر ایسا اچھا اثر پیدا کرے کہ وہ اس کی قدر کرنے پر مجبور ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس اثر کے پیدا کرنے کے لئے کسی قسم کے قواعد و ضوابط مرتب نہیں کئے جاسکتے۔ تو اس کے کہنے والے کے اعتبارات صد ہا ہو سکتے ہیں اس لئے کہ وہ العلم اور نفس سے واقف ہے لیکن [illegible]

ذی حیثیت مشکل کہا جا سکتا ہے کہ اگر پورے عزم اور اپنی کامیابی کے یقین کے ساتھ کوئی شخص اس قسم کی ملاقات کے لئے جائے تو اس کو اپنے حصول مقصد میں کامیابی کی زیادہ امید رکھنی چاہیے۔

ہندوستان میں عام طور پر کسی کام کے لئے خاص اہتمام اور تیاری نہیں کی جاتی ہے۔ آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ بڑی بڑی اہم ذمہ داریوں کے کام اور اس قسم کے کام جن کے لئے کثیر اہتمام اور طویل وقت کی ضرورت ہوتی ہے ایسے تھوڑے وقت میں اور اس قدر عجلت سے انجام پاتے ہیں کہ بظاہر ان کا ایسے تنگ وقت میں ہو جانا بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسے موقعوں پر بہتر نتیجہ نظر نہیں آتا۔ اور نگاہ کو خواہ مخواہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی سفید اور اجلے عمدہ کپڑے میں کہیں جھول رہ گیا ہو۔ یہ اسی حقیقت اس تیاری کی کمی ہے جس کو پہلے سے کرنا چاہیے تھا لیکن نہیں کیا۔

جب کبھی کسی شخص کو جو حصول ملازمت کا متمنی ہو زبانی گفت و شنید کے لئے بلایا جائے تو اس کو آنے والے موقعے کے لئے بہت پہلے سے تیاری کرنی چاہیے۔ زبانی گفتگو کے لئے تیاری کا لفظ یقیناً مضحکہ خیز ہوتا اگر گفتگو کا مقصد اور اس کی نوعیت پہلے سے متعین نہ ہو جاتی۔ جب یہ معلوم ہے کہ کس غرض سے گفتگو ہو رہی ہے اور یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کیا گفتگو درمیان میں آئے گی تو یقیناً ہر شخص کے لئے آسان ہے کہ وہ اسکے لئے پہلے سے کچھ نہ کچھ تیاری کرلے۔ اس تیاری کا طریقہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ لوگ حالات اور ضروریات کو قیاس کر کے خود ہی سوچ رکھتے ہیں کہ کیا سوالات درمیان میں آئیں گے اور کس قسم کے جوابات ان کے لئے موزوں اور مناسب ہوں گے۔ ان باتوں پر پہلے سے غور کر لینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اثناء گفتگو میں اگر خلاف توقع کوئی بات پیش آ جائے تو بھی اس کا بروقت سنبھال لینا دشوار نہیں رہتا۔

اس کے بعد دوسری چیز اسناد یا سرٹیفکیٹ ہیں جن سے درخواست کرنے والے کی لیاقت اُس کا تجربہ، اعتماد ذاتی اور خاندانی حالات کے متعلق تصدیق ہوتی ہے۔ عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر بڑی حیثیت اور اثر والے لوگوں کے سرٹیفکیٹ اور ان کی سفارش، تصدیق میسر آ جائے تو وہ کامیابی کا یقینی ذریعہ ہوگا۔ لیکن فی الواقع ایسا نہیں ہے، اس لئے کہ ملازم رکھنے والا شخص بھی اپنی ضرورتوں سے واقف ہوتا ہے اور اُس کی نسبت یہ گمان کرلینا کہ وہ حقیقت سے دُور ہی رہتا ہے ہرگز صحیح نہیں۔ اسناد اور سرٹیفکیٹ جس طرح ردی کی ٹوکری میں ڈال دیے جاتے ہیں اسی طرح کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ جب یہ غور سے نہایت غور سے پڑھے جاتے ہیں اور ایسی حالت میں پڑھنے والا یقیناً یہ نتیجہ نکال سکتا ہے اس کو کس چیز کی ضرورت ہے اور تحریر میں کیا پیش کیا جانا چاہیے۔ اسناد میں جس طرح ہر ضروری اور متعلقہ کاموں کا ذکر کیا جائے وہاں اُن غیر ضروری اور سابقہ کارگزاریوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو درخواست کرنے والے نے انجام دی ہیں۔ اور جن کا براہ راست تجربہ ہے خواہ اس کام سے (جس کے حصول کا آرزومند ہے) کچھ زیادہ تعلق نہ رکھتے ہوں اسی طرح جن چیزوں کا اس کام سے براہ راست تعلق ہے اُن کا نمایاں حیثیت میں پیش کیا جانا سب سے ضروری ہے۔ نیز درخواست کرنے والے کی ذاتی اور شخصی حیثیت، اس کا قابل اعتماد ہونا، اس کا خوش مزاج، مستعد اور جفاکش ہونا چونکہ اس کی سب سے بڑی کارگزاری اور بہترین قابلیت ہے اس لئے اس کا اظہار سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اور ان خصوصیات کو ایسے انداز میں لکھنا چاہیے کہ وہ اثر کئے بغیر نہ رہیں۔ اور اگر تنہا ان ہی خصوصیات کو سب سے بڑی سفارش قرار دیا جائے تو تعجب نہ ہونا چاہیے کہ انسان کا اصل جوہر یہی کمالات ہیں۔

دادا حیات قلندر کا مقبرہ

ہندو دیوتا دتاتریہ کا تخت

جنوبی ہند سے مکہ معظمہ تک سُرنگ

مختلف مذاہب اور اقوام کے حالات مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہوگا کہ اس دُنیا میں جہاں ایک مذہب کے پیرو بالعموم دوسرے مذاہب کے افراد سے برسرپیکار رہتے ہیں لیکن بعض ایسے مقامات اور معابد بھی موجود ہیں جہاں ایک دوسرے سے رقابت رکھنے والی اقوام کے اشخاص متحد اور متفقہ طور پر عبادت کرتے ہیں اور ان مقامات کی تقدیس و حرمت قائم رکھنے میں ایک دوسرے سے پیش پیش ہیں۔ بیت المقدس میں (جسے یروشلم بھی کہا جاتا ہے) دیوار گریہ کو یہ عظمت و شرف حاصل ہے کہ دنیا کی تین بڑی قومیں نصرانی، یہودی اور مسلمان اسے مساوی طور پر متبرک اور قابل احترام مانتی ہیں اور وہاں پہنچ کر آپس کے اختلافات اور مذہبی رقابتوں کے احساس سے بالاتر اور مستغنی ہو کر انتہا درجہ عقیدت و نیاز مندی سے گردن جھکاتے ہیں۔ ہندوستان کے عام باشندوں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ ہندوستان کے جنوبی گوشہ میں بھی ایک ایسی جگہ موجود ہے جسے مذکورہ بالا قسم کی خصوصیات کے لحاظ سے "جنوبی ہند کا مکہ" کہا جاتا ہے اور جہاں ہندو اور مسلمان (جو ملک کے طول و عرض میں آپس کی رقابتوں اور عداوتوں میں نام روشن کر چکے ہیں) برادرانہ محبت و خلوص کے ساتھ اپنے اپنے سرنیاز جھکاتے ہیں۔

یہ متبرک مقام میسور کی ریاست میں پہاڑیوں کے ایک سلسلہ کوہ میں واقع ہے اور بابا بدان کا پہاڑ کہلاتا ہے۔ پہاڑ کی بلندی سے نصف راستہ پر ایک غار ہے جسے مسلمان تو دادا حیات میر قلندر کا مقبرہ کہتے ہیں اور ہندو دیوتا دتاتریہ کا تخت قرار دیتے ہیں۔ اس دیوتا کے متعلق ہندوؤں کا کہنا ہے کہ جب دنیا فتنہ و فساد اور خون خرابہ کا گہوارہ بن جائے گی اور قیامت برپا ہونے لگے گی تو دتاتریہ دیوتا پردۂ غیب سے ظہور میں آکر بگڑی ہوئی دُنیا کو سنواریں گے۔ گویا مسلمانوں کی عام روایات پر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ دیوتا دتاتریہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمات انجام دیں گے۔

بابا بدان کے نام سے جو سلسلہ کوہ منسوب ہے وہ اپنے دلکش و نظر فریب مناظر کے اعتبار سے بھی دور دور مشہور ہے اور ہندو مسلمانوں کا مشترک مقام عبادت ہونے کے لحاظ سے جو عزت و شرف اسے حاصل ہے ملک بھر میں کسی دوسرے مقام کو حاصل نہیں اس کوہسار میں شکار بھی ہر قسم کا موجود ہے۔ قہوہ بہت کافی پیدا ہوتا ہے اور جگہ جگہ قہوہ کے فارم اور باغات نظر آتے ہیں ان میں سے بہت سے باغات یورپین افراد کے قبضہ میں ہیں۔ اس علاقہ میں جو نفیس قہوہ پیدا ہوتا ہے اسے "کبری قہوہ" کہا جاتا ہے جس پہاڑ کو آجکل بابا بدان کا پہاڑ کہا جاتا ہے پرانوں کے زمانہ میں اسے "چندر درونا پربت" کہا جاتا تھا۔ ایک خدا رسیدہ مسلمان بزرگ، بابا بدان جب اگر یہاں مقیم ہوئے تو انھیں کے نام سے یہ پہاڑ بھی موسوم ہو گیا۔ یہ وہی بابا بدان ہیں جن کی بابت مشہور ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے قہوہ انھیں کے ذریعے آیا۔ کوہ بدان کی وادیوں میں اور ڈھلواں چٹانوں پر آپ نے قہوہ کی کاشت کی اور آج کل سالہا سال سے وہ تمام کوہستان قہوہ کے باغات سے سبزہ زار بن گیا۔

اندر سے غار مذکور کی بلندی صرف پانچ فٹ ہے۔ اس میں دادا حیات میر قلندر کا ہی مزار نہیں بلکہ کچھ اور بھی مزارات ہیں۔ آخر میں ایک گوشہ میں ایک چشمہ بھی ہے مشہور ہے جس میں غسل کرنے سے امراض دور ہو جاتے ہیں۔ غار کے ایک کونہ میں چبوترہ پر چاندی کی کھڑاویں بھی رکھی ہوئی ہیں مسلمانوں میں مشہور ہے کہ یہ کھڑاویں بابا صاحب کی ہیں ہندو کہتے ہیں کہ دیوتا دتاتریہ جب دُنیا میں نازل ہوں گے تو ان کھڑاوں کو پہنیں گے اس غار کے جنوب میں ہی چھوٹا سا ایک اور غار بھی ہے اس میں ایک سُرنگ ہے کہا جاتا ہے یہ سُرنگ سیدھی مکہ معظمہ تک گئی ہے۔

تیرتھ یاترا

موسم سرما میں جبکہ اس علاقہ میں بارش نہیں ہوتی اور سڑکیں صاف ہوتی ہیں ہندو اور مسلمان اس مقدس مقام کی زیارت کیلئے لاکھوں کی تعداد میں پہنچتے ہیں اس غار کا معتقد یا سجادہ نشین یا مہنت ایک مسلمان فقیر ہوتا ہے ہندو مسلمان دونوں مذاہب کے زائرین اسی سے ہی رجوع کرتے ہیں لوبان کی دھونی دیجاتی ہے اور مٹھائی شکر کیلئے ... آخر وہ پہاڑ پر چڑھائے جاتے ہیں ہندو اسے دتا کی خانقاہ بھی کہتے ہیں مسلمان سجادہ نشین کو سوامی کہتے ہیں سادات میں سے اس سجادہ نشین کا انتخاب کیا جاتا ہے سجادہ نشین ... لعاب کی ... رکھتے ہیں اسے سری رنگا پٹم سوامی بابا بدان سوامی ملنگ گرو کہا جاتا ہے اس خانقاہ کے سجادہ نشین یا سوامی کے پاس ہمایوں اکبر، حیدر علی، ٹیپو سلطان اور کئی دیگر ... کی بخشی ہوئی اسناد بھی موجود ہیں۔

بھیم کا چشمہ

اس سلسلہ کوہستان میں جو غار، جنگل، چشمے وغیرہ ہیں ان سے مختلف قسم کی متعدد روایتیں منسوب ہیں ایک چشمہ کے بارہ میں جسے گدا تیرتھ کہا جاتا ہے یہ روایت مشہور ہے کہ جب ایک مرتبہ بھیم کی ماں کنتی کو بہت زیادہ پیاس محسوس ہوئی تو اس نے بھیم سے کہا کہ کہیں سے پانی لائے بھیم نے اپنے گدا کو زمین میں گاڑا جس سے فوراً ہی چشمہ جاری ہو گیا یہی چشمہ گدا تیرتھ کہلاتا ہے۔

ایک مسلمان شہزادی کا قصہ بھی بڑی دلچسپی سے بیان کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں اس علاقہ کا ایک ہندو راجہ کسی بڑے مسلمان بادشاہ کی خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا اور جب بظاہر کوئی صورت کامیابی کی نہ دیکھی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ کسی طرح اس شہزادی کو اغوا کر لائیں سپاہی سوتی ہوئی شہزادی کا پیچھا کرتے تھے جب سپاہی اس غار کے قریب پہنچے تو سلسلہ کوہسار کی نسیم سحر کے جھونکوں نے شہزادی کو جگا دیا۔ یہ دیکھ کر کہ وہ دشمنوں کے نرغہ میں گرفتار ہے اور اسکی آبرو بچانا دشوار ہے اس نے گڑگڑا کر دعا کی کہ وہ بوڑھی ہو جائے اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کی اور ایک ہی منٹ میں چھپر کھٹ پر خوبصورت نوجوان شہزادی کی جگہ بدشکل بوڑھی عورت نظر آنے لگی سپاہیوں نے جو دیکھا تو اسے جنگل میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

حضرت بابا صاحب نے بوڑھی عورت پر جو حقیقت میں جوان شہزادی تھی ترس کھایا ان کی دُعا سے وہ پھر حسین شہزادی بن گئی اور اس کا باپ بادشاہ بحفاظت تمام اسے لے گیا۔

(ترجمہ از السٹریٹڈ ویکلی)

اس زمانہ میں خاندان اور آباؤ اجداد کے کارنامے تاریخی حیثیت سے کیسے ہی دلچسپ کیوں نہ ہوں لیکن انسان کی اپنی قدر و قیمت میں اس وقت تک اضافہ کرنے سے قاصر ہیں کہ خود وہ شخص بھی اپنی انفرادی حیثیت میں بھی عزت کا مستحق نہ ہو لیکن اگر ذاتی خوبیوں کے ساتھ باپ دادا کا نام بھی روشن ہو تو سونے پر سہاگہ سمجھنا چاہیے اور اگر علم و عمل کے ساتھ دولت و ثروت بھی حاصل ہو تو نور علیٰ نور۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی ذاتی خوبیاں اس کی اصل دولت ہیں اور علم و دولت اور خاندان اس کی اضافی حیثیت اس دولت کو بڑھا سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ دولت خود موجود نہ ہو تو پیدا نہیں کر سکتیں۔

خونی قحبہ

میں قحبہ کیسے بنی، مجھے شراب کی عادت کیسے پڑی
میں نے قتل کیوں کیا، میں جیل سے کیوں بھاگی، اور پھر کب اور کیسے پکڑی گئی

ایک مجرمہ کی نفسیات کا عبرتناک خاکہ

مشہور بدنام قحبہ بسنتی نے جو جیل خانہ سے فرار ہو کر دوبارہ گرفتار کی جا چکی تھی، رمی ہرنی کی طرح دہشت زدہ آنکھوں سے میری طرف دیکھا۔ وہ مجھے اپنا قصہ سنا رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے زانو پر رکھے ہوئے تھے۔

"تم اس عورت کو ایک مرتبہ رنڈی کہکر مخاطب کرو اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر اس کی وقعت کچھ نہیں رہی۔ وہ اتنی کمینی اور ناپاک ہو جاتی ہے کہ لوگ اس کی پرچھائیں سے بھاگتے ہیں۔ کسی کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ اس بدنصیب پر کیا گذر رہی ہے۔ وہ بھی ذی روح ہے اور اسے بھی رنج اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

اس کی حسین آنکھوں میں چمک پیدا ہو کر غصہ کے آثار نمودار ہوئے لیکن اس غیر اختیاری کیفیت پر اس نے جلد ہی قبضہ پا لیا۔ فوراً ہی اپنے آپکو سنبھالا۔ ہونٹوں پر دلاویز تبسم کی بجلیاں رقص کرتی نظر آئیں اور وہ بالکل ساکت ہو گئی اس کے نرم و نازک جسم پر ایک ارتعاشی کیفیت طاری ہو گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی جذبۂ یاس و ناامیدی کا شکار ہو رہی ہے۔

"لیکن میں کسی کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتی کہ میں اس جیل خانہ میں کیوں ہوں۔ اس کی ذمہ دار شراب ہے اور میری کمبخت قسمت۔ ایک قحبہ کا چھوٹا سا گناہ کو اتنا چھوٹا سا گناہ کہ تم اسے کچھ بھی اہمیت نہ دو لیکن اس کے بعد ہی تم معلوم کر لوگے کہ وہی بظاہر حقیر معمولی گناہ اتنے بڑے گناہ کا پیش خیمہ اور باعث بن گیا ہے جسے تم اپنی پوری قوتوں سے بھی دُور نہیں رکھ سکتے۔ وہ تمہاری زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔"

اب اس کی نگاہیں بغض و کینہ کے نشانات سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ دور کسی چیز پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ اس کی آواز اس درجہ لطیف اور خوشگوار معلوم ہوتی تھی گویا وہ اپنی کسی سہیلی سے راز و نیاز کی باتیں کر رہی ہو۔

"میں مجرم ہوں! اس سزا کی مستحق جو مجھے دی جا رہی ہے۔ میں نے واقعی اسے قتل کیا۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ نشہ دُور ہوتے ہی میں تو رنجیدہ ہوئی تھی مجھے اس کا بھی احساس ہے کہ میں نہایت مکروہ اور گندہ زندگی بسر کر رہی تھی۔ میں عورت ہو کر شراب پیتی تھی۔ افسوس میں نے غصہ میں بھر کر ایسے بوڑھے آدمی کو ہلاک کر ڈالا جو اپنا وقت گذارنے کے لئے میرے پاس آیا تھا۔"

یکایک اس پر کرب اور بے چینی کی سی کیفیت طاری ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی خاص روحانی اذیت کا شکار ہے اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے اپنے حسین چہرے کو چھپا لیا۔ اس کی آواز ہچکیوں کی صورت اختیار کر کے فضا میں گم ہو چکی تھی۔

"لیکن... یا اللہ ... مجھے اپنے پیشے سے کسقدر نفرت ہے۔"

اس نے تھوڑی دیر کے بعد خود فریبی کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"وہ آدمی بوڑھا اور سکر پیہ منظر تھا۔ میں نے تو اس سے کہا بھی کہ چلا جائے میرے پاس نہ بیٹھے۔ مجھے اس کے منہ سے بو آتی ہے۔ لیکن وہ ہنسنے لگا۔ یہ میری سنجیدگی اور متانت کی کھلی توہین تھی۔ میں نے میز سے چاقو اٹھا لیا اور اس پر پے در پے وار شروع کر دیے۔"

وہ یہ فقرے زبان سے ادا کر رہی تھی۔ اس کے بشرہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس وقت بھی مقتول کو دیکھ رہی ہے۔ اس کی نگاہوں کے سامنے اُس کے جسم سے خون بہہ رہا ہے اور وہ اُس کی دردناک آواز سن رہی ہے۔ اُس کا تڑپ تڑپ کر گرنا اور بالآخر ٹھنڈا ہو جانا سب کچھ اس کی نظروں میں تھا۔

مترجمہ
مسٹر محمد جمیل
بی۔ اے

ہم دونوں بھی اس وقت بالکل خاموش تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا مقتول کی نعش ہم دونوں کے درمیان پڑی ہوئی ہے۔ وہ کچھ سہم سی گئی اور اپنی کلائی پر بندھی ہوئی چھوٹی گھڑی کو دیکھنے لگی۔ ایسی خوفناک خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ کوک کی آواز تمام کمرے میں گونج رہی تھی۔

"یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ جب میں اس گندہ ذہن بوڑھے کے چاقو گھونپ رہی تھی اُس وقت میری نظروں کے سامنے مقتول ہی نہ تھا بلکہ اپنے خیال میں تمام کائنات پر چاقو چلا رہی تھی۔ اے خدا! میں اپنی پیشہ ورانہ زندگی سے کسقدر متنفر تھی۔"

اس کے تمام بدن میں رعشہ پیدا ہو گیا۔

"مجھے اس زندگی سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی نہیں ملتا تھا سوائے اس کے کہ میں شراب پیوں اور مدہوش ہو جاؤں لیکن یہ نشہ تو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ تلخ نتائج پیدا کرتا تھا۔"

بسنتی کی باتوں میں صداقت تھی مگر اس کی سرگذشت بدنما اور قابل نفرت ضرور تھی۔ لیکن اس کی تمام ہستی کے پیچھے ایک حرماں نصیب عورت کی روح جھلک رہی تھی جس افسوسناک حادثہ کی بدولت اسے ۵۰ سال کے لئے قید بامشقت کی سزا کا حکم سُننا پڑا تھا وہ پولیس سے اس کی پہلی ہی لڑائی نہیں تھی۔

ایک مرتبہ اس نے ایک عورت پر دست پناہ سے حملہ کر کے اسے بُری طرح زخمی کر ڈالا تھا۔ ایک دفعہ اس میں اور اس کے شوہر میں جھگڑا ہوا اور چھینا جھپٹی میں بندوق بھی چل گئی جس سے اس کا پاؤں مجروح ہو گیا۔ ایک مرتبہ اس نے زہر کھا لیا تو اسپتال پہنچائی گئی۔ اس لئے وہ ہنسناک

ہفتہ کی رات کو پولیس کو پتہ لگا کہ بسنتی کے مکان پر خون ہو گیا ہے۔ فوراً ہی پولیس اس کے مکان پر جا دھمکی دیکھا تو واقعی ایک ستاون برس کا کاریگر خون میں لت پت مردہ پڑا ہوا ہے۔

جس وقت پولیس بسنتی کے مکان پر پہنچی ہے تو وہ نشہ میں مدہوش تھی۔ اس کے پڑوسی بھی دکھ کھڑے اس خوفناک منظر سے دہشت زدہ ہو رہے تھے۔ لیکن یہ سب کو یقین تھا کہ جب بسنتی نشہ میں ہوتی ہو تو اس کی برائی اور بڑے سے بڑا کام بھی اس کے لئے معمولی بات ہوتا ہے۔ وہ نشہ میں جھوم رہی تھی۔ گویا اس قتل کا اُسے ذرہ بھر احساس نہ تھا۔ اس کے قدموں میں مقتول کا خون بہہ رہا تھا۔ اس نے مقتول کے جسم سے چاقو بھی خود ہی باہر نکالا تھا۔ اور اس کی لانبی خوبصورت انگلیاں خون میں تر تھیں۔ یہ ابھی خشک بھی نہ ہونے پایا تھا۔

پولیس کو دیکھتے ہی اس نے غضبناک شیرنی کے سے تیور بدل کر کہا۔

"میں نے اسے قتل کیا ہے میں نے اسے مارا ہے اور مجھے اس کا ذرہ بھر افسوس بھی نہیں۔"

لیکن جب کچھ دیر بعد مدہوشی کی کیفیت اس سے دور ہوئی اور نشہ اُترا تو اس کے یہ خیالات قایم نہیں رہے اور اسے اس قتل پر سخت افسوس ہوا جب وہ اس غنودگی سے بیدار ہوئی تو اس نے جیل خانہ کی نرس کو بلا کر اپنے قلبی رنج کا اظہار کیا۔

"مجھے اس غریب بوڑھے آدمی کے قتل کا افسوس ہے۔ میں نے دُنیا کی ہر نعمت کا کس طرح ستیاناس کیا ہے۔"

بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نرس نے اس کی تسلی دینے کی ناکام کوشش بھی کی۔ مگر وہ بھی یہ جانتی تھی کہ اس وقت اسکا رو لینا ہی اچھا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں رونے سے ملزمہ کی روح کو تسکین پہنچنا چاہیے تھی۔ روتے روتے بسنتی بیہوش ہو گئی۔ جب کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے پوچھا۔

"میری اچھی بہن! مجھے یہ تو بتاؤ میری بچی کہاں ہے۔ وہ بچوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہی تھی۔"

"پولیس نے تمہاری بچی کو تمہاری ماں کے پاس گاؤں بھیج دیا ہے وہاں وہ اچھی طرح رہے گی۔"

"افسوس۔ میری غریب بچی! ہاں ٹھیک ہے وہ وہاں اچھی طرح رہیگی تازہ ہوا، خالص اور گرم دودھ اس کے لئے مفید ہوگا۔"

وہ آپ ہی آپ کہنے لگی۔

"میری بچی تو شاید مجھ سے اچھی ماں کی مستحق ہے۔ لیکن آہ! وہ مجھ عزیز

اے خدا میں اپنی زندگی سے کسقدر نفرت کرتی تھی مگر اس زندگی سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔

سوائے اسکے کہ میں شراب پی کر مدہوش ہو جاؤں لیکن یہ مدہوشی اور بھی بُرے نتائج پیدا کرتی تھی

بچے نے کہا عزیزہ؟
نرس نے جواب دیا "ہاں مجھے معلوم ہے بچی سے تمہیں بیحد محبت ہے"

جیل خانہ کی مصیبتوں کے باوجود بسنتی کی قدرتی خوبصورتی ایک مرتبہ پھر چمک اٹھی اور اس کا شباب عود کر آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شراب سے دور ہو چکی تھی۔ مقدمہ کے دوران میں وہ دلفریب پیکر نظر آتی تھی۔ قیدخانہ میں کسی کو بھی عبادت کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا۔ لیکن بسنتی خود بخود پوجا کیا کرتی۔ اس کی ذہنی ہولی عقیدت و ریاضت سے پیسطرح ہو تا تھا کہ وہ اندھیرے میں کسی کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کر رہی ہے۔ کوئی ایسی حسین و خوبصورت چیز جسے اس نے بچپن میں کھو دیا تھا۔ اس کا شوہر ایک مزدور تھا جو لوہے کے کارخانوں میں کام کیا کرتا تھا۔ اور بسنتی اس کے ساتھ ایک کارخانہ سے دوسرے کارخانہ کی تلاش میں شہر در شہر پھرا کرتی تھی۔

لوہے کے کارخانہ میں کام کرنے والے مزدور کی بیوی کبھی خوشحال نہیں ہو سکتی۔ اکثر وہ شکستہ جھونپڑوں میں رہتا ہے جہاں کی گندگی اور بو اس کی جوانی کو خراب کر دیتی ہے۔

روزانہ کپڑے دھونے کے باوجود بھی وہ میلے کچیلے رہتے ہیں سب سے زیادہ اندوہناک بات یہ ہے کہ ایک کم سن خوبصورت لڑکی اس جھونپڑے میں گھنٹوں بے یار و مددگار پڑی رہتی ہے اور اس کا خاوند صبح سے رات تک غیر حاضر رہ کر سخت محنت کے باوجود بھی اتنا نہیں کما سکتا کہ ان کی ضروریات کے لئے کافی ہو سکے۔ بسنتی ان مصائب کا شکار رہی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسے ان تکالیف کا صلہ مل گیا اور ایک خوبصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ بچی ابھی چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ ہوئی تھی کہ بسنتی کام کی تلاش میں اپنے خاوند کے ساتھ کئی شہروں کی خاک چھان چکی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مہینوں کام نہ ملتا اور سب کو فاقہ کشی کرنی پڑتی۔

لیکن کھانا ملے یا نہ ملے بسنتی کو اس کی پروا نہ تھی۔ اس حالت میں ایک مدت بسر ہو گئی اور اس کے شوہر کے کارخانہ کے مزدور اکثر اس کے ساتھ آنے لگے۔ اور ہر روز شام کو اس کے گھر میں میلے اور گندے مزدوروں کا جمگھٹ رہنے لگا۔ دیسی شراب کے دور پر دور چلتے۔ رفتہ رفتہ ان ناشائستہ صحبت کا بسنتی پر بھی اثر ہوا۔ اسے ان مزدوروں کی خرافات سے نفرت ہوتی تھی۔ اس نے سوچا کہ میں بھی ان کے ساتھ شراب پینے لگوں تو شاید مجھے کراہت نہ آئے اور میں بھی ان ہی جیسی بن جاؤں۔ کچھ عرصہ تک تو اس نے ڈرتے ڈرتے تھوڑی تھوڑی شراب پی اسے یقین ہو گیا کہ اس سے اس پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا چاہے وہ جتنا بھی پئے۔ لیکن تھوڑے دن بعد ہی ثابت ہو گیا کہ شراب اس پر پورا پورا اثر جما چکی ہے اور اب اس کا ترک کرنا محال ہے۔ شراب پینے کا اس پر بہت برا اثر ہوا۔ اس کو اسکی پرواہ بھی نہیں رہتی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے یا کیا کر رہی ہے۔ نشہ میں اسے یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ وہ اپنے شوہر کے پاس ہے یا کسی اور کی زینت آغوش بنی ہوئی ہے۔ اس کا احساس ہی فنا ہو گیا۔ جب اس کا نشہ اُترتا اور اسے اپنی ان حرکات کا احساس ہوتا تو سخت غیرت آتی اور جی چاہتا کہ خودکشی کر لے۔ آخر ضمیر کی ملامت سے نجات پانے کے لئے وہ پھر شراب پی کر مدہوش ہو جاتی۔ اس طرح وہ عادی شرابی بن گئی۔

اس عرصہ میں اس کو اپنے خاوند کے ساتھ مع اپنی بچی کے ایک اور شہر میں جانا پڑا۔ جب اس کا شوہر کام کی تلاش میں جاتا تو بسنتی اور اس کی بچی اکیلے رہ جاتے۔ اس نے اپنی بچی کا خیال کرتے ہوئے تمام حرکات سے توبہ کی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید وہ پھر اپنی زندگی سنوار سکیں۔ وہ اپنے شوہر اور بچی سے واقعی محبت کرتی تھی۔

محبت ہماری تمام کمزوریوں کے باوجود زندہ رہتی ہے خواہ ہم کتنے ہی اس کے سزاوار نہ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ تھے۔ یہاں بھی اس کے شوہر کو کوئی مستقل کام نہ ملا۔ انھیں مکان کا کرایہ بھی ادا کرنا تھا، پیٹ بھی بھرنا تھا۔ انھیں ضرورتوں اور مجبوریوں سے تنگ آ کر انھوں نے بدچلن، کمینہ فطرت لوگوں کی اپنے یہاں آمد و رفت بھی گوارا کر لی اور وہی دیسی شراب اور پرانی صحبتیں پھر گرم ہونے لگیں لیکن یہ ٹھوکر کے بعد بسنتی پھر سنبھل سکی جیل میں پہنچ کر جب اسے اس گندی ماحول اور بُری صحبتوں سے نجات ملی تو اس نے ایک دفعہ پھر سنبھلنے کی کوشش کی وہ باقاعدہ پوجا پاٹ اور عبادت کرنے لگی۔ اسکے دل میں ایک ذہنی سی سیاہی ہوئی۔ یہ روشنی شراب کی طرح فریب نظری نہ تھی بلکہ اپنے اندر حقیقت کی شعاعیں رکھتی تھی، یہی قوت تھی کہ ۲۵ ستمبر کو جب جج نے اس کی قسمت کا فیصلہ سنایا تو اس نے نہایت صبر و شکر اور اطمینان کے ساتھ سنا۔ جج نے اپنے فیصلہ میں بے فاحشہ اور چڑیل کے مکروہ و شرمناک ناموں سے یاد کیا اور اس نے یہ سب کچھ نہایت خاموشی سے برداشت کیا۔ شاید جو کچھ کہا گیا تھا یہ سب سچ ہو لیکن پرانی بسنتی مقتول کی طرح مر چکی تھی۔ ۲۵ ستمبر کو اسے ۲۵ سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنا دیا گیا اور ۳ اکتوبر کو اسے جیلخانہ میں بند کر دیا گیا اس کا نمبر ۲۰۰۵۹ تھا۔

اس نے جیل کی تمام مصیبتوں کا بڑی دلیری اور بہادری سے مقابلہ کیا کسی نے کبھی اس سے کہا تھا کہ ہر روز نئے طریقہ سے بسر کرو لیکن اب وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اب تو ۲۵ سال سے بے یار و مددگار ایک تنگ تاریک کوٹھری میں گزارنے تھے اس نے اپنے نازک اور خوبصورت ہاتھوں پر نظر ڈالی جنہیں چکی چلانے کی وجہ سے گٹے پڑ گئے تھے اسے خیال آیا کہ ۲۵ سال بعد یہ بدصورت ہو جائینگے اور سوکھ جائینگے اسکے چہرے پر جھریاں پڑ جائینگی اسکے بال سفید ہو جائینگے۔ وہ بالکل بڑھیا ہو جائے گی بچی کی عمر ۲۵ سال ہو جائے گی۔ اس وقت بچی بھی بڑھیا ہو چکے گی۔ اس کا شوہر آہ وہ کہاں ہو گا وہ تو اسے طلاق دے چکا تھا کیونکہ اسے قتل کیا تھا تو شاید طلاق نہ دیتا اور وہ دونوں ایک ساتھ زندگی بسر کرتے رہتے۔

ایک سال گزر گیا جیلخانہ میں اسکا ریکارڈ بالکل صاف تھا۔ اسے امید تھی کہ محتاط اور نیک چلن رہنے سے اسکی سزا میں شاید تخفیف ہو جائے۔ ممکن ہے اسے معافی بھی مل جائے اسی عرصہ میں اسے اسکی ماں کا ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ اسکی بچی سخت بیمار ہے جو کچھ اسکے امکان میں تھا وہ اسکی بچی کے لئے کر رہی تھی لیکن اسکے جانبر ہونے کی کوئی امید نہیں تھی بسنتی اتنی خوفزدہ ہوئی کہ اپنے جرم کے ثابت ہونے اور سزا کا حکم سننے سے بھی اتنی خائف نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنی بچی کو دیکھنے کیلئے بیچین تھی اسکی ماں کے اس خط نے بسنتی پر وہی اثر کیا جو کبھی شراب پیکر کیا کرتی تھی۔ اس کا دماغی توازن بالکل جاتا رہا تھا

اگست کے مہینہ کی وہ رات کسقدر گرم اور خوفناک رات تھی بسنتی پر یہ نیا سانحہ گزر تا تب بھی وہ اس بات کو نہیں سہ سکتی تھی اس نے شہر کے گھنٹہ کو دو بجاتے ہوئے سنا وہ اپنے پلنگ سے اٹھی ننگے پاؤں کو پتھر کا سخت فرش ٹھنڈا معلوم ہوا وہ کوٹھری کی کھڑکی تک گئی بڑی محنت سے ایک سلاخ باہر نکالنے میں کسی نہ کسی طرح کامیاب ہو گئی اس نے دیکھا کہ اب کسقدر وقت کے ساتھ کھڑکی میں سے اپنے آپ کو نکال سکتی ہے چنانچہ یقین ہوتے ہی وہ کھڑکی میں سے باہر نکل پنجوں کے بل دوسری طرف زمین پر کود پڑی۔ خوش قسمتی سے بسنتی کے چوٹ نہیں آئی اور اسوقت اسے چوٹ بھی آتی تو وہ پرواہ نہ کرتی۔ بچی کی محبت اور اسے دیکھنے کے جنون نے بسنتی کی رگ رگ میں بجلیاں بھر دی تھیں اور اسوقت وہ اپنے آپ کو فولاد کا محسوس کر رہی تھی قریب کے گرجے سے گھنٹے کی آواز آئی کچھ عرصہ تک بسنتی خاموش آہٹ سننے کی کوشش کرتی رہی اور جب اسے کچھ سنائی نہ دیا تو تاروں کی روشنی میں بھاگ نکلی۔ رات کی بھیانک تاریکی میں نالیوں اور گڑھوں میں گرتی پڑتی اور گرتی پڑتی وہ تیزی سے شہر کی طرف بڑھتی رہی۔ جب کوئی موٹر آتی ہوئی نظر آتی تو وہ جھاڑیوں میں چھپ جاتی۔ ایک مرتبہ اسنے ایک اکیلے آدمی کو موٹر روک کر سگرٹ سلگاتے ہوئے دیکھا کبھی یہ خیال آتا شاید وہ اسکی مدد کر سکے کبھی خوف پیدا ہوتا ممکن ہے وہ اسکے ساتھ دغا کرے اسی لئے یہی بہتر ہے کہ وہ کسی کو کسی بات کا موقع ہی نہ دے آخر ایک لاری اسے سڑک پر آتی ہوئی دکھائی دی جیسے ہی یہ لاری قریب سے گزری بسنتی دوڑ کر اسکی کھڑکی سے لپٹ گئی اب اسے یقین تھا کہ طلوع سحر سے قبل وہ شہر میں داخل ہو جائیگی۔

ہفتہ وار سالار۔ بمبئی۔ "خوشوقت" اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے اسم بامسمیٰ ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جو خوشوقت کا مطالعہ کرتا ہے۔ طالب علموں کیلئے نہایت ضروری ہے۔ بچوں کے تفریح کے لئے کراس ورڈ سبق آموز مقالے، طبیعت سیلبریز افسانے۔ مفید معلومات حالات حاضرہ پر تبصرہ وغیرہ وغیرہ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو طالب علموں اور بچوں کے لئے اشد ضروری ہیں۔ ہمارے پاس اس وقت تک خوشوقت کے چار نمبر پہنچ چکے ہیں جو ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ہر نمبر ایک دوسرے سے سبقت لئے جا رہا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ یہ پرچہ ملک کے لئے کارآمد ثابت ہوگا اور قوم اسکی قدر کرے گی۔ ہم سفارش کریں گے کہ قارئین کرام اپنے ہونہار بچوں اور طالب علموں کو اس کا مطالعہ ضرور کرائیں۔

لوری

ہندوستانی ماں کا نغمۂ محبت

(از جناب محترمہ نسیمہ قابل صاحبہ)

ماں کی آنکھ کے تارے سوجا ۔۔۔ باپ کے راج دلارے سوجا
مہر لقا مہ پارے سوجا ۔۔۔ ٹوٹے دلوں کے سہارے سوجا
سوجا میرے پیارے سوجا

تیرے بڑوں کو ناز ہے تجھ پر ۔۔۔ صدقے ہر اعجاز ہے تجھ پر
باپ فضیلت باز ہے تجھ پر ۔۔۔ لے نندیا کے مارے سوجا
سوجا میرے پیارے سوجا

قوم کے باغ کا مالی تو ہو ۔۔۔ ملت کا رکھوالی تو ہو
غالب تو ہو عالی تو ہو ۔۔۔ تجھ پہ دل وجاں ہارے سوجا
سوجا میرے پیارے سوجا

ہاتھ ترا گِرتوں کو اُٹھائے ۔۔۔ تیری نظر سوتوں کو جگائے
نعرہ ترا ہمت کو بڑھائے ۔۔۔ لرزیں چاند ستارے سوجا
سوجا میرے پیارے سوجا

موتی اور اس کے پانچ دوستوں کو تلاش کرو

مندرجۂ ذیل صفحے کی تصویر میں پانچ چھوٹے کتے چھپے ہوئے ہیں ایک کا نام موتی ہے۔ لڑکا سیٹی دے کر اس کو کھانے کے لئے بلا رہا ہے۔ لیکن موتی اپنے پانچ دوستوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے میں اسقدر مصروف ہے کہ وہ کھانے کے لئے بھی نہیں آتا۔ موتی اور اس کے دو بھیرے دوست سب تصویر میں چھپے ہوئے ہیں۔ تم کو ان میں سے کتنے نظر آتے ہیں؟

بسنت رت

(از جناب عشرت علی صاحب)

سرسوں پھولی بسنت آئی ۔۔۔ کلی کلی پر رنگت چھائی
جھوم رہی ہے ڈالی ڈالی ۔۔۔ تتلی ناچتی ہے متوالی
دنیا بھر کی حالت بدلی ۔۔۔ سوکھے نے بھی رنگت بدلی
پھول کھلے ہیں رنگ رنگیلے ۔۔۔ شوخ ہرے اور نیلے پیلے
باغ بسنتی بار ہیں پہنے ۔۔۔ شاخوں نے لٹکائے پھولوں کے گہنے
باغ بسنتی کھیت بسنتی ۔۔۔ میدانوں کی ریت بسنتی
جنگل اور میدان بسنتی ۔۔۔ دیکھو سارا جہان بسنتی
آؤ مل جل رنگ منائیں ۔۔۔ عشرت کا یہ ترانہ گائیں

بھتیجوں کے پندرہ روزہ امتحان کا پرچہ

۱۔ پچھلے پندرہ روز کا سب سے بڑا تاریخی واقعہ تمہارے نزدیک کونسا ہے؟ ۵ نمبر
۲۔ کانگریس کی سابق ورکنگ کمیٹی اور موجودہ پریزیڈنٹ میں جو جھگڑے آجکل چل رہے ہیں ان میں تمہارے نزدیک حق پر کون ہے؟ ۱۰ نمبر
۳۔ ہر ہٹلر اور مسٹر چیمبرلین میں تم کس کو زیادہ شریف سمجھتے ہو؟ ۷ نمبر
۴۔ دنیا کے کس لیڈر سے تم کو سب سے زیادہ محبت ہے؟ ۸ نمبر
۵۔ صوبوں کی دیسی وزارتوں میں سے سب سے زیادہ کامیاب وزارت کس صوبہ کی ہے۔ ۱۵ نمبر
۶۔ یکم اپریل کے خوشوقت میں سب سے بہتر فقرہ تمہارے نزدیک کونسا ہے؟ ۱۵ نمبر

جوابات میں جسقدر زیادہ آزادی سے کام لیا جائے گا۔ اسیقدر نمبر زیادہ ملیں گے۔ خوشخط جوابات پر خوشخطی کے نمبر علیحدہ ملیں گے۔

۸ اپریل تک سب جوابات آجانے چاہئیں ۱۶ اپریل کے خوشوقت میں نتیجہ شائع ہو جائیگا۔

اس امتحان میں صرف وہی بچے شریک ہو سکتے ہیں جو چچا بھتیجوں کی انجمن کے ممبر ہوں۔

اُردو کے ایسے تین لفظ بتاؤ

جن میں سے ایک چاقو اور پانی میں
دوسرا بدن اور پیڑ میں
اور تیسرا پھوڑا اور پھل میں مشترک ہو۔

نو نقطوں کا معمّا

ان نو نقطوں میں سے جس نقطے سے چاہے شروع کر کے چار سیدھی لکیریں یعنی خط مستقیم، اس طریقے سے کھینچو کہ وہ سب نقطوں پر سے گذر جائیں اور پنسل کو کاغذ پر سے اٹھانے کی ضرورت نہ پڑے۔ پہلے خط کے بعد ہر ایک خط اسی نقطہ سے شروع ہونا چاہئے جہاں اُس سے پہلا خط ختم ہوتا ہے۔

خوشوقت کی ایجنسیاں

۱۔ سیالکوٹ۔ میسرز ملک اینڈ سنز، بیوپرروڈ سیالکوٹ
۲۔ امرتسر۔ نشاط بک سٹال بازار ہلال امرتسر
چارسدہ (پشاور) افغان نیوز ایجنسی چارسدہ ضلع پشاور
پونہ۔ بابو سید ابراہیم صاحب متصل کناٹ مارکیٹ پونہ کیمپ
پشاور۔ صادق کمیشن ایجنسی قصہ خوانی بازار پشاور
ریاست ریاں۔ گنگا دین صاحب اگروال نیوز ایجنسی۔ ریاں۔
سولن۔ رام ٹریڈنگ ایجنسی سولن
بھوپال۔ شفقت جنرل نیوز ایجنسی سلطانیہ روڈ بھوپال۔
بھوپال۔ محمد حکمت اللہ صاحب صدیقی نند گاؤں بھوپال
بمبئی۔ محمد عثمان خان صاحب نیوز ایجنسی بمبئی۔ دکن
جالندھر۔ سنت رام صاحب گپتا۔ بازار جالندھر شہر
بمبئی۔ احمد بخش صاحب گرشت ہسپتال بمبئی۔
رنگون۔ عبدالرزاق صاحب نظامی بازار رنگون

بچوں کا صفحہ

ماں بیٹی

دھرتی ماتا کی کہانی

زینب دن بھر کھیل کود سے تھک کر جب رات کو سونے کیلئے ماں کے پاس لیٹی تو کہنے لگی امی جان کل رات آپ نے کہا تھا کہ ہم تمہیں زمین کا قصہ سنائینگے لیکن پھر آپ بھول گئیں اور آج تک نہ سنایا۔ میری امی آج سنا دیجئے۔ ماں نے کہا اچھا بیٹی پہلے تم یہ بتاؤ کہ اس زمین کی شکل کیسی ہے۔ کیا تختی کی طرح چپٹی ہے یا گیند کی طرح گول؟ زینب بولی امی جان یہ آپ نے کیسی مشکل بات پوچھی۔ یہ تو آنکھوں سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ زمین تختی کی طرح چپٹی ہے گول کیسے ہو سکتی ہے۔ ماں نے مسکرا کر کہا اچھا یہ بتاؤ کہ آج صبح جب سورج نکلا تھا تو تمہیں کچھ یاد بھی ہے کہ وہ کیسے نکلا تھا۔ زینب بولی کہ ویسے ہی نکلا تھا جیسے نکلا کرتا ہے۔ سب سے پہلے ذرا ذرا اُجالا سا پیڑوں کی پھنگیوں پر معلوم ہوا پھر اونچی پھنگیوں پر دھوپ معلوم ہونے لگی۔ پھر وہ اور نیچے اُتری اور پھر ساری زمین پر پھیل گئی اور سورج دکھائی دینے لگا۔ ماں نے کہا کہ اچھی تختی اٹھا لاؤ ایک پنسل بھی لیتی آنا۔ اور موم بتی اور دیاسلائی کی ڈبیہ بھی۔ زینب دوڑ کے گئی اور سب چیزیں لے آئی۔ ماں نے تختی کے دستے میں جو سوراخ تھا اس میں پنسل پھنسا کر کھڑی کر دی اور پھر موم بتی جلا کر سیدھے ہاتھ میں تختی لی اور بائیں ہاتھ میں موم بتی لیکر اسے آہستہ آہستہ اونچا کرنا شروع کیا اور زینب سے کہا کہ دیکھو یہ موم بتی تو سورج ہے یہ تختی زمین ہے اور یہ پنسل ایک اونچا سا پیڑ ہے۔ ابھی تک موم بتی نیچی ہے اس لئے ساری تختی پر اندھیرا ہے اور پنسل پر بھی اندھیرا ہے۔ اب میں اس موم بتی کو اونچا کرتی ہوں۔ جب اس کی لو تختی کے کنارے سے اونچی ہوگی تو تختی پر روشنی پڑنے لگے گی تم غور سے دیکھتی رہو۔ اور یہ دیکھو کہ موم بتی کے اونچا ہوتے ہی ساری تختی ایک دم سے روشن ہو جاتی ہے یا پہلے پنسل کی نوک پر روشنی پڑتی ہے اور جیسا کہ تم کہتی ہو پھر آہستہ آہستہ نیچے اُترتی ہے۔ زینب غور سے دیکھنے لگی اور ماں نے آہستہ آہستہ موم بتی اونچی کی۔ جیسے ہی موم بتی کی لو ذرا تختی کے کنارے سے اونچی ہوئی فوراً ساری تختی پر روشنی پھیل گئی اور زینب چلائی کہ امی جان وہ تو سب میں ایک دم سے اُجالا ہو گیا۔ ماں ہنسی اور بولی کہ اس سے تم کچھ سمجھیں بھی؟ زینب کچھ سوچ کر بولی کہ میں یہ سمجھی کہ اگر زمین تختی کی طرح چپٹی ہوتی تو سورج نکلتے وقت ایک دم سے اُجالا ہو جایا کرتا۔ ماں نے کہا بے شک تم بڑی سمجھدار لڑکی ہو۔ اچھا اب تم زبیر کی فٹ بال اور ایک سوئی لے آؤ۔ زینب دونوں چیزیں لے آئی ماں نے آہستہ سے فٹ بال کے چمڑے میں نوک چبھو دی اور کہا کہ اب تم یہ فرض کرو کہ یہ گیند تمہاری زمین ہے اور یہ سوئی اس پر ایک اونچا سا پیڑ ہے۔ اب میں پھر موم بتی کو اسی طرح اونچا کرتی ہوں اور تم غور سے سوئی کو اور اس کے سامنے کی زمین کو دیکھتی رہو۔ موم بتی آہستہ آہستہ اونچی ہوئی تو سب سے پہلے سوئی کے ناکے پر روشنی پڑی۔ پھر اس کے بیچ کے حصے پر اور جب بتی خوب اونچی ہو گئی تو ساری سوئی اور فٹ بال پر روشنی پڑنے لگی۔ زینب نے کسیقدر تعجب کے ساتھ کہا کہ امی جان بالکل ایسے ہی تو سورج بھی نکلتا ہے۔ ماں نے زینب کو کلیجہ سے لگا کر خوب پیار کیا اور پوچھا کہ اب تم کیا سمجھیں تو اس نے کہا کہ اب میری سمجھ میں یہ تو آ گیا کہ زمین گیند کی طرح گول ہوگی مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ گول ہے تو ہمیں چپٹی کیوں دکھائی دیتی ہے۔ ماں نے مسکرا کر کہا کہ یہ بات تو اب تم خوب اچھی طرح سمجھ گئی ہو گی کہ زمین چپٹی ہرگز نہیں ہو سکتی اور اگر نہ سمجھی ہو تو میں تمہیں ایک بات اور بتا دوں۔ جو لوگ سمندر کے کنارے رہتے ہیں ان سب نے یہ تماشا دیکھا ہے کہ جب کوئی جہاز آتا ہو تو سب سے پہلے اس کا مستول یا دھواں نکلنے کی چمنیاں دکھائی دیتی ہیں اور وہ بھی پوری نہیں دکھائی دیتیں بلکہ ان کی نوکیں سب سے پہلے نظر آتی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ جتنا وہ نزدیک ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے نیچے کا حصہ نظر آنے لگتا ہے۔ اس سے تم خوب سمجھ سکتی ہو کہ اگر زمین چپٹی ہوتی تو سمندر کے اوپر سارا کا سارا جہاز ہمیں ایک دفعہ ہی میں دکھائی دے جانا چاہئے تھا۔ مگر چونکہ زمین گول ہے اس لئے اس کی گولائی جہاز کے اور ہماری آنکھ کے بیچ میں آ جاتی ہے۔

زینب بولی کہ امی جان یہ تو میں خوب سمجھ گئی مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ گول چیز ہمیں چپٹی کیوں دکھائی دیتی ہے۔ ماں بولی کہ بیٹی بات یہ ہے کہ زمین کوئی چھوٹی سی چیز تو ہے نہیں کہ تمہیں ساری کی ساری دکھائی دے جائے جیسے کہ تم اس گیند کو دیکھ لیتی ہو۔ ہمارے گھر میں جو پانی کا بڑا مٹکا ہے اس کے بیچ میں کسی جگہ سے اگر ہم ایک دواتی کے برابر ٹھیکرا توڑ لیں تو اس ٹھیکرے میں ذرا بھی گولائی نہیں ہوگی اور اسے دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ گول تھا۔ اسی طرح ہم بھی ایک وقت میں زمین کا ایک بہت ہی ذرا سا حصہ دیکھتے ہیں جیسے مٹکے میں سے دواتی برابر ٹھیکرا اسلئے ہمیں چپٹا ہی نظر آتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ زمین چپٹی ہے۔ ایک چیونٹی اگر مٹکے پر چاروں طرف رینگتی پھرے تو وہ یہی سمجھتی رہیگی کہ مٹکا تختی کی طرح چپٹا ہے حالانکہ تم جانتی ہو کہ وہ اچھا خاصہ گول ہے۔ زینب آنکھیں کھولے ہوئے بڑی حیرانی کے ساتھ سب باتیں سنتی رہی اور جب اس کی سمجھ میں سب باتیں آ گئیں تو اس نے کہا کہ اچھی امی جان آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ زمین کیسے بنی ہے۔ ماں نے کہا کہ آج یہ باتیں سمجھانے میں بہت دیر لگ گئی دھرتی ماتا کی کہانی بڑی لمبی چوڑی ہے آج تو وقت نہیں رہا اب کل سنائیں گے۔ اب سو جاؤ۔

بچوں کے لئے دلچسپ چلیپائی معمّے

بچو! ان معموں کے حل کرنے سے تم کو بہت فائدہ ہوگا بشرطیکہ تم خود حل کرنے کی کوشش کرو اور کسی دوسرے سے مدد نہ لو۔ معموں کے حل صرف اُن نقشوں پر بھیجے جائیں جو نیچے چھپے ہوئے ہیں۔ جن بچوں کے حل بالکل صحیح ہونگے ان کو کوئی کارآمد تحفہ انعام میں دیا جائیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ انعام صرف ان حل بھیجنے والے بچوں کو ملیگا جو [illegible] کی انجمن کے ممبر ہونگے۔ جو حل کٹے پھٹے ہونگے یا صاف نہیں پڑھے جائیں گے وہ ردی کر دیئے جائیں گے۔

تمام حل ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء تک پہنچ جانے چاہئیں

اشارات عرضی (داہنے طرف سے بائیں طرف)

۱۔ اس سے آدمی کا اعتبار بڑھتا ہے۔
۳۔ یہ اچھی ہونے سے لیاقت بھی چمک جاتی ہے
۸۔ اس کا اور پھول کا ساتھ ہے۔
۹۔ مہذب لڑکے بڑوں کے سامنے ... نیچی رکھتے ہیں۔
۱۰۔ کلمۂ نفی کے بے ترتیب حروف۔
۱۲۔ بار بار زبان سے کہنا۔
۱۳۔ لفظ معنی [illegible] کے بے ترتیب حروف
۱۷۔ دوپہر کو تھوڑا سا سونا۔
۱۹۔ ایسے لڑکوں کی صحبت سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔
۲۱۔ خدا پر ہمیشہ [illegible] رکھنا چاہئے۔
۲۲۔ مکان میں یہ ہونے سے چوری کا اندیشہ رہتا ہے
۲۳۔ یہ خوب کھلانے چاہئیں۔
۲۴۔ انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت۔
۲۵۔ لڑائی کے میدان کی بندی کے اُلٹے ہجے۔

اشارات تحتی (اوپر سے نیچے)

۱۔ اس آدمی کو کون اچھا جو فوراً جواب دیدے
۲۔ [illegible] کی روشنی پر کبھی کتے بھونکتے ہیں۔
۴۔ رنج۔
۵۔ خوشحالی میں یہ بہت بھاتے ہیں۔
۶۔ کنوئیں کا پانی کھینچنے کا چرس۔
۷۔ جس میں روانی ہو [illegible]
۱۱۔ جس گھڑی میں کمایا نہیں ہوتیں یہ بہت لگتی ہے۔
۱۴۔ جو کام ... سے کیا جاتا ہے وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا
۱۵۔ یہ ہو تو انسان انسان نہ رہے۔
۱۶۔ حرفوں کو باترتیب رکھنے سے مشہور شاعر کا تخلص بنتا ہے
۱۸۔ وہ مطلق العنان فرمانروا جس سے ساری دنیا کا امن خطرہ میں ہے۔
۲۰۔ بیشمار غریبوں کو یہ بھی میسر نہیں ہوتی۔
۲۳۔ سانپ کا زہر اسی میں ہوتا ہے۔

اشارات عرضی (بائیں طرف سے دائیں طرف)

1۔ اس کا پھل ہمیشہ اچھا ہوتا ہے
5۔ صحت کے لئے صاف ... بہت ضروری ہے
7۔ ڈرانا۔
9۔ ہمیشہ درخواست دیکر لینی چاہئے۔
12۔ قانونی
13۔ کلمۂ شرط
14۔ سکنا۔
15۔ ایک
16۔ مہندی کے بے ترتیب حروف
18۔ جھاگ
19۔ تین کے بے ترتیب حروف
20۔ تختہ
21۔ آپ لوگ

اشارات تحتی (اوپر سے نیچے)

1۔ تم کو اپنی ... ہمیشہ پسند رہنی چاہئے
2۔ اس سے انگریز نیک شگون لیتے ہیں۔
3۔ علامت اضافی
4۔ ایسے لڑکے ہمیشہ [illegible] رہتے ہیں۔
6۔ چرخی جس پر سوت لپٹا ہو۔
8۔ جونک
10۔ ایک مرتبہ ناکام ہونے پر ... کوشش کرنی چاہئے۔
11۔ خود بینی۔
17۔ باربرداری کا جانور
18۔ آدمیوں کی انگریزی کے بے ترتیب حروف۔

بچوں کا چلیپائی انگریزی معمّا نمبر ۴

بچوں کا چلیپائی اُردو معمّا نمبر ۴

چچا بھتیجوں کی باتیں

"تم بھتیجے ہو کر کیا کرو گے؟" اس سوال کے قابل ذکر جوابات بہت کم بچوں نے بھیجے ہیں اور وہ بھی اس قابل نہیں ہیں کہ خوشوقت میں پورے شائع کئے جائیں یا کسی انعام کے مستحق ہوں۔ ذیل میں قابل ذکر جوابات بھیجنے والے بچوں کے نام اور ان کے جوابات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

عزیزم کبیر احمد خان دھمتری۔ "میں ایک دوکان کھولوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس میں مسلمانوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں فروخت کروں" بہت اچھا خیال ہے۔ مگر میاں یہ تمہارا اپنا خیال نہیں ہے۔ (چچا آبا)

عزیزم حبیب احمد۔ بدایوں۔ "میں ڈاکٹر بنوں گا۔ غریبوں کا علاج مفت کرونگا وغیرہ وغیرہ ایک سکول صرف اس واسطے کھولوں گا کہ چھوت چھات دنیا سے اور خاصکر ہندوستان سے ناپید ہو جائے۔" بہت ہونہار جواب ہے۔ چچا آبا)

عزیزہ سلیمہ سلطانہ تیموری۔ بیٹی تمہارا جواب اتفاق سے عزیزم محمد فاروق کے جواب سے ملتا جلتا ہے یعنی دونوں کا جواب یہ ہے کہ "ہم جب بڑے ہوں گے تو اپنے بادشاہ اور جرمنی کے بادشاہ کو آپس میں ملاپ کرائیں گے اور انھیں دو بلیوں کی وہ کہانی سنائیں گے....."

اگر تمہارا جواب دوسرے کے جواب سے نہ ٹکراتا تو تمہیں کوئی انعام مل جاتا۔ چچا آبا)

بچوں کے خطوط

عزیزہ کاظمہ خاتون۔ امروہہ۔ "۱۔ ہمارے صفحے ایسی جگہ چھاپا کیجئے جس کی پشت پر کوئی کار آمد عبارت نہ ہو۔ ۲۔ بڑوں کی طرح ہم کو بھی اپنے مضمون کی نقل رکھنے کا موقع دیجئے۔" پچھلے مشورے پر عمل ہونے لگا ہے دوسرے مشورے پر عمل کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں معلوم ہوتی" چچا آبا)

عزیزم حبیب احمد صدیقی۔ بدایوں۔ "چچا بھتیجوں کی انجمن ہر شہر میں کھولنی چاہئے اور ہر شہر میں اس کا سکریٹری اور پریزیڈنٹ ہونا چاہئے جو آپ کو خبریں روانہ کرتا رہے... ہمارا ایسا قاعدہ ہونا چاہئے کہ ہر ایک ممبر دوسرے ممبر کے پتے سے واقف ہو جائے اور خط و کتابت کر سکے۔"

"پہلے اس شہر میں تو اپنی انجمن کو کامیاب ہو جانے دو جہاں سے وہ چلی ہے ممبروں کی باہمی واقفیت کا ذریعہ خوشوقت ہو سکتا ہے۔" چچا آبا)

عزیزہ زیب النساء۔ "خوشوقت میں ایک صفحہ ہم بچوں کے مضمون کے واسطے بھی مخصوص کر دیجئے۔ تاکہ ہم اپنی تعلیمی لیاقت کا اظہار کر سکیں۔" (خوشوقت تعلیمی رسالہ نہیں تفریحی رسالہ ہے۔ بچپن کی زندگی کے دلچسپ تجربے لکھکر بھیجا کرو۔ قابل اشاعت ہوئے تو شائع کر دئے جاینگے چچا آبا)

انعامی کتابیں

افسوس ہے کہ معمہ نمبر ۲ کے صحیح حل بھیجنے والوں کو انعامی کتابیں بہت دیر میں روانہ ہوئی ہیں۔ دفتری انتظام میں ابھی بہت گڑبڑ ہے چند روز کے بعد یہ شکایتیں رفع ہو جائیں گی

بچوں کے انعامی معموں کے انعامات

بچوں کے انعامی معموں میں بڑے انعامات کا دینا اس وجہ سے مشکل ہے کہ اکثر بچے بڑوں کی مدد سے حل کر کے بھیجتے ہیں۔ محض اپنی کوشش اور قابلیت سے نہیں حل کرتے۔ اور چونکہ یہ صرف بچوں کی قابلیت کے معیار کو پیش نظر رکھکر مرتب کئے جاتے ہیں اس لئے بڑے آدمی ان کو آسانی سے حل کر لیتے ہیں گویا ایسی صورت میں یہ تمنا ہی کہ جو چیزیں بچوں کیلئے ہوں ان میں بڑے مداخلت نہ کیا کریں۔

شاید بچے ہی اس معمہ کو حل کر سکیں۔

بچوں کے چلیپائی معمے نمبر ۴

ان معموں کے حل سب بچے بھیج سکتے ہیں لیکن انعامات صرف ان بچوں کو ملیں گے جو "چچا بھتیجوں کی انجمن" کے ممبر ہو جائیں گے۔ لہذا بچوں کو بہت جلد انجمن کا ممبر بنجانا چاہئے۔

چچا بھتیجوں کی انجمن

کم سے کم دس اور زیادہ سے زیادہ سولہ برس کے بچے اپنے والدین یا سرپرست کی اجازت سے "چچا بھتیجوں کی انجمن" کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ ممبری کی فیس داخلہ چار آنے اور ماہوار فیس دو آنے ہے۔

خوشوقت میں جو انعامی معمے یا انعامی سوالات وغیرہ بچوں کے لئے چھپینگے اُن پر انعامات صرف اُن بچوں کو دئے جائیں گے جو چچا بھتیجوں کی انجمن کے ممبر ہوں گے۔

انجمن کے ہر ممبر کو حق حاصل ہوگا کہ وہ صرف تعلیمی امور کے متعلق ایک چھوٹا سا سوال جو زیادہ سے زیادہ خوشوقت کی چار سطروں میں آجائے دو مہینے میں ایک مرتبہ خوشوقت میں مفت شائع کرائے۔ ممبران انجمن کے نام خوشوقت میں چھپا کرینگے۔ اور ہر ممبر کا ایک مستقل نمبر ہوگا۔ اور اسی نمبر سے آئندہ خوشوقت میں اُس کا ذکر کیا جائیگا۔

ممبران انجمن کے دلچسپ خطوط اور مفید مشوروں کے متعلق "چچا آبا" بچوں کے صفحہ میں بھتیجوں سے باتیں کیا کرینگے۔

جو بچے ممبر ہونا چاہیں وہ ذیل کے فارم کی عبارت ایک کاغذ پر خوشخط نقل کر کے اور اسپر اپنے اور اپنے سرپرست کے دستخط کرا کے اس پتہ پر بھیجدیں۔

"چچا آبا" معرفت اخبار خوشوقت شاہدرہ (صوبہ دہلی)

ممبری کے فارم کا نمونہ

چچا آبا تسلیم۔ میں "چچا بھتیجوں کی انجمن" کا ممبر بننا چاہتا ہوں چار آنے فیس داخلہ اور دو آنے بابت چندہ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء بذریعہ ...... ارسال کر رہا ہوں۔ آئندہ دو آنے ماہوار (ممبری کی فیس) باقاعدہ بھیجتا رہوں گا۔

میری عمر ...... سال کی ہے۔ میں نے انجمن کا ممبر بننے کی اجازت اپنے والد یا سرپرست صاحب سے لے لی ہے جن کے دستخط بھی اس فارم پر درج ہیں۔ تاریخ ______

پورا نام ______

پورا پتہ ______

دستخط سرپرست ______

اُردو معموں کی تعریف

خوشوقت چلیپائی اُردو کے معموں کی وہ حضرات بھی تعریف کر رہے ہیں جو السٹریٹڈ ویکلی کے معموں کو کئی کئی سال سے باقاعدہ حل کر رہے ہیں آپ امتحاناً یہ چلیپائی معمہ نمبر ۴ حل کر کے دیکھئے یقیناً آپ بھی ان معموں کے اشارات کی داد دینگے۔

خوشوقت اور ناظرین خوشوقت

(بقیہ صفحہ ۹)

اُمید ہے کہ سب نمبر اُردو حلوں کی جو تشریحات آئندہ شائع ہونگی ان کے متعلق بھی ناظرین کرام اپنی تنقیدی رایوں سے مطلع کرتے رہیں گے۔ مگر سرسری طریقہ سے پڑھ کر نہیں بلکہ تشریحات کے مفہوم و مقصد کو اچھی طرح سمجھ کر۔ ایسی تنقیدوں سے مجھ کو بڑی مدد ملیگی۔ اور اگر میں یہ محسوس کروں گا کہ واقعی مجھے کسی ایسے لفظ کو صحیح سمجھنے میں جو درحقیقت صحیح نہیں تھا غلطی ہوئی ہے تو میں تنقید نگار صاحب کا بیحد ممنون ہونگا۔ میں بہت معمولی قابلیت کا آدمی ہوں اور مجھ سے غلطی ہو جانے کا بہت امکان ہے۔ لیکن مجھے اپنی غلطی کے تسلیم کر لینے میں کبھی تامل نہ ہوگا۔ بشرطیکہ میں مطمئن ہو جاؤں۔

خوشوقت کلب۔ کے متعلق جو اعلان گذشتہ پرچوں میں کیا گیا تھا اور اس پرچہ میں بھی کیا گیا ہے اُس کے متعلق بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ ممبروں کو ہر معمے کے لئے دو روپے بھیجنے ہوں گے۔ لیکن ہم نے ممبری کی فیس فی معمہ دو روپے نہیں بلکہ ماہوار دو روپے رکھی ہے یعنی فی معمہ ایک روپیہ۔ بطور خود حل بھیجنے کی صورت میں ایک روپیہ میں صرف ایک حل بھیجا جاسکتا ہے اس لئے خوشوقت کلب کے ذریعہ سے حل بھجوانے میں اگرچہ کسی بڑے انعام کے ایک ہی شخص کو ملجانے کا تو امکان نہیں رہیگا لیکن کفایت بہت ہو جائے گی۔ امید ہے کہ ناظرین خوشوقت فوراً دو روپے بھیجکر کلب کے ممبر بنجائینگے تاکہ چالیس ہزار روپے انعامات والے نمبر ۱۴۴ کا حل زیادہ سے زیادہ ممبران کی طرف سے بھیجا جاسکے۔

خوشوقت چلیپائی اُردو معموں کی آمدنی۔ اُردو معموں کی آمدنی اس قدر کم ہو رہی ہے کہ آمدنی کی صحیح تعداد خوشوقت میں شائع کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر چونکہ اب انعامات آمدنی کی رقم میں سے دیے جائینگے اس لئے ہر معمہ کے نتیجہ کے اعلان کے ساتھ اُن نمبروں کے حوالے سے جو معموں کے فارموں پر بائیں طرف انگریزی ہندسوں میں چھاپے گئے۔ ان معموں کی آمدنی کا حساب بھی خوشوقت میں درج کرنا پڑے گا۔ اس لئے ناظرین خوشوقت سے درخواست ہے کہ وہ حتی الامکان اس کی کوشش کریں کہ خوشوقت اُردو معموں سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دلچسپی پیدا ہو اور ان کی آمدنی اس قدر کم نہ دکھانی پڑے جو دوسری قوموں کی نظر میں ہندوستانیوں کے لئے باعث ذلت و شرم ہو۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ انگریزی کراس ورڈ معمے تو ہندوستان میں اتنے مقبول ہو جائیں کہ بمبئی گورنمنٹ کو ان سے ڈھائی تین لاکھ روپے سالانہ وصول ہو جانے کی امید پر ٹیکس لگانے کی ضرورت محسوس ہو اور اُردو کراس ورڈ معموں کی آمدنی کسی غیر ملک میں نہیں ہندوستان میں اتنی بھی نہ ہو کہ پچاس روپے کا قلیل انعام بھی کسی ایک شخص کو دیا جاسکے۔

سلیمہ حیات صاحبہ کا خط۔ ...... آپ کی فاضلانہ تشریحات کے بعد اگر کسی کی تسلی نہ ہو تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ عام اشاروں پر بحث دیکھنے کے بعد اپنی کم فہمی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض ہے کہ اشارہ ۴۴ "تختی صاحب" مزید توضیح طلب ہے۔ بد امنی غریبوں کے لئے مفید نہیں ہوتی بلکہ زیادہ مصائب کا باعث ہوتی ہے۔ آگ میں کودتے کوئی ہیں سزائیں غریب پاتے ہیں، کاروبار بند ہونے پر مزدوری نہیں کر سکتے وغیرہ بدامنی میں فائدہ بیچے گنڈے اٹھاتے ہیں اور اسی لئے اس کے شیدائی ہوتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کی غریبوں میں کثرت ہو۔ امن کے شیدائی درحقیقت شرفاء ہوتے ہیں غریبی اور امیری پر اس کا انحصار نہیں۔"

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ چلیپائی معموں کو آسان کر دیا گیا ہے اور بجا (بقیہ صفحہ

(interlockers)

(interlockers)

PERMUTATION TABLE

sometimes

FUN

SUN

Invalid

Bed-ridden

Cheer up

Mild

* Cheer up bed-ridden invalid.

N.B.—Mild this sometimes helps to

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۴ کے اشارات کے جو حل ہم نے ذیل میں پیش کئے ہیں وہ اگرچہ ہمارے علم وقیاس کے مطابق صحیح ہیں لیکن ان میں سے بعض کا غلط ثابت ہو جانا ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب ہے اس لئے آپ ہماری رائے پر ہرگز اعتماد نہ کیجئے اور اشارات کو اپنی قابلیت اور تشریحات کی مدد سے اچھی طرح سمجھ کر اور متبادل الفاظ کے مفہوم اور محل استعمال پر خوب غور کر کے بطور خود صحیح حل تلاش کرنے کی کوشش کیجئے اگر آپ کی رائے بھی وہی ہو جو ہماری رائے ہے تو آپ ہمارے پیش کردہ لفظ کو لے لیجئے ورنہ اسے بہتر دکرنے اپنا تجویز کردہ لفظ رکھئے۔
خوشوقت کلب کے ممبر بن کر اگر آپ نمبر ۱۴۴ کا حل بھیجیں گے تو آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ شرائط ممبری خوشوقت کلب کے لئے دیکھئے صفحہ

CLUES ACROSS
اشارات عرضی

21 Across.- *Determined youngsters usually find a way of overcoming an obstructive one.* W□LL

Determined:- راسخ العزم۔ پختہ ارادہ والے۔ مستقل مزاج۔ عزیمت
Overcome:- شکست دینا۔ غالب آنا۔ فتح پانا۔
Obstructive:- مزاحم۔ مانع۔ ہارج۔ حائل

متبادل الفاظ

WALL:- دیوار۔ فصیل۔ مورچہ بندی۔ ذریعہ حفاظت۔ روک
WILL:- قصد۔ ارادہ۔ مرضی۔ مشیت۔ خواہش۔ وصیت۔ وصیت نامہ۔

ترجمہ ۲۱ عرضی۔ ارادہ کے پکے نوجوان مزاحمت کرنیوالے ...... پر غالب آنے کی عموماً کوئی نہ کوئی راہ نکال لیتے ہیں۔

تشریح۔ ایسے اتفاقات بہت کم ہوتے ہیں جب ارادے کے پکے نوجوانوں کے راستہ میں دیواریں حائل ہوتی ہوں۔ اور جب کبھی ایسی دیواریں حائل ہوتی ہیں جو واقعی مزاحمت کرنے والی ہوں تو اُن پر غالب آنا ارادہ کے پکے نوجوانوں کے لئے بھی صرف بعض اوقات ہی ممکن ہو سکتا نہ کہ عموماً اس لئے WALL usually (عموماً) کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا۔

WILL اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جو نوجوان کسی بات کے کرنے کا پختہ ارادہ کر لیتے ہیں تو وہ کوئی کوشش اُٹھا نہیں رکھتے اور جب اُن کے والدین یا سرپرست یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آئینگے اور اپنا مقصد پورا کر کے رہیں گے تو والدین اور سرپرستوں کو بھی جھکنا دبنا پڑتا ہے اور ان کی obstructive WILL (مزاحمت کرنے والی مرضی) نوجوانوں کی ضد سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ لہذا WILL کو ہم یہاں WALL پر ترجیح دیتے ہیں۔

---

26. Across.- *Those which some women affect seem to defy all reason!* □ILES

Affect.- اثر کرنا۔ مظاہرہ کرنا۔ دکھانا۔ ظاہر کرنا۔ نمائش کرنا۔ مائل ہونا۔ پسند کرنا۔ اختیار کرنا۔ استعمال کرنا
Defy.- مقابلہ کرنا۔ لڑائی لڑنا۔ حقیر یا ناچیز سمجھنا۔ رد کر دینا۔ خارج کر دینا۔

متبادل الفاظ

WILES:- مکر۔ فریب۔ حیلہ۔ بہانہ۔ دھوکہ۔
TILES.- ۱۔ کھپریے۔ شائلز۔ ۲۔ ایک لمبی اونچی ریشمی ٹوپی

ترجمہ ۲۶ عرضی۔ وہ جن کی بعض عورتیں نمائش کرتی ہیں بالکل سمجھ سے باہر معلوم ہوتی ہیں۔

TILES کے معنی روزمرہ کے محاورہ میں ایک خاص قسم کی ٹوپی کے ہیں۔ بعض عورتیں ان ٹوپیوں کی وضع قطع ایسی عجیب رکھتی اور اُن کو ایسے عجیب و غریب طریقوں سے پہنتی ہیں کہ یہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی عجیب ہیئت بنانے سے آخر ان کا مقصد کیا ہے۔ اس لحاظ سے TILES کا لفظ بھی اس اشارہ میں چسپاں ہو سکتا ہے مگر WILES کا لفظ بمقابلہ TILES سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ to defy all reason کا محاورہ جیسی عمدگی سے WILES کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے اتنی عمدگی سے TILES کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ ہماری معزز ناظرات ہمیں معاف فرمائینگی اگر ہمیں اس اشارہ کا صحیح حل تلاش کرنے کی مجبوری کی وجہ سے یہ کہنا پڑے کہ مکر تو تقریباً سب ہی عورتیں کرتی ہیں مگر یہ کمال صرف بعض عورتوں میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے مکر کو اس طرح استعمال کرتی ہیں کہ شکی سے شکی مرد کی عقل بھی اُس کے سمجھنے سے عاجز رہتی ہے۔ یعنی ایسی عورتوں کے متعلق مرد کے قیاس میں کسی طرح یہ بات نہیں آتی کہ وہ مکر کر رہی ہیں۔ یا بالفاظ دیگر بعض عورتیں مردوں سے شرط بد کر مکر کر سکتی اور کامیاب ہوتی ہیں۔ اسلئے میں اس اشارہ کے لئے WILES پیش کرتا ہوں۔

---

29. Across.- *Those who do this widely thereby usually acquire a greater understanding and tolerance of human nature.* □OVE

Widely:- وسعت کے ساتھ۔ دور دراز۔ دور دور۔ بہت کچھ۔ وسیع پیمانہ پر۔
Understanding.- سمجھ۔ واقفیت۔ میل ملاپ۔
Tolerance:- تحمل۔ برداشت۔ سہار۔
Human nature.- انسانی طبیعت۔ انسانی فطرت

متبادل الفاظ

MOVE:- حرکت کرنا۔ نقل مکان کرنا۔ آتے جاتے رہنا۔ ملتے جلتے رہنا۔
ROVE:- گشت کرنا۔ پھرنا۔ بھٹکتے پھرنا۔ بیکار مارا مارا پھرنا۔

ترجمہ ۲۹ عرضی۔ جو لوگ وسیع طور پر یہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے اُن میں عام طور پر انسانی طبائع کی سمجھ اور برداشت پیدا ہو جاتی ہے۔

تشریح۔ LOVE کے ساتھ اول تو widely زبان کے لحاظ سے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ دوسرے انسانی طبائع کا سمجھنا اور برداشت کرنا "وسیع محبت" کا نتیجہ نہیں بلکہ سبب ہوا کرتا ہے یعنی ایسی محبت جس کا دائرہ بہت وسیع ہو اُسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ محبت کرنے والا انسانی طبائع کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور اُن کے تکلیف دہ پہلوؤں کو برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس لئے LOVE اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا۔

ROVE چونکہ ایسے گھومنے پھرنے کو کہتے ہیں جس کا کوئی خاص مقصد نہ ہو۔ لہذا ایک بیکار مارے مارے پھرنے والے کو انسانی طبائع کے سمجھنے کا موقع نہیں ملتا اور نہ اس کی ضرورت پڑتی ہے اور جو انسانی طبائع کو نہیں سمجھتا اُس میں انسانی طبائع کی برداشت بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ROVE بھی اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا۔

MOVE کا لفظ اس لئے قابل ترجیح ہے کہ جو لوگ ہر قسم کی سوسائٹیوں میں آتے جاتے، اور ہر مذاق کے لوگوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں عام طور پر وہ انسانی طبائع کو خوب سمجھنے لگتے ہیں اور ان میں مختلف عادات و مذاق کے لوگوں کے ساتھ سوشل تعلقات قائم رکھنے کی مجبوری کی وجہ سے قوت برداشت بھی بہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے MOVE میرے نزدیک اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

---

34. Across.- *None of us can have too much of this faculty.* □ENSE

Faculty.- قوت ذہنی۔ لیاقت۔ استعداد

متبادل الفاظ

SENSE.- حس۔ شعور۔ ادراک۔ فہم۔ وقوف۔ حواس
DENSE.- گاڑھا۔ موٹا۔ سنگین۔ کثیف وغیرہ
TENSE.- ۱۔ کھنچا ہوا۔ تنا ہوا۔ ۲۔ زمانہ

ترجمہ ۳۴ عرضی۔ یہ ذہنی قوت ہم میں سے کسی میں حد سے زیادہ نہیں ہو سکتی

تشریح۔ یہ اشارہ دراصل ایک غیر متبادل لفظ کا ہے جس میں SENSE کے سوا کوئی اور لفظ کسی صورت سے چسپاں ہی نہیں ہو سکتا۔

---

35. Across.- *Most parents derive*

keen pleasure from their children's ...... | J | O | Y | S |

Keen.- تند۔ سخت۔ شدید۔ تیز

Pleasure.- خوشی۔ فرحت۔ حظ نفسانی

متبادل الفاظ

JOYS.- خوشیاں۔ شادمانیاں

TOYS کھلونے

ترجمہ ۲۵ عرضی۔ بہت سے والدین اپنے بچوں سے ...... بہت زیادہ خوشی حاصل کرتے ہیں۔

تشریح:- بچوں کے کھلونوں (TOYS) سے بعض والدین کبھی خوش ہوتے ہیں لیکن بہت سے والدین کو بچوں کے کھلونوں سے بہت زیادہ خوشی نہیں حاصل ہوتی۔ بچوں کی خوشیوں JOYS سے اگرچہ سب ہی والدین کم و بیش خوش ہوتے ہیں مگر والدین پر بیش بہا ایسے ہوتے ہیں جن کو بچوں کی خوشیوں سے محض معمولی نہیں بلکہ بہت زیادہ Keen خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے TOYS اس اشارہ میں بالکل چسپاں نہیں ہوتا اور JOYS اس کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

CLUES DOWN

اشارات تحتی

1 Down.- One needs the quality of discretion to be able to do this successfully | L | E | D |

Discretion.- امتیاز۔ شعور۔ سمجھ۔ حزم و احتیاط۔ فرزانگی۔ قوت تمیزی۔

Successfully.- کامیابی سے۔ ایسے طریقے سے جس کا انجام اچھا ہو۔

متبادل الفاظ

LEND.- قرض دینا۔ مستعار دینا۔ کرایہ پر دینا

LEAD.- رہنمائی کرنا۔ راہ دکھانا۔ آگے چلنا۔ پیش روی کرنا

ترجمہ ۱ تحتی۔ کامیابی کے ساتھ ایسا کرسکنے کے لئے آدمی میں حزم و احتیاط کی صفت کا ہونا ضروری ہے۔

تشریح:- 'discretion' اور 'to be able' کے الفاظ اس اشارہ میں خاص طور پر قابل توجہ ہیں to be able to LEAD کے معنی ہیں رہنمائی کرسکنا یا رہنمائی کرنے کے قابل ہونا۔ اگر LEAD کے الفاظ اشارہ میں سے نکال دیے جائیں تو to be able رکھنے کی صورت میں اشارہ کا مطلب وہی ہوگا جو ان الفاظ کی موجودگی کی صورت میں ہے۔ یعنی اس فقرہ میں کہ "کامیابی کے ساتھ رہنمائی کرسکنے یا رہنمائی کرنے کے قابل ہونے کیلئے آدمی میں حزم و احتیاط کا ہونا ضروری ہے" اور اس فقرہ میں کہ "کامیابی کے ساتھ رہنمائی کرنے کے لئے آدمی میں حزم و احتیاط کا ہونا ضروری ہے" مطلب اور مقصد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی اگر اشارہ میں LEAD کا لفظ رکھا جاتا ہے تو to be able کے الفاظ لانے کا کوئی خاص فائدہ معلوم نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ کامیابی کے ساتھ رہنمائی کرنے کے لئے ہمیشہ حزم و احتیاط discretion کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات بذہ بی اور بے احتیاطی بھی آدمی کو ایک کامیاب لیڈر بنا دیتی ہے۔ اور حزم و احتیاط سے کام لینے والے لیڈروں کو نڈر اور خطرات پر کود پڑنے والے لیڈروں کے مقابلہ میں بہت کم کامیابی ہوتی ہے۔ اس لئے LEAD کا لفظ میرے نزدیک اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا۔

LEND اس لئے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رکھنے سے to be able کے الفاظ بھی زیادہ کارآمد ہو جاتے ہیں اور اشارہ کا مطلب بھی بالکل واقعات کے مطابق ہو جاتا ہے۔ LEND کے رکھنے سے اشارہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ "کامیابی کے ساتھ قرض دینے کے قابل انسان اُسی وقت ہوتا ہے جب اُس میں حزم و احتیاط کی صفت پیدا ہو جاتی ہے" یعنی لین دین کا کام کامیابی سے صرف اُس وقت چلایا جاسکتا ہے جب آدمی میں کافی احتیاط سے کام لینے کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ بے احتیاطی سے قرض دینے والوں کی رقمیں اکثر ڈوب جاتی ہیں اور لین دین کے کاروبار کو کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔ اس لئے مجھے یہاں LEND کے صحیح ہونے پر پورا بھروسہ ہے۔

2. Down.- Sheer exuberance of sprits sometimes causes a youngster to be this. | C | H | E | E | Y |

Sheer.- بالکل۔ سراسر۔ از حد۔ خالص۔ بے میل۔

Exuberance.- افراط۔ زیادتی۔ بہتات۔ ریل پیل۔

Spirits.- ارواح۔ قوائے باطنی۔ جوش دلی۔ طراری۔ زندہ دلی۔ منشی عرقیات۔ شرابیں۔

متبادل الفاظ

CHEEKY شوخ۔ گستاخ۔ سرکش۔ بے ادب۔ ڈھیٹ

CHEERY.- خوش و خرم۔ بشاش۔ شادمان۔ زندہ دل۔ مگن۔

ترجمہ ۲ تحتی۔ خوش دلی کا حد سے بڑھا ہوا ہونا بعض اوقات ایک نوجوان کے لئے یہ ہونے کا باعث ہو جاتا ہے۔

تشریح:- جس نوجوان میں خوش دلی و طراری حد سے بڑھی ہوئی ہو وہ تو تقریباً ہمیشہ ہی CHEERY یعنی خوش و خرم رہتا ہے۔ مگر اشارہ میں sometimes کا لفظ ہے اس لئے CHEERY چسپاں نہیں ہوتا۔

جو لڑکا بہت ہی خوش دل اور تیز و طرار ہوتا ہے وہ اکثر تو نہیں لیکن بعض اوقات بے ادب اور گستاخ ہو جاتا ہے اسلئے CHEEKY یہاں قابل ترجیح ہے۔

4. Down.- This type of man is seldom greatly liked by other men. | F | O | | Y |

Type.- قماش۔ وضع۔ صورت۔ شکل۔ نمونہ۔ قسم

متبادل الفاظ

FOGY.- ایک دقیانوسی خیالات کا آدمی۔ پرانے فیشن کا آدمی

FOXY.- مکار۔ چالباز۔ حیلہ ساز۔ منتفی

ترجمہ ۴ تحتی۔ اس قماش کے آدمی کو دوسرے لوگ شاذ و نادر ہی زیادہ پسند کرتے ہیں۔

تشریح:- other men یعنی دوسرے آدمیوں سے یہاں دوسری قسم کے آدمی مراد ہیں۔ ایک مکار اور منتفی FOXY شخص کو ایسے لوگ جو مکار اور منتفی نہیں ہیں کبھی پسند نہیں کرتے اسلئے seldom یہاں بلکہ اُس صورت میں چسپاں ہو سکتا کہ FOXY کی بجائے never کا لفظ ہوتا۔ seldom اور other کے ساتھ اس اشارہ میں FOGY بخوبی چسپاں ہو جاتا ہے کیونکہ ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے کہ دقیانوسی خیالات اور پرانے فیشن کے لوگوں کو "دوسری قسم کے آدمی" یعنی نئے فیشن کے لوگ بہت زیادہ پسند کرتے ہوں۔ نئے فیشن والوں میں کچھ لوگ ایسے تو مل سکتے ہیں جو پرانے فیشن کے لوگوں کو پسند کرتے ہوں مگر ان کو بہت زیادہ پسند کرنے والے شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ اس لئے FOGY کو میں یہاں بالکل صحیح سمجھتا ہوں۔

5. Down.- How difficult it is to listen patiently to utterances which are this. | T | R | I | | E |

Listen.- سننا۔ متوجہ ہونا۔ راغب ہونا۔ قبول کرنا۔ ماننا۔

Patiently.- بردباری سے۔ تحمل سے۔ صبر سے۔ استقلال سے۔

Utterance.- لہجہ۔ تلفظ۔ بول۔ اظہار خیال۔ بیان۔ باتیں۔

متبادل الفاظ

TRIPE.- ۱۔ آنت۔ انتڑی۔ اوجھڑی۔ ۲۔ ملبہ۔ کوڑا کرکٹ۔ بیہودہ گوئی۔ بکواس۔ بے معنی یا واہی تباہی باتیں۔

TRITE.- دیرینہ۔ پرانا۔ کہنہ۔ فرسودہ۔ استعمالی۔ برتا ہوا

ترجمہ ۵ تحتی۔ جو باتیں ایسی ہوتی ہیں ان کا بتحمل توجہ سے سننا کس قدر مشکل ہے۔

تشریح:- جب کوئی شخص اپنی باتوں میں ایسے مقررہ اور فرسودہ الفاظ استعمال کرتا ہے جن کو TRITE کہتے ہیں تو اس کی باتوں میں اگرچہ کوئی دلچسپی اور ندرت تو نہیں ہوتی لیکن ان کے متعلق یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ان کو صبر و توجہ سے سننا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ مہذب طبقوں کے لوگ ایسی باتیں سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے TRITE کا لفظ اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا۔

TRIPE utterances یعنی واہی تباہی اور بے معنی باتوں کا تحمل اور توجہ سے سننا یقیناً بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور جس آدمی کو ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں وہ بہت جلد پریشان ہو جاتا اور کہنے والے سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے یہاں TRIPE کو بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

7. Down.- Apt to be dangerous when inspired by malice. | R | A | G | |

Inspired.- اکسایا ہوا۔ برانگیختہ کیا ہوا

Malice.- حسد۔ کینہ۔ بغض۔

متبادل الفاظ

RAGS.- اخبار جو بہت ادنی درجہ کے ہوں۔ ذلیل اخبارات

RAGE.- غصہ۔ اشتعال۔ سخت غصہ۔

ترجمہ ۷ تحتی۔ حسد کے اشتعال سے یہ خطرناک ہوجاتا ہے

بہت ممکن ہوتا ہے۔

تشریح۔ RAGE یعنی غیض و غضب حسد کے اشتعال سے ہوتا ہے تو وہ کریلا اور نیم چڑھا کا مصداق ہوجاتا ہے۔ اور اس کا خطرناک ہونا محض مطلب یعنی بالکل یقینی ہوتا ہے۔ اس لئے "is apt" کے ساتھ RAGE یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔

RAGS یعنی ذلیل قسم کے اخبارات کے متعلق یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جب ان کو کسی سے حسد ہوجاتا ہے تو وہ اپنے محسود کے خلاف خطرناک کلمات اشاعت کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں اور ان کا محسود کے لئے خطرناک ہوجانا بہت ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے RAGS میرے نزدیک اس اشارہ کے لئے صحیح لفظ ہے۔

---

13. Down – As a rule sentimental persons are easily this by harsh ones

A
L
E
D

Sentimental.– جذباتی جس کے جذبات جلد متاثر ہوجاتے ہوں۔ نازک طبع۔ زود حس۔ زود رنج۔ اثر پذیر

Harsh.– درشت۔ سخت۔ کریہہ۔ ناگوار۔ بدمزاج۔ اکھڑ

متبادل الفاظ

RULED.– Rule.– حکومت کرنا۔ انتظام کرنا۔ اختیار رکھنا۔ قابو میں کرنا۔

RILED.– Rile.– غصہ دلانا۔ پریشان کرنا۔ جھنجھلاہٹ پیدا کرنا۔

ترجمہ ۱۳ عمودی۔ بدمزاج لوگ جذباتی آدمیوں کو عام طور پر آسانی سے یہ کرسکتے ہیں۔

تشریح۔ کسی آدمی کا جذباتی sentimental ہونا اس کا کوئی معقول سبب نہیں ہوسکتا کہ وہ بدمزاج آدمی کا آسانی سے محکوم و مطیع ہوجائے۔ اگر بہت سے جذباتی آدمیوں کو بدمزاج لوگ آسانی سے اپنا محکوم بنا کر رکھ سکتے ہیں تو بہت سوں کو نہیں بھی رکھ سکتے۔ بلکہ زیادہ تعداد غالباً ایسے جذباتی آدمیوں کی ہوگی جو بدمزاجوں کی حکومت سے نالاں ہونگے اور وہ کبھی ایسے بدمزاج حاکموں کا محکوم بننا پسند نہیں کرینگے۔ اسلئے RULED مجھے یہاں اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

RILED چسپاں ہونے میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ بدمزاج لوگ جذباتی آدمیوں کو عام طور پر آسانی سے غصہ دلا سکتے یا پریشان کرسکتے ہیں۔ اس لئے RULED کو میں RILED پر قابل ترجیح سمجھتا ہوں۔

---

17. Down.– Most young women have a natural liking for gay ones

O
S

Natural.– قدرتی۔ طبعی۔ خلقی

Liking.– رغبت۔ چاہ۔ خواہش۔ خوشی

Gay.– (۱) خوش دل۔ بشاش۔ مگن۔ (۲) بھڑکیلا۔ نمائشی۔ زرق۔ برق۔

متبادل الفاظ

TOGS.– لباس۔ پوشاک

DOGS.– DOG کا لفظ اکثر ایسے شخص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو بڑا شوقین یا شغل رکھنے والا ہو۔ اور جو بے فکری اور عیش و خوشی کی زندگی بسر کرتا ہو۔

BOYS.– لڑکے۔ چھوکرے۔ لونڈے

ترجمہ ۱۷ عمودی۔ بہت سی جوان عورتیں بھڑکیلے .... کی طرف طبعی رغبت رکھتی ہیں۔

تشریح۔ اس اشارہ کے لئے جو تین متبادل الفاظ اوپر لکھے گئے ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سے ہیں۔ لیکن یہ تین ہی لفظ اس قابل ہیں کہ ان کے چسپاں ہونے نہ ہونے پر غور کیا جائے۔ اور ان تین لفظوں میں سے بھی BOYS اور DOGS میرے نزدیک most women کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ بیشتر جوان عورتوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ GAY dogs یا GAY boys یعنی بانکے یا گلچھرے اڑانے والے لڑکوں یا مردوں کو طبعاً پسند کرتی اور ان کی طرف مائل ہوتی ہیں کیونکہ یہاں جوان لڑکیوں کا نہیں بلکہ جوان عورتوں کا ذکر ہے جن میں سے اکثر شادی شدہ ہوتی ہیں اور شادی شدہ عورتوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کا میلان طبع غیر لڑکوں یا غیر مردوں کی طرف ہوتا ہے ان کی شرافت اخلاق پر حملہ کرنا ہے۔ ممکن ہے یورپ میں یہ باتیں معیوب نہ ہوں مگر جوان عورتیں صرف یورپ ہی میں تو نہیں بستیں۔ ان ملکوں میں بھی ہیں جہاں ایسی باتوں کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے بعض جوان عورتوں کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بے فکرے لڑکوں یا ہنسی خوشی کی زندگی بسر کرنے والے مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ لیکن بہت سی عورتوں most women کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہوسکتا۔

TOGS کے چسپاں ہونے میں مجھے کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی بھڑکیلے اور زرق برق لباس gay TOGS کو فی الواقع بہت سی عورتیں طبعاً پسند کرتی ہیں۔ اس لئے میں TOGS کو پسند کرتا ہوں۔

---

20 Down.– Long distance runners usually prefer a long this to a short one.

A
C
E

Distance.– فاصلہ۔ بعد۔ دوری۔ تیتہ

متبادل الفاظ

PACE.– ۱۔ قدم۔ گام۔ ڈگ۔ ۲۔ چال۔ رفتار

RACE.– دوڑ۔ تیزروی۔ گھوڑ دوڑ

ترجمہ ۲۰ عمودی۔ لمبی دوڑ دوڑنے والے عام طور پر لمبی اس کو چھوٹی اس پر ترجیح دیتے ہیں۔

تشریح۔ جب دوڑنے والوں کو تھوڑی دور دوڑنا پڑتا ہے تو ان کو شروع ہی سے پوری کوشش اور طاقت سے کام لینے کی ضرورت پڑتی ہے برخلاف اس کے لمبی دوڑ دوڑنے والوں کو کوشش تو شروع ہی سے کرنی پڑتی ہے لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ طاقت کے خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اس کو آخر وقت کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔ چھوٹے قدموں سے زیادہ تیز چلنے کے مقابلہ میں لمبے قدموں سے زیادہ تیز چلنے میں اگرچہ فاصلہ کسی قدر کم طے ہوتا ہے لیکن طاقت اتنی خرچ نہیں ہوتی جتنی چھوٹے قدموں سے زیادہ تیز چلنے میں ہوتی ہے۔ اس لئے لمبی دوڑ دوڑنے والے جن کو طاقت زیادہ عرصہ تک برقرار رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لمبے قدم Long PACE کو چھوٹے قدم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ لمبے قدم رکھنے کے عادی ہوجاتے ہیں اس لئے وہ عموماً (usually) ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کم فاصلہ کی دوڑ (Short Race) کے مقابلہ میں جس میں چھوٹے قدموں سے زیادہ تیز چلنے کی ضرورت ہوتی ہے لمبے فاصلہ کی دوڑ (Long RACE) کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے usually کے ساتھ RACE یہاں چسپاں نہیں ہوتا اور PACE ہر لحاظ سے بالکل صحیح بیٹھ جاتا ہے۔ لہذا میں PACE کو اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ سمجھتا ہوں۔

---

22 Down.– Their friends often find such people extremely exaspera-ting

L
I
V
E
Y

Exasperate.– بہت غصہ دلانا۔ سخت مشتعل کرنا۔ بھڑکانا۔ برہم کرنا۔

متبادل الفاظ

LIVERY.– جس کا جگر خراب ہو۔ تنگ مزاج۔ زود رنج۔ چڑچڑا

LIVELY.– زندہ دل۔ چلبلا۔ شوخ۔ تیز۔ خوش مزاج

ترجمہ ۲۲ عمودی۔ ایسے لوگوں کو ان کے دوست اکثر نہایت سخت غصہ دلانے والا پاتے ہیں۔

تشریح۔ LIVELY people یعنی چلبلے اور خوش طبع لوگ اپنے دوستوں کے لئے نہایت سخت غصہ دلانے یا اشتعال پیدا کرنے کا باعث کیسے ہوسکتے ہیں اور وہ بھی کبھی کبھی نہیں بلکہ اکثر۔ اس کی کوئی وجہ بہت غور کرنے کے بعد بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ چلبلے اور خوش طبع لوگ زیادہ سے زیادہ اپنے دوستوں کے ساتھ کوئی ایسا مذاق کرسکتے ہیں جو دوستوں کو ناگوار ہو یا جس کی وجہ سے کبھی ان کے دوست ان سے ناراض ہوجائیں۔ لیکن ایک خوش طبع اور چلبلے دوست سے ایسی حرکتیں کم از کم اکثر سرزد نہیں ہوسکتیں جو اس کے دوستوں کے سخت اشتعال کا باعث ہوجائیں۔ اس لئے LIVELY میرے نزدیک چسپاں نہیں ہوا۔

LIVERY مجھکو LIVELY سے اسلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو جگر کا مریض یعنی جو بہت ہی زود رنج اور چڑچڑے مزاج کا ہو وہ اکثر دوستوں کے بے تکلفانہ ہنسی مذاق سے برافروختہ ہوکر ایسے نامناسب الفاظ اور بیجا کلمات منہ سے نکال دیتا ہے جس سے اس کے دوست (جو ایک دوست سے ایسے برے برتاؤ کی کبھی توقع نہیں کرسکتے) سخت ناراض اور مشتعل ہوجاتے ہیں۔ لہذا LIVERY کیلئے extremely exasperating زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

---

25 Down – Be extra cautious when combating a foe who seems to be this.

I
L

Extra.– اور زیادہ۔ فاضل۔ بڑھ کر معمول سے زیادہ

Cautious.– محتاط۔ ہوشیار۔ خبردار۔ چوکس

Combat.– لڑنا۔ سامنا کرنا۔ مقابلہ کرنا

متبادل الفاظ

MILD.– نرم۔ ملایم۔ مہربان۔ سلیم الطبع

WILD.– وحشی۔ جنگلی۔ غیر مہذب۔ ناشائستہ۔ بے لگام

WILY.– عیار۔ چالاک۔ مکار۔ منافق

OILY.– ۱۔ تیلیا۔ چکنا۔ روغنی۔ ۲۔ نرم۔ ملایم۔ بطیب تسلیم کرلینے والا ماتحت۔ نمائشی۔ ظاہر میں اچھا۔ دم باز۔ خوشامدی

ترجمہ ۲۵ عمودی۔ جو دشمن ایسا معلوم ہوتا ہو اس سے لڑنے کے وقت اور زیادہ احتیاط سے کام لو۔

تشریح۔ جو دشمن وحشی اور ناشائستہ WILD یا عیار و مکار WILY یا OILY

HAVE YOU JOINED?
THE KHUSHWAQT

Entries in Commonsense Crossword No. 144 will be despatced on the 11th APRIL' 39.

HURRY UP NOW!

Dont Miss Your Chance of Big Dividend in this Memmoth Prize offer.

RULES AND CONDITIONS

1. 66 Entries will be submited by the Editor, 'Khushwaqt' in every Commonsense Crossword, on behalf of the members of the Club.
2. Estimated Expense including Entry Fee, cost of coupons, Remittances Charges and etc., amounts to Rs. 120 per month for 66 entries every fortnight (132 Entries every month)
3. Every Member shall have to pay Rs. 2 monthly as fee for Membership
4. Only 60 members will be enlisted after which it will be definitely closed
5. Copies of Entries shall be sent to every member one day before the publishing of Sealed Correct Solution, that is on Monday following the closing date of the particular puzzle
6. The Editor, Khushwaqt, will be the permanent Secretary of the Club, who will use sole discretion in preparing and submitting entries
7. The Secretary will be a free Member of the Club and shall recieve 10% of the total Prizes won on the entries of the Club.
8. After deducting 10% for the Secretary 90% of the total Prizes will be distributed among the Members according to the member of shares held by them
9. Any person can have any number of Shares by paying Rs 2 monthly for each share
10. Until 60 Members are registered number of Entries will be reduced according to the funds in hand
11. Names of the Members and account of the Club will be published in the Khushwaqt
12. Every member must remit fee for membership so as to reach us on or before the 4th of every month failing which they not share in the puzzles submitted before receipt of their Fee. But if the Fee for Membership is not recieved before 10th names of such defaulting members will be struck off from the Register and fresh members taken in instead

PLEASE FILL IN THE FORM PRINTED BELOW ATONCE

- - - CUT HERE - - -

The Secretary
"Khushwaqt" Club,
Shahdara (Delhi)

Dear Sir,

Kindly register my name as Member of the Club for ...... Shares for which I have remitted Rs .... (@ Rs 2/-) by

Money order No ....

Postal order No

I do hereby agree to abide by the terms and conditions of Membership

Signatures ....

Name........................

Adress ....

Please Write ....

In Block ....

Letters ....

Date 193

For Sharing in 66 Entries in the Commosens X word No. 144 your remittance reach on or before 11th April, 1939.

REMBER YOUR SHARE IN 132 ENTRIES EVERY MONTH ON SMALL INVESTMENT OF Rs. 2 PER MONTH.

MEMBERS UPTO 25 3 39

1. Mr. G S A Malik C/o Messrs G K Hussain & Co Sudder Bazar Jubbulpore
2. Mr. M Abdul Ahad Israili, Manager Madarsa Sarajul Ulum. Sambhal U P
3 & 4. Mr S A. Qadir. Salt Deptt. Woolapaliam via Singarajakanda (Nellore) (2 Shares)
5. Mr. Mohd Irfan Ali Khan, Mian Sarai Street, Sambhal
6. M. Sayyed Ainul Hassan, Jari, Shamshi Cottage, Delhi.
7. Sayyed Azfar Hussain, Muntazir Tokriwalan, Delhi.
8. Mr M. Asad Ali, Nai Basti, Moradabad.
9. M. Shibli C/o. The Khushwaqt, Shahdara, (Delhi).
10. Mr M. Abdul Hamid, Moholla Kasrol, Moradabad.
11. Dr Gian Anand Gupta, Teliwara, Shahdara, (Delhi).
12. Mr. S, Aizaz Ahmad, S S Ry. Quarters Delhi-Shahdara.
13. Mrs Naseema Qabil C/o Abul Fakhr Qabil, Chelan Street Delhi.
14. Syed Rahim Ullah Qabil, President of the All India Anjumane Taraqee-e Adab Kucha Chelan, Delhi.

All remittances and correspondence must be address to.

The Secretary

THE KHUSHWAQT

SHAHDARA (Delhi)

PRINTED & PUBLISHED BY AHSANULHAQ EDITOR AT THE MAHBOB-UL-MATABA BARQI PRESS, DELHI.

PERMUTED 18 ENTRIES.

Fixtures Across: —12 DREAMY 18 SLY 29 MOVE 34 SENSE 35. JOYS.

Fixtures Down: 2 CHEEKY 4, FOGY 7 RAGS 14 MAID 15. PAW 18. SUN 25. MILD.

Note —I consider LEND for 1 Down and DOGS for No 17 Down as almost bankers, However these have been permuted in Table below for such competitors who feel doubtful about them

Coupon No	(A)	(B)	(C)	(D)	(E)	(F)	(G)	(H)	(J)
1	Wall	Trite	Lively	Pies	Pert	Riled	Pace	Lend	Dogs
2	Wall			„	Pest	Ruled	„	„	„
3	Wall	Tripe	„		Pert	„	Race	„	Togs
4	Wall	„	„	„	Pest	Riled		„	„
5	Wall	Trite	Lively		Pest		„	Lend	„
6	Wall	„	„		Pert	Ruled			„
7	Wall	Tripe			Pest	„	Pace	„	Dogs
8	Wall	„			Pert	Riled	„	„	„
9	Wall	Trite	Lively	Wiles	Pest	Ruled	Pace		„
10	Wall			„	Pert	Riled		„	
11	Wall	Tripe		„	Pest	„	Pace	„	Togs
12	Wall	„	„	„	Pert	Ruled		„	„
13	Wall	Trite	Lively	„	Pest		„	Lend	„
14	Wall				Pert	Riled			„
15	Wall	Tripe	„	„	Pest		Race		Dogs
16	Wall		„		Pert	Ruled		„	„
17	Wall	Trite	Lively	Piles	Pest		Race	„	Boys
18	Wall	Tripe		„	Pest	Ruled	Pace		

NOTE:—(1st A & D) SLY—SUN is my final Selection and Banker.

The above Table is most useful for 7 and 9 pairs of alternatives. If all the fixtures prove true the first 16 coupons will guarantee not more than ONE ERROR in 7 pairs (A to G) and at the worst 2 ERRORS if the other two pairs (H & J) are also included (No interlockers are included). This Table is mathematically tested and proved to give the above result. Competitors will please keep it as a record with them for future guidance.

Two extra entries (No. 17 & 18) have been added to secure still better result. Competitors may take one or two more doubtful pairs out of the fixtures (Say, TOY & FOXY) and put them along with these extra entries (17 & 18) to avoid risk. In this particular puzzle I honestly believe that the Interlockers are less troublesome, hence fixed. However, if any competitor feels doubtful about any one of them may substitute them with any alternative in the Table according to his or her selection.

Our Experts Table for 12 pairs in 39 Entries with maximum 3 errors (including all interlockers can) be supplied on payment of Re one as his fee.

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	Khushwaqt (English)	Khushwaqt (Urdu)	All India weekly	Comp: Bulletin	Comp: Common-	Comp: Companion	Sunday Standard	Contest	Insight	Peteon Service
ACROSS	21. Will	Will	Wall	Wall	Wall	Will	Wall	Wall	Will	Wall
	26. Tiles	Wiles	Tiles	Tiles	Wiles	Ailes	Wiles	Files	Wiles	Wiles
	29. Move	Move	Move	Move	Rove	Move	Rove	Rove	Move	Move
	35. Joys	Joys	Joys	Toys	Joys	Boys	Toys	Joys	Toys	Joys
DOWN	1 Lend	Lend	Lend	Lead	Lead	Lead	Lend	Lend	Lend	Lead
	2. Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky	Cheeky
	4 Fogy	Fogy	Fogy	Foxy	Foxy	Foxy	Foxy	Foxy	Fogy	Fogy
	5 Trite	Tripe	Tripe	Tripe	Tripe	Tripe	Trite	Tripe	Trite	Trite
	7. Rags	Rags	Rags	Rags	Rags	Rage		Rags	Rags	Rags
	18. Ruled	Riled	Riled	Riled	Ruled	Riled	Ruled	Ruled	Riled	Ruled
	17 Dogs	Togs	Dogs	Togs	Boys	Togs	Dogs	Togs	Togs	Togs
	20 Race	Pace	Pace	Pace	Pace	Race	Race	Race	Pace	Pace
	22 Lively	Lavery	Lavely	Lively	Lavery	Lavery	Lively	Lavery	Lavery	Lively
	25 Mild	Mild	Mild	Mild	Mild	File, Vile	Mild	Mild	Oily	Mild
INTERLOCKERS	Dreamy	Dreamy	Dreamy	Dreamy	Dreamy		Dreamy	Dreamy	Dreamy	Dreamy
	Maid	Maid	Maid	Maid	Maid		Maid	Maid	Raid	Maid
	Pert	Jest	Pert	Pest	Pert		Pest	Pest	Pert	Jest
	Paw	Jaw	Paw	Paw	Paw		Paw	Paw	Paw	Jaw
	Sly	Sly	Sly	Fly	Fly	Fly	Sly	Fly	Sly	Fly
	Sun	Sun	Sun	Fun	Fun	Fun	Sun	Fun	Sun	Fun

health of such an invalid in certain cases but not cheer him up in spirit. But if be indulges in some mild sport (FUN) he forget his trouble for the time being and makes him cheery Moreover if the bed-ridden invalid feels SUN pleasant it should always elevate his spirits Why sometimes? At this point I prefer FUN which fixes FLY-FUN combination for this interlocker

STOP PRESS.

After the above Comments were sent to the Press I have studied the views of several leading Contemporaries my friends and many screwd readers of Khushwaqt After studying minutely every argument from every possible angle I am of opinion that selections given by me are fairly safe However since this puzzle carries mammoth prizes I feel bound to further enlighten the readers of the Khushwaqt on some clues where I believe there is room for the compiler to floor us

15 ACROSS PEST is found as great nuisance and I do not think a precocious child deserves such a description He is indeed inquisitive about matters which may not concern him or may be considered too early for him to know This is to add to his knowledge and can not be regarded as great nuisance or mischief 'Sometimes' would have justifeed this alternative to certain extent but the clueword 'often does not go well with PEST as reasonable solution yet chance may be given to it PERT is decidely superior

21. ACROSS Many contemporaries and friends have favoured WALL for the clue If we take WILL to mean 'wish or pleasure of a superior' oxford) then it has good justification But still usually' makes it weak WALL in its ordinary sense appears to be more reasonable Hence my light preference for it

5 DOWN TRITE and TRIPE seem to have almost equal chances

17 DOWN Quite a number of alternatives have been suggested for this clue but none equals in merit with DOGS & TOGS DOGS is defined as 'gay young person' or fellow, hence it suits better TOGS' should not be ignored BOYS BOWS, HOPS etc are utterly wrong

20 DOWN PACE & RACE seem to have almost equal claim 'a long this' suggests singular If the clue said Long these I would have agreed to PACES But the compiler may take an altogether reverse view RACE as first choice & PACE as next best

22 DOWN This is a clue where I have to change my view The phrase then friends restricts the clue to the circle of friends only. LIVELY persons are often over-excited on certain festive occasions and tax their friends too much with their orders. hence feel exasperating. When a friend is known to be of LIVERY temper his companions do not mind much because they attribute such behaviour as his usual condutct and become used to it LIVELY, therefore stands a very great chance to score

25 DOWN I have thoroughly considered various arguments advanced in favour of Mild. Wily. Wily, Oily etc but none of them stands to the close observation particularly with the phrase 'Be extra cautions' I strongly recommend MILD here

WILY could be given second place but only such competitors may cover it who can offord to send quite a lot of entries

NEXT ISSUE

OF

THE KHUSHWAQT

CONTAINING FULL ENGLISH

AND

URDU COMMENTS

ON

X WORD NO. 145.

Will be Despatched on Thursday, the 13th April.

Please send postel Stamps of As. 4, for a Copy or Become a Permanent Subscriber on Payment of Rs. 3/-/- Annually or Rs. 1/12/ Six Monthly.

MANAGER

The KHUSHWAQT

SHADRA, DELHI.

LIVERY, LIVELY.

A LIVELY person is brisk and energetic and I do not think such a man will often experate his friends to a superlative degree. A LIVERY person, on the other hand, has bitter temperament and gets nervous on trifles. His friends find him most exasperating at times. I, therefore, vote for LIVERY.

---

16. Be extra cautious when combating a foe who seems to be this

MILD, WILD. OILY, WILY.

What not an enemy will do to subdue his opponent? He will employ all his tact and energy to defeat his adversary One is usually cautious against a wild foe and is always alert about his attacks. But a MILD foe is most dangeaous He would outwardly show no signs of enemity but at heart he is extremely bitter and no soooner finds an occasion would not shrink from serving a severe blow The clue gives a sound advice against such foes who seem to be friendly but entertain malice in heart 'Extra caution' is needed to repel the evil designs of such enemies. I most confidently recommend MILD here. OILY is second best

WILY is much better than WILD. But all foes are wily and it carries an implied caution. I believe it has comparatively weak chances.

INTERLOKCKERS

DREAMY, DREARY.

12A. Man whose outlook is always this seldom achieves much success in business.

MAID, RAID.

Person whose outlook about business is always dreary (gloomy) is the type of man who dreads the prospects of success. Such men always grumble and view their profits inadequate even though they may be pulling on fairly well. To them the business may not seem flourishing but the fact may be otherwise Although they constantly complain about the slump and failure of business yet they never relax their energies It would be wrong to say that such men *seldom* achieve much success in business'.

Now a person who is always DREAMY about business prospects is quite the reverse of the DREARY fellow This sort of man believes in unpractical or vague methods which he can seldom realise He builds very high hopes but not active to acomplish them. Such an outlook about business can rarely crown the man with much of success. Thus I believe DREAMY is the apt solution.

RAID means sudden incursion by military, police, robbers etc. and unless we have good reasons to believe that a RAID is likely to happen we can never anticipate it since we have nothing to base our colculations upon. It is always so sudden that any amount of foresight will not help us.

The other alternative suits to context very well To understand a MAID is perhaps the most difficult task. Inspite of our intimate acquaintance we are very likely to be deceived in our presumptions about the true character of a MAID. Had it not been so many a marriages would not have proved miserable Only the man possessed of *unusual* foresiget may fathom the heart of a MAID Thus I trust DREAMY-MAID has very good chances

---

15A. A precocious child often causes his elders to regard him as this

PERT, PEST, JEST.

15D It is highly indiscreet to fondle a cat's.

PAW. JAW.

A precocious child is one whose sense of understanding is very much developed at an early age His manners *sometimes* make his elders to consider him a JEST (an object of laughter) Such children display unexpected wisdom in their talk which often surprises elders and begin to consider him PERT (brisk and smart) If we fit JEST here it would mean that we ridicule his early developed intellect which is not fair Precocity is a merit which must be admired and not laughed at Hence I believe PERT is the only logical solution for Clue Across PEST meaning nuisance is out of question and can be rejected without risk [Cat is a known cunning animal] However do mesticated can not be very much relied upon It may assume dangerous attitude on the slightest provocation. Unlike the dogs we can not fondle with cat without anticipating harm Nobody ever thursts his fingers in a cat's JAW. Children, while playing with a cat may do so but the clue is silent about it. And if a person fondles with a cat's JAW it is not merely injudicious but extremely dangerous To fondle with a cat's PAW is also not without risk. Even if you annoy her unintentionly she is apt to show her claws For this reason i make PERT-PAW combination my confident selection Since it is an interlocker and prize money offered is a colossal one competitors may permute with JEST-JAW combination on a couple of coupons to save risk

18A Open suspicion is apt to make a guilty person this

FLY, SLY.

18D Mild this sometimes helps to cheer up bed-ridden invalid

FUN, SUN.

'Open suspicion' is not merely a suspicion but one which is clearly declared to the guilty person Under such circumstances there is no chance for him to be SLY, that is play any more dodges since we are convinced of our conviction about his guilt. A pick pocket is caught red-handed and is demanded to return the stolen property His tackticks will be of little avail The only course left for the guilty person is to FLY (run away) and make good his escape if he can Thus it would appear that FLY is the most befitting answer here

A bed-riddeninvalid can not be texed with FUNS nor be can he cheered up with them Mild SUN may help to restore

Moreover in this case the phrase 'to be able' seems superfluous. All of us use our discretion in many actions but not necessary than we should succeed. Hence I belive LEAD is slightly weak.

To LEND is to give out money on interest or other considerations and also means to accommodate oneself to a particular policy or purpose. Taking the latter sense into consideration I think this alternative answers the clue in all its bearings. To follow a certain policy successfully one decidedly needs good discretion. At this point I believe LEND is slightly preferable

2. Sheer exuberance of spirits sometimes causes a youngester to be this

CHEEKY: CHEERY.

'Exuberance of spirits" indicates over-excitement. When a youngster is in such a state he is *always* Cheery but sometimes he is apt to be CHEEKY (insolent being temporarily unmindful of manners through voluntary over-excitement. I make CHEERY a reliable selection

4. This type of man is seldom greatly liked by other men

FOGY: FOXY.

In making my selection for this clue I take the phrase by other men as my pointer. If we consider FOXY as a suitable answer the clue would mean that a cunning fellow is seldom greatly liked by men other than his own type. But the fact is that such a person is not liked by his own trade either. Moreover I object to 'seldom and greatly' in this case. Have we to understand that a crafty fellaw is liked but not much by other men?

No such objection can be raised against the alternative FOGY meaning old fashioned man. It is commonly observed that people who merit this description do not evoke much liking of the younger generation and they have to move in their own type of people. I consider FOGY a safe and sound selection

5. How difficult it is to listen patiently to utterance which are this.

TRITE: TRIPE.

Every one of us has own likes and dislikes. A subject of speech may not appeal us at all while others may be all attention to it. It is, therefore, most difficult to establish a criterion for judging utterances. Utterances which are generally considered to be TRIPE (inferior stuff or nonsense) can yet have something useful in them

'Little nonsense now and then
Is relished even by wise men."

Thus it would appear it is not the inferior stuff which we very much object to. A TRITE, that is a stale and hackneyed utterance would indeed be very boring and we find it most difficult to listen to it patiently. My choice is therefore TRITE for this clue

7. Apt to be dangerous when inspired by malice.

RAGS: RAGE.

When a person is victim to a fit of violent anger (rage) and is further supplemented by malice it is not merely 'apt to' but more often than not it turns into a dangerous squabble. Hence I reject it.

Rags fits most aptly whether we mean a noisy disorderly conduct or worthless newspapers. Preferaly the latter one. When teh parties of a noisy scene are inspired by malice it is likely to grow into dangerous spectacle

Rags (worthless newspapers) are also a great menace to public and peaceful working of the Government when actuated by malice since they take to unnecessary mud slinging which carries dangerous effect on simple minded people. I think RAGS fits better here

13. As a rule sentimental persons are easily this by harsh ones.

RULED: RILED.

Sentimental persons are swayed by emotions. At one time they are in a fit of excited temper and in another moment they are quite tame. Mild persons will excite their temper rather than subdue. But people who deal with them a bit harshly generally triumph over them. Thus, RULED is a better solution

17. Most young women have natural liking for gay ones

DOGS: TOGS: BOYS.

This is the type of clue which the compilers have the privilege to design to save their crushing defeats. Quite a number of alternatives have been suggested to me but the above seem to have some bearing. BOYS seems to be ill fitting with 'women' in the clue, hence dismissed

TOGS meaning garment is very weak because not *most* young women but every young woman has *natural* liking for gay (showy) dresses

Experience has proved that most young women fall an easy prey to gay dogs, that is such persons who are outwarlyd showy and prim. This is a clue for which nothing can be recommended with confidence. However DOGS seems to be the better solutionand TOGS as second best.

20 Long distance runners usually prefer a long this to short one.

RACE: PACE: FACE.

A long FACE is a sign of seriousness which apparently has no bearing with the context, hence rejected

Now long distance runners are known for their breath. They do not run with long strides (PACE) but keep a uniform speed throughout. Those who run hard in the begining find themselves done up after a short distance with the result that their rivals who conserved their energies get soon ahead of them. Thus PACE dose not fit here

It is, however, true that long distance runners prefer long RACE since in a short one other rivals who can run fast have greater chances to win. But in a long RACE a steady and practiced man has every chance to beat the fast runners. Hence I select RACE here

22. Their friends often find such people extremely exasperating.

ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA

COMMONSENSE CROSSWORD No. 144.

CLOSING DATE 13TH APRIL 1939.

COMPLETE LIST OF ALTERNATIVES.

ACROSS

1. LUCK 4 FATHERS 9 ECHO 10 OORE 11 IMAGE 12* DREAMY, DREARY 15* PERT, PEST JEST 18* FLY, SLY PLY 19 AGO 21. WILL, WALL 23 NDIIA 26 TILES, WILES, RILES 28 ACRID 29 MOVE, LOVE, ROVE 31 LOWERED 34 SENSE, DENSE, TENSE 35. JOYS TOYS

DOWN

1 LEND, LEAD 2 CHEEKY CHEERY 3 KOLA 4. FOGY FOXY 5 TRIPL, TRIPE 6 HEM 7 RAGS RAGE 8 SHE 13. RULED, RILED 14* MAID, RAID 15 PAW, JAW 16 TALL 17 DOGS, FOGS, BOYS 18 FUN SUN, PUN 20 RACE, PACE, FACE 22 LIVERY LIVELY 24 HAVEN 25 MILD, WILD WILY 27 EWES 30 OWE 32. WOO 33 DOG *Indicates Interlockers

ACROSS

21. Determined youngsters usually find a way of overcoming an obstructive one.

WILL, WALL.

An 'obstructive wall' would mean an impenetrable barrier which a youngster will *usually* find a tough job to surmount. With determination he may *sometimes* succeed but not usually. Hence WALL has little justification in its favour.

It is, however true that when a youngster is determind to do a certain thing he would move heaven and earth to find a way out of the difficulties which may have to be crossed. "Where there's will there's way" is an old wise saw. Youngsters are more adept to accomplish hard tasks since they are full of energery. At this point I clearly favour WILL.

26. Those which some women affect seem to defy all reason!

TILES, WILES, (RILES.)

RILES is rarely used as verbal noun, hence rejected.

Can we say that only *some* women affect (use) WILES? Their stratagems are proverbial and I do not think many women can be an exception to it. Woman! thy name is wiles or I should say it is Woe-Man! It is perhaps almost impossible to come up to a woman's wiles. The mark of exclamation at the end, in my opinion, is a trap rather than a pointer. If the word 'some' could be deleted from the text I would have voted most emphatically in favour WILES but with its existence I feel this alternative is too weak for selection.

In slangy language TILE means a hat. Those who have moved in European society must have known that ladies are mad after millinery designs. Every day queer types of hats are being designed by milliners and everyone would like to appear in the latest mode. Some of these fashions are indeed beyond a man's apprehension. A fashion must have some motive of comfort or style but it appears that some TILES which we happen to come across defy all our reasons. Exclamation in this case is an expression of surprise or oddity. For reasons given above I select TILES a bit confidently.

29. Those who do this widely thereby usually acquire a greater understanding and tolerance of human nature.

MOVE, LOVE, ROVE

Persons who are keen LOVERS may acquire thorough knowledge of love tasts and manners but I fail to understand how can he be proficient in understanding human nature in general. The other alternative MOVE admirably answers the clue because a person who MOVES extensively comes in contact with persons of various temperaments. Thus it affords him great chances of studying human nature. Mr T S Metrani the first prize winner in Commonsense Crossword No. 138 ascribes his success to vast travels on official business which enabled him to study human nature. I perfectly agree with it and hence I make MOVE as a banker.

To ROVE is to wander idly, hence does not appeal much.

34 None of us can have too much of this faculty.

SENSE: DENSE: TENSE.

DENSE and TENSE are qualities and not faculties. Hence I do not think either of them fits the context. The clue statement in a clean negation which makes sense as the obvious answer.

35. Most parents derive keen pleasure from their childrens' ......

JOY: TOY.

Grown up persons cease to have much interest in TOYS. Some exceptionally attractive ones may at times evoke pleasure or fun in them. But when parents see their children playing happily with TOYS their JOY knows no bound. Hence I consider JOYS is a most reliable answer.

DOWN

1. One need the quality of discretion to be able to do this successfully.

LEND: LEAD.

At first sight it appears that LEAD is the only logical solution to the clue. One would argue that to LEAD a movement or enterprize necessarily requires the quality of discrimination and without this none can succeed. It is but true. But I submit that merely this quality will not make him successful leader

رتن بائی ستارہ

HUGE *TRIPLE* PRIZE OFFER

FIRST PRIZE
Rs.
25,000
AND
Return First Class Passage to England by Air or Sea and an H.M.V de-luxe Radio Gramophone.

"COMMONSENSE CROSSWORD" NO. 144

CLOSING DATE APRIL 13TH

CLUES ACROSS

1 Not this but your own skill gains you success in these Competitions
4 They often consider the privilege of parenthood a mixed blessing'
9 Reflected sound
10 Fairy-tale monster
11 Likeness
12 Man whose outlook is always this seldom achieves much success in business
15 A precocious child often causes his elders to regard him as this
18 Open suspicion is apt to make a guilty person this
19 Fast
21 Determined youngsters usually find a way of overcoming an obstructive one
23 Jumbled spelling of hand
26 Those which some women affect seem to defy all reason'
28 Pungent or bitter
29 Those who do this widely thereby usually acquire a greater understanding and tolerance of human nature
31 Diminished
34 None of us can have too much of this faculty
35 Most parents derive keen pleasure from their childrens'

N.B.—The Entry Fee in this Competition is 4 per Entry

LUCK FAT ER
EC OG E AH
EL I AG
DRE Y
A E T
LY I A GO
UE D W L
N A I ES
CRI V W
VE LO RE
WE O O
ENS OYS G

Only Entry Squares cut out from the Illustrated Weekly of March 19th, 26th, April 2nd will be accepted

CLUSE DOWN

1 One needs the quality of discretion to be able to do this successfully
2 Short exuberance of spirits sometimes causes a youngster to be this
3 Well known non alcoholic beverage
4 This type of man is seldom greatly liked by other men
5 How difficult it is to listen patiently to utterances which are this
6 Border of a garment
7 Apt to be dangerous when inspired by malice
8 Feminine pronoun
13 As a rule sentimental persons are easily this by harsh ones
14 It often calls for unusual foresight to anticipate one
15 It is highly indiscreet to fondle a cat's
16 thigh
17 Most young women have a natural liking for gay ones
18 Mild this sometimes helps to cheer up bed ridden invalid
20 Long distance runners usually prefer a long this to a short one
22 Their friends often find such people extremely exasperating
24 Refuge or place of safety
25 Be extra cautious when combating a foe who seems to be this
27 Female sheep
30 To be indicted
32 To court
33 Domestic quadruped

JOIN KHUSHWAQT CLUB
BEFORE 10TH APRIL, 1939.
66 Entries will be sent specially permuted by expert. See Rules & Condition Inside.

Mahbub-ul Matabi Limited Press DELHI

خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر۳ کا نتیجہ

بالکل صحیح حل کوئی وصول نہیں ہوا۔ ایک غلطی کا حل صرف ایک

دو غلطیوں کے حل ۳۰ تین غلطیوں کے حل ۱۰۱ اور چار غلطیوں کے حل ۱۲ وصول ہوئے

اس معمّے سے کُل آمدنی حسب تفصیل مندرجہ ذیل مبلغ -/6/36 کی ہوئی جس میں سے ۲۵ فیصدی وضع کرنے کے بعد قابل تقسیم رقم -/5/27 روپے برآمد ہوئی۔ مگر چونکہ مستحقین انعامات کی تعداد زیادہ ہے اس لئے قابل تقسیم رقم میں مبلغ -/۱۱/ روپے ایڈیٹر خوشوقت نے اپنی طرف سے شامل کر کے انعامات حسب ذیل تجویز کئے۔

ایک غلطی کے ایک حل کیلئے -/۶ روپے۔ دو غلطی کے تین حلوں کے لئے -/۹ روپے۔ تین غلطی کے دس حلوں کے لئے -/۱۰ روپے اور چار غلطی کے بارہ حلوں کے لئے -/۹ روپے

ایک غلطی کا انعام پانیوالے صاحب کا نام جن کے لئے -/۶ روپے تجویز کئے گئے

۱۔ محمد عرفان علی خاں صاحب انصاری۔ محلہ میاں سرائے سنبھل ضلع مراد آباد۔ فارم ۲۶۳

دو غلطیوں کا انعام پانیوالے اصحاب کا نام جن کے حصہ میں فی کس -/۳ روپے آئے

۱۔ شمیم فاطمہ صاحبہ بتوسط محمد اخلاق صاحب قریشی وکیل محلہ جن بیگ کی مسجد بمبئی ۲۹۰۵

۲۔ شاکر حسین صاحب محلہ بیڈون ٹولہ۔ بدایون۔ ۲۸۶

۳۔ محمد عمران علی خاں صاحب معرفت محمد عرفان علی خاں صاحب۔ محلہ میاں سرائے سنبھل ضلع مراد آباد ۲۶۳۹

تین غلطیوں کا انعام پانیوالے اصحاب کے نام جنکے حصہ میں فی کس -/۱۳/ روپیہ آئے

۱۔ حاجی حکیم عبدالقادر صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ گونڈہ۔ ۲۹۳۹۔

۲۔ شیخ عبدالقادر صاحب سالٹ ڈپو۔ واڑنیم (بیلور) ۱۱۱

۳۔ فرزجہاں بیگم صاحبہ مکان ڈپٹی امیر علی صاحب چوڑی والان۔ دہلی ۹۱۸

۴۔ ک۔ف بیگم صاحبہ معرفت ڈاکٹر سیگو۔ بیرسٹر گونڈہ۔ ۲۵۳۲

۵۔ مرزا محمود بیگ صاحب وکیل گونڈہ۔ ۵۰۸

۶۔ ایم غوث محی الدین صاحب ہرجنٹ ہمدرد ولی میسور اسٹیٹ ۱۰۶

۷۔ محمد اقبال صاحب صدیقی صادق ایجرٹن کالج۔ بہاولپور ۵۹۹

۸۔ محمد عبدالقدیر صاحب معرفت محمد عبدالعزیز صاحب۔ نرمل روڈ بھوپال ۲۹۶

۹۔ مس سلیمہ حیات صاحبہ معرفت خواجہ محمد حیات صاحب انجمن حمایت الاسلام ۲۶۷

۱۰۔ ملک صاحب گپتا آرسٹ اسٹوڈنٹ۔ کمرشل کالج دریا گنج دہلی ۲۴۹

چار غلطیوں کا انعام پانیوالے اصحاب جن کے حصہ میں فی کس -/۱۲/ آنے آئے

۱۔ وطیہ بیگم صاحبہ معرفت عبدالسلام ملک صاحب [illegible] ۲۵۶۸

۲۔ بابو رام صاحب سود۔ بھٹہ نخاس۔ تحصیل قصور ضلع لاہور۔ ۲۸۳

۳۔ سید ذیشان محمد صاحب علوی۔ محلہ سٹرہ امروہہ۔ ضلع مراد آباد۔ ۲۰۹۳۔

۴۔ ایس ایم کو غفور صاحب مدرس اردو مدرسہ سرکل ۵۰۸

۵۔ سید سبحان علی صاحب قادری انجمن ہدایت الاسلام گنگاپور سٹی ۲۸۰۵

۶۔ عبدالہادی خاں صاحب۔ کلرک مرزا محمود بیگ صاحب وکیل گونڈہ ۲۹۹۰۔

۷۔ محمد عظیم بخش صاحب ۱۳ تھورا لوئر نمبو گلر ڈ اسٹریٹ۔ کلکتہ ۱۰۱۔

۸۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۳۳۲۔

۹۔ ڈاکٹر گیان آنند صاحب گپتا۔ تیلی واڑہ شاہدرہ (دہلی) ۲۵۴۹۔

۱۰۔ محمد یوسف صاحب معرفت جمشید ایرانی مقابل تاج محل ہوٹل قلابہ بمبئی ۲۵۵۵

۱۱۔ حکیم سید محمود الحسن صاحب مقام بخاری۔ ریاست بھوپال۔ ۵۰۵

۱۲۔ وی۔ آر شاما پنت صاحب نمبر سلطانی بازار حیدرآباد دکن۔ ۳۹

تفصیل آمدنی خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر۳ بحوالہ فارم ہائے موصولہ

٩١٨ ۱۲/	٥٩٣ ۱۲/	٢٥١٤ ۱۲/	٥٠٨ ۱۲/	٢٣٣٨ ۱۲/	٢٨٩٣ ۱۲/	١٠٥ ۱۲/	١٠٦ ۱۲/
٢٣٥٢ ۱۲/	٢٣٣٣ ۱۲/	٢٩٣٣ ۱۲/	٢٩٣٦ ۱۲/	٥٤٩ ۱۲/	٢٨٩٠ ۱۲/	٢٩٤١ ۱۲/	٥٥٩ ۱۲/
٢٥٤٤ ۱۲/	٢٣٩٢ ۱۲/	٢٥٥٦ ۱۲/	٢٣٣٥ ۱۲/	٢٤٩٦ ۱۲/	٢٣٣٥ ۱۲/	[illegible] ۱۲/	٩٥٣ ۱۲/
٢٤٠٨ ۱۲/	٢٨٤٧ ۱۲/	٢٤٥٥ ۱۲/	٩٤٥ ۱۲/	٩٠٨ ۱۲/	٥٤٦ ۱۲/	٢٨٠٥ ۱۲/	٢٨٣٣ ۱۲/
٥٢٢ ۱۲/	٢٩٠٥ ۱۲/	٢٥٨٠ ۱۲/	٢٥٣٣ ۱۲/	٥٠٥ ۱۲/	٢٢٥٣ ۱۲/	٢٣٤٦ ۱۲/	١٠٨ ۱۲/
٥٥٥ ۱۲/	٢٨٨٨ ۱۲/	٢٨٨٩ ۱۲/	٢٣٣٠ ۱۲/	٢٥٨٤ ۱۲/	٣٩ ۱۲/	١١٢ ۱۲/	٢٤٩٠ ۱۲/
٢٩٩٥ ۱۲/	٢١٢١ ۱۲/	٢٣٣٦ ۱۲/	٢٣٣٩ ۱۲/				

میزان کل آمدنی -/6/36 روپے۔ کل اشخاص جنہوں نے انعامی مقابلے میں حصّہ لیا ۴۹

ضروری گزارش۔ خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر۳ کا مندرجہ بالا نتیجہ اگرچہ اس لحاظ سے تو پہلے نتائج سے بہت بہتر ہے کہ اس میں ایک دو غلطیوں کے حلوں پر بھی انعامات دیے گئے ہیں اور تین اور چار غلطیوں کی تعداد بھی نسبتاً زیادہ ہے۔ صرف سینتالیس مقابلہ کنندگان میں سے پچیس اصحاب یعنی نصف سے زیادہ کا انعام حاصل کر لینا کراس ورڈ معمّوں کا تجربہ رکھنے والوں کے لئے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن مستحقین انعامات کی تعداد اور تناسب سے قطع نظر کر کے جب معمّے کی آمدنی اور انعامات کی حقیر رقموں پر نظر کی جاتی ہے تو معمّا نمبر۳ کا نتیجہ نہایت افسوسناک، مایوس کن اور باعث شرمندگی معلوم ہوتا ہے۔ لاکھوں روپیہ والے انگریزی کراس ورڈ معمّوں کو چھوڑیے صرف ہندی، بنگالی، گجراتی، مرہٹی، تامل وغیرہ دیسی زبانوں ہی کے کراس ورڈ معمّوں کے نتائج سے خوشوقت اردو کراس ورڈ معمّوں کے نتائج کا مقابلہ کیجئے۔ کیا دو ہزار معمّے چھپنے کے باوجود کل -/6/36 روپے کی آمدنی کا ہونا اردو یا اردو کے حامیوں کیلئے باعث شرم نہیں ہے۔ کیا ایک ایسی زبان کیلئے جس کو ہندوستان کی مشترکہ زبان بتایا جاتا ہے اور جس کے بولنے اور لکھنے والے لاکھوں روپے انگریزی زبان کے معمّوں پر خرچ کر رہے ہوں، یہ کوئی فخر کی بات ہے کہ اس کے ایک بہترین کراس ورڈ معمّے کے دو ہزار فارم تقسیم کرنے کے بعد صرف سینتالیس اشخاص اس معمّے سے دلچسپی لیں حالانکہ "خوشوقت چلیپائی اردو معمّے" محض تجارتی اردو معمّے نہیں ہیں جن کے حل کرنے میں معقول دلچسپی نہ ہوتی ہو۔ یا دماغ سے کام لینے کی ضرورت نہ ہوتی ہو۔ اب تک جتنی بھی رائیں ان معمّوں کے متعلق وصول ہوئی ہیں ان میں دو تین کے علاوہ سب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ "خوشوقت معمّے" اردو زبان کے بہترین اردو معمّے ہیں۔ اور ایسے اعلیٰ معیار کے دو معمّوں کو ابھی تک بے قاعدہ چلانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

خوشوقت معمّوں کے چلانے میں پوری ایمانداری سے کام لیا جا رہا ہے انعام حاصل کرنے والوں کے نام فرضی نہیں شائع کئے جاتے۔ محض دھوکا دینے کے لئے بڑے بڑے انعامات کا اعلان نہیں کیا جاتا۔ معمّا بالکل کامن سنس یعنی عام سمجھ کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے۔ معمّے کا حل سربمہر اور بالکل محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور سربمہر حل کی تشریحات۔ نتائج کے ساتھ ہی شائع کر دی جاتی ہیں۔ اور ان تشریحات کو بغور پڑھنے کے بعد ۹۹ فیصدی حل کرنے والوں کا اطمینان ہو جاتا ہے۔

لیکن ان تمام احتیاطوں اور ایمانداریوں کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ معمّا نمبر۳ کے چار ہزار فارموں کی اشاعت سے صرف -/6/36 روپے کی آمدنی ہوئی ہے اور سینکڑوں روپے کی اس زیر باری کے علاوہ جو معمّوں کی اشاعت کی وجہ سے خوشوقت کو ہو رہی ہے انعامات کے تقسیم کرنے میں بھی اس مرتبہ تھوڑی سی رقم ایڈیٹر خوشوقت کو اپنی جیب سے دینی پڑی ہے۔ کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ اردو کے ملک کی مشترکہ زبان ہونے کا دعویٰ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کی تائید حامیان اردو کے عمل سے نہیں ہوتی اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم لوگ عیاریوں اور بے ایمانیوں کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ اگر کوئی مفید سے مفید کام بھی سیدھے سادے کاروباری طریقہ پر شروع کیا جائے تو اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

بہر صورت میں ابھی مایوس نہیں ہوا ہوں اور جب تک بھی مجھ سے ممکن ہو سکیگا میں ہر طرح کے نقصانات برداشت کر کے خوشوقت اور خوشوقت معمّوں کو ایمانداری سے چلانے کی کوشش کرتا رہونگا۔ اسلئے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ خوشوقت چلیپائی معمّوں کے تفریحی ذریعے سے اردو جسقدر ملک میں پھیل سکتی ہے اتنی کسی اور ذریعے سے نہیں پھیل سکتی۔

اگر بہی خواہان اردو صرف اتنی عنایت کریں کہ زیادہ سے زیادہ رقم جیتنے کے لیے بڑے انعامات کی کشش سے قطع نظر کر کے صرف خدمت اردو کے جذبہ کے ماتحت خوشوقت چلیپائی اردو معمّوں کو باقاعدہ حل کرتے رہیں تو غالباً چھ مہینے کے بعد ان معمّوں کے حل کرنے والوں کو بھی دو تین سو روپے کے انعامات ملنے لگیں گے۔

خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر۴۔ نمبر۳ سے بھی آسان ہے۔ اور اس پر بھی چار غلطیوں تک انعام ہے۔ اس لئے کوشش کیجیے کہ اس معمّے کے حل کم از کم دو سو اشخاص کی طرف سے ضرور آئیں۔ جتنے زیادہ حل وصول ہوں گے اُتنا ہی زیادہ انعام ملیگا۔

ضروری اعلان

جن صاحبان کو خوشوقت معمّا نمبر۳ میں انعامات ملے ہیں ان میں سے جو صاحب معمّا نمبر۴ کے حل بھیجنے والے ہوں وہ معمّا کی فیس اپنے داخلہ کرنے والے انعامات میں مجرا کر سکتے ہیں۔

خوشوقت پندرہ روزہ

جلد ۱ | دہلی شائع شدہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء | نمبر ۸

البانیہ کی بھیڑ اطالوی بھیڑیئے کے پیٹ میں

ترکی کی آزادی خطرہ میں

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ہر ہٹلر کے شاگرد رشید سینور مسولینی نے بھی اپنے اُستاد کال کے نقش قدم پہ چلکر ریاستہائے بلقان میں سے ایک ریاست البانیہ پر قبضہ کرلیا اور البانیہ کے آزاد ملک کے گلے میں اٹلی کی غلامی کا طوق ڈال دیا۔ صرف اس قصور پر کہ البانیہ بھیڑ تھا اور اٹلی بھیڑیا۔ البانیہ کمزور اور بے یار و مددگار تھا اور اٹلی طاقتور۔ اور اس قصور پر کہ جن سلطنتوں کو جرمنی اور اٹلی کے کتوں کا لقموں سے مُنہ بند کرنا تھا۔ ان کے لئے زیکوسلواکیا کی طرح البانیا کو بھی صدقے کا بکرا بنا دینا آسان تھا۔

جن مشتبہ حالات میں اٹلی نے البانیا پر قبضہ کیا ہے اور جس کمزور طریقہ سے اٹلی کی اس زبردستی اور زیادتی کے خلاف برطانیہ اور فرانس میں اظہار ناراضی کیا گیا ہے اُس سے یہ مترشح ہو رہا ہے کہ اٹلی کی اس ستمگاری کے پردہ میں کسی معشوق کا بھی ہاتھ ہے۔ اور وہ معشوق سوائے برطانیہ اور فرانس کے اور کون ہو سکتا ہے۔

البانیا پر چڑھائی کرنے سے قبل اٹلی میں جو فوجی تیاریاں اس مقصد کے لئے کھلم کھلا ہو رہی تھیں ان کا برطانیہ اور فرانس کو بخوبی علم تھا۔ مگر مسٹر چیمبرلین کی سیاسی نظر اٹلی کی ان فوجی تیاریوں کے مقصد تک نہیں پہنچ سکی اور انھوں نے پارلیمنٹ میں اٹلی کے فوجی اجتماعوں کے مقصد سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس سے صرف دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں۔ یا تو مسٹر چیمبرلین ایسے نا قابل وزیر ہیں جن کو اپنے مخالفین کے عظیم الشان فوجی اجتماعوں کے مقصد کا بھی علم نہیں ہو سکتا یا یہ کہ مسٹر چیمبرلین کو علم تو سب کچھ تھا مگر وہ دنیا کو دھوکے میں رکھنے کے لئے اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہے تھے تاکہ کوئی ان کو یہ الزام نہ دے سکے کہ انھوں نے اٹلی کو البانیا پر چڑھائی کرنے سے نہیں روکا۔ یہ دوسرا نتیجہ پہلے نتیجہ سے زیادہ قرین قیاس ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو یہ بھی صحیح ہے کہ اٹلی نے البانیہ پر قبضہ کسی کی آنکھ کے اشارہ سے کیا ہے۔

بہرصورت البانیہ پر اٹلی کے قبضہ کر لینے سے ریاست ہائے بلقان کے لئے سخت خطرات پیدا ہو گئے ہیں اور کچھ عجب نہیں اگر عنقریب ہی کوئی اور بلقانی ریاست جرمنی یا اٹلی کی ہوس ملک گیری کا شکار ہو جائے۔

ترکی کی آزادی بھی ان خودسرانہ حالات سے سخت خطرہ میں پڑ گئی ہے اور ترکی کے لئے اب یورپ کی بین الاقوامی سیاست سے اتنا بے تعلق رہنا ناممکن ہو گیا ہے جتنا کہ کمال اتاترک کے زمانہ میں ممکن تھا۔ ترکی مدبرین کو اب تمام اندرونی اور بیرونی حالات پر غور کرنے کے بعد اور گزشتہ جنگ عظیم کے تلخ تجربوں کو سامنے رکھکر جلد سے جلد یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا اُن کے لئے جرمنی اور اٹلی کی دوستی زیادہ مفید ہے یا برطانیہ اور فرانس کی۔

البانیہ میں نصف کے قریب آبادی مسلمانوں کی ہے۔ البانیا کے بادشاہ بھی جو اٹلی کی فوجی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے اپنے بال بچوں کے ساتھ البانیہ کو چھوڑ کر یونان یا کسی اور ملک میں چلے گئے ہیں ایک مسلمان ترک تھے جن کا نام احمد زاغو ہے۔

دنیا کے تمام مسلمان اٹلی کی اس زیادتی پر اُسے نفرین کر رہے ہیں کہ اس نے بلاوجہ البانیہ کو اس کی آزادی سے محروم کر دیا۔ لیکن یہ خبر ابھی تک کسی اسلامی ملک سے نہیں ملی کہ ترکی کی آزادی کے تحفظ کے لئے بھی مسلمانوں نے کسی تیاری کی ضرورت محسوس کی یا نہیں اور اس کی تیاری کس شکل میں اور کس طریقہ سے ہوگی۔

مسٹر چیمبرلین اور سٹیٹسمین

موقر روزنامہ انگریزی اخبار سٹیٹسمین البانیہ پر اٹلی کے قبضہ کر لینے سے متاثر ہو کر لکھتا ہے۔ "لندن میں نئی وزارت کا قائم ہونا ضروری ہے اور موجودہ وزیراعظم مسٹر چیمبرلین کو مستعفی ہو جانا چاہیئے"۔

سٹیٹسمین کو اتنے عرصہ کے بعد مسٹر چیمبرلین کے مستعفی ہونے کی ضرورت کا احساس ہوا۔ حالانکہ مسٹر چیمبرلین کو تین سال قبل مستعفی ہو جانا چاہیئے تھا ان کا ایمان کے دست راست لارڈ ہیلی فیکس کا گاندھی جی جیسے غیر متشدد لیڈروں کے ساتھ تو نباہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہٹلر اور مسولینی جیسے خوفناک اور موقع شناس لیڈروں پر ان کی خود غرضانہ صلح پسند پالیسیوں کا بالکل وہی اثر پڑ رہا ہے جو ایسی پالیسیوں کا پڑا کرتا ہے۔ اور پڑنا چاہیئے۔ ہر ہٹلر اور مسولینی کے حوصلے جسقدر مسٹر چیمبرلین اور لارڈ ہیلی فیکس نے بڑھا دیئے ہیں اتنے ان کی جنگی تیاریوں اور جنگ پسند طبیعتوں سے نہیں بڑھے ہیں۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہم کو معلوم ہے کہ انگلستان میں سٹیٹسمین کے مذکورہ مشورہ کو اب بھی قابل التفات نہیں سمجھا جائیگا اور مسٹر چیمبرلین کی پرامن لیڈری سے امن پسند برطانوی قوم محروم ہونا پسند نہیں کرے گی۔ اگر پارلیمنٹ میں مخالف پارٹی کا اثر غالب ہو جانے کی وجہ سے مسٹر چیمبرلین کو کرسی وزارت سے ہٹنا بھی پڑا تو ان کی جگہ جو بھی ہوگا وہ بھی برطانوی قوم کی موجودہ ذہنیت کی وجہ سے لیڈری کا کوئی ایسا نمونہ پیش نہیں کر سکے گا جس میں خود غرضیوں کو بالائے طاق رکھکر اور برطانوی امن کو خطرہ میں ڈال کر حق و انصاف کی حمایت کی جائے۔

مسٹر چیمبرلین اگر خالی امن پسند ہوتے تو وہ کم از کم اخلاقی حیثیت سے دُنیا میں اپنا نیک نام چھوڑ سکتے تھے۔ مگر ان کی امن پسندی تمام بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے نہیں بلکہ صرف اپنی قوم کو جنگ کی تباہ کاری سے بچانے کے لئے ہے اور یہی ذہنیت برطانوی قوم کے تقریباً ہر ہر فرد کی ہے۔ اس لئے ضرورت مسٹر چیمبرلین کے مستعفی ہونے کی اتنی نہیں ہے جتنی برطانوی قوم کی ذہنیت میں تبدیلی ہونے کی ہے۔

اگر برطانوی قوم کی موجودہ ذہنیت تبدیل نہ ہوئی تو کبھی نہ کبھی خود برطانیہ کو اس گڑھے میں گرنا پڑے گا جو اس کے علم یا اشارے سے دوسروں کے لئے کھودا جا رہا ہے۔

خوشوقت کا سیاسی مسلک

جو سیاسی اور قومی جماعتیں ملک میں زیادہ با اثر ہو جاتی ہیں بنا بر ملک میں سیاسی مسلکوں کی تقسیم بھی عام طور پر انہی جماعتوں کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ مثلاً آجکل کانگریس، ہندو مہا سبھا اور مسلم لیگ ملک کی بااثر سیاسی جماعتیں ہیں اس لئے جب کسی کا سیاسی مسلک زیر بحث آتا ہے تو اس کو یا تو کانگریسی کہا جاتا ہے یا مہا سبھائی یا مسلم لیگی۔ اور ایک جماعت کے طرفدار اپنی جماعت کے مخالف کو فوراً دوسری جماعت سے منسوب کر دیتے ہیں خواہ وہ مخالف اُس دوسری جماعت کا بھی کتنا ہی مخالف کیوں نہ ہو جس کی طرف اس کو زبردستی منسوب کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ایک کانگریسی مسلمان ہر اس مسلمان کو جو کانگریس کا مخالف ہے "مسلم لیگی" کہتا ہے خواہ وہ مخالف کانگریس مسلم لیگ کا حامی ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح ایک مسلم لیگی مسلمان ہر اس مسلمان کو جو مسلم لیگ کا مخالف ہے "کانگریسی" کہتا ہے خواہ وہ مخالف کانگریس کا حامی ہو یا نہ ہو۔

یہ ذہنیت زیادہ تر ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کی عقلوں پر جذبات غالب آئے ہوئے ہوتے ہیں اور جو اپنے جذبات کے خلاف کسی کی معقول سے معقول بات بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

اسی مصیبت میں آجکل غریب خوشوقت بھی مبتلا ہے جو مسلم لیگی اور کانگریسی نہ ہونے کے باوجود مسلم لیگ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کانگریسی ہو

اور کانگریس کی مخالفت کرنے کی وجہ سے مسلم لیگی۔ کانگریسی اس کو اس لئے پسند نہیں کرتے کہ وہ کانگریس کے خلاف لکھتا ہے اور مہاسبھائی کانگریس کا شدید ترین مخالف ہے۔ مسلم لیگی اس کو اس لئے گالیاں دیتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ اور خصوصاً مسلم لیگی ذہنیت کو مسلمانوں کے حق کی دوا نہیں سمجھتا خوشوقت کی اس غیر فرقہ دارانہ اور آزادانہ پالیسی کی وجہ کر مسلم لیگی بھی اس سے ناراض ہیں اور کانگریسی بھی، ہندو بھی ناخوش ہیں اور مسلمان بھی اگر اس دو دشمنوں کی دلچسپیاں خوشوقت میں۔ ہونی تو موجودہ فرقہ اور فرقہ وارانہ فضا میں شاید سو دو سو پڑھنے والے بھی خوشوقت کو نصیب نہ ہوتے۔

جب کوئی معزز معاصر خوشوقت پر رائے زنی کرنے کے سلسلہ میں خوشوقت کو کانگریسی اخبار لکھتا ہے یا جب کوئی مسلمان یا ہندو خوشوقت کی خریداری سے صرف اس لئے انکار کرتا ہے کہ خوشوقت کانگریسی یا مسلم لیگی اخبار ہے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ لوگ اپنی جماعت کی طرفداری یا محبت میں اس قدر غلو کیوں کرتے ہیں کہ اس جماعت کے ہر مخالف کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مخالفت ہمیشہ دشمنی ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سچی خیر خواہی اور خلوص کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔

شاہ غازی کی وفات

عراق کے نوجوان اور ہر دلعزیز شاہ غازی کی وفات جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ موٹر کے ٹکرانے سے واقع ہوئی نامعنی قریب کا نہ صرف ایک افسوسناک بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی ایک اہم واقعہ ہے جس سے عراق کی سیاسی گتھیوں میں اور زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اہل عراق کو جو شاہ غازی کے ساتھ محبت رکھتے تھے نہ معلوم کیوں یہ شبہ ہوا کہ شاہ غازی موٹر کے حادثہ سے نہیں بلکہ انگریزوں کی سازش سے ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے غم و غصہ سے بیتاب ہو کر برطانوی قونصل خانہ کو آگ لگادی اور برطانوی قونصل کو مار ڈالا۔ مگر قاتل اور مفسدوں کے سرغنہ گرفتار کر لئے گئے اور مارشل لا کا نفاذ ہو جانے سے امن قائم ہو گیا۔

شاہ غازی کے جانشین اُن کے صاحبزادے شاہ فیصل ہوئے ہیں جن کی عمر صرف تین سال کی ہے اور امیر عبداللہ اُن کے ایجنٹ (ولی) مقرر کئے گئے ہیں۔

اس چیز پر ابھی تک کسی ذریعہ سے روشنی نہیں پڑی کہ اہل عراق کو شاہ غازی کے قتل کا انگریزوں پر شبہ کیوں ہوا جبکہ شاہ مرحوم کی ہلاکت صریحاً موٹر کے حادثہ سے ہوئی تھی اور پانچ ڈاکٹروں نے بھی اس کی تصدیق کر دی تھی کہ وفات کا سبب موٹر کا حادثہ ہے۔

کیا اہل عراق کا یہ خیال ہے کہ انگریز شاہ غازی کے دشمن تھے اور عراق کا حکمران ایک نابالغ بچے کو بنانا چاہتے تھے۔

انگریزوں کو اگر زندہ رہنا ہے تو ان کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں ان کے خلاف اس قدر بدگمانیاں کیوں ہیں۔

راجکوٹ کا فیصلہ

ریاست راجکوٹ میں جو جھگڑا گاندھی جی اور ٹھاکر صاحب کے درمیان چل رہا تھا اور جس کی وجہ سے گاندھی جی کو مرن برت رکھنے کی ضرورت پڑی تھی اور جس کے تصفیہ کے لئے ہز ایکسلنسی لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند نے بیچ میں پڑ کر ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت فیڈرل کورٹ کے سب سے بڑے جج سر ماریس گوائر کو واحد پنچ مقرر کرایا تھا۔ اس کا فیصلہ جج صاحب موصوف نے سنا دیا۔ یہ فیصلہ زیادہ تر گاندھی جی کے حق میں ہے اور گاندھی جی آجکل راجکوٹ میں ٹھاکر صاحب سے اس فیصلہ پر عملدرآمد کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

گاندھی جی نے راجکوٹ کے جھگڑے کے سلسلہ میں اپنے مرن برت رکھنے کے جواز میں سب سے بڑی وجہ یہ پیش کی تھی کہ ٹھاکر صاحب راجکوٹ گاندھی جی کو اپنے بیٹے کی طرح عزیز تھے اور اس لئے گاندھی جی کو ان کی عہد شکنی سے سخت تکلیف پہنچی تھی۔

اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ گاندھی جی کو مرن برت کے ذریعہ سے ٹھاکر صاحب راجکوٹ کے دل پر اثر ڈالنا یعنی اُن کے دل میں نیکی اور خوش معاملگی کا وہ جذبہ پیدا کرنا مقصود تھا جس کی وجہ سے ٹھاکر صاحب بغیر کسی مادی دباؤ کے اپنی خوشی سے عہد کی پابندی کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ مگر غالباً راجکوٹی مرن برت سے گاندھی جی کو اپنے اس اخلاقی مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ یعنی وہ ٹھاکر صاحب راجکوٹ کا دل نہیں بدل سکے۔ البتہ وائسرائے کے ذریعہ سے ان کو اس پر مجبور ضرور کر سکے کہ وہ گاندھی جی کا کہنا مان لیں۔

بہرصورت گاندھی جی اپنی اس تاریخی کامیابی پر قابل مبارکباد ہیں۔ اُمید ہے کہ راجکوٹ کے خواہ مخواہ طول لئے ہوئے جھگڑے سے فارغ ہو کر گاندھی جی اب اُن اہم ملکی معاملات کی طرف بھی پوری توجہ مبذول کریں گے جن پر ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی خوشگواری اور ملک کی آئندہ بہبود کا انحصار ہے۔

چار دشمن یا پانچ

کہتے ہیں کہ آجکل کے "ظفر الملت والدین حضرت مولانا" ظفر علی خاں نے مسلم لیگ کے جلسہ منعقدہ دہلی میں یہ بھی فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے چار دشمن ہیں۔ ایک برطانوی حکومت۔ دوسرے ہندو مہاسبھا۔ تیسرے کانگریس۔ چوتھے وہ مسلمان جو مسلم لیگ کے خلاف ہیں۔

"ظفر الملت مولانا" کو خوب معلوم ہے کہ مسلمانوں کا ایک پانچواں اور سب سے زیادہ خطرناک دشمن اور بھی ہے جو مسلمانوں ہی کی آستین میں چھپا ہوا ہے اور جو مسلمانوں کی جذبات پرستی اور کورانہ تقلید کی جڑوں کو مضبوط کر کے اپنا اُلو سیدھا کر رہا ہے۔

جس وقت "مولانا ظفر الملت" سونے کے لئے لیٹتے ہوں گے اور ان کو اپنے وہ کارنامے یاد آتے ہوں گے جو مسلمانوں کی خدمت کے نام سے انہوں نے انجام دیے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ سب سے خطرناک پانچویں دشمن کی تصویر بھی ان کی بصیرت کے آئینہ میں نظر نہ آتی ہو۔

افسوس مسلمانوں کی عقلوں پر کیسے پتھر پڑے ہیں کہ ان کے لیڈر حقائق کو چھپانے کے لئے ان کی آنکھوں پر پٹی پر پٹی باندھتے چلے جاتے ہیں اور مسلمان جذبات کی رو میں ایسے بہہ رہے ہیں کہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں یا بند۔

— [illegible] سب سے بڑا خطرناک دشمن اور [illegible] وہ لیڈر ہیں ذرا [illegible] مسلم [illegible] جن کی ساری عمر مسلمانوں کو لوٹنے کھسوٹنے اور ان کو بے وقوف بنانے میں گزری ہے اور جو صرف اپنی لیڈری کی سلامتی اور اپنے ملت کے ٹھکانے کی خیر منانے کے لئے قوم کو ان راستوں پر نہیں چلانے دیتے جن پر چلنے سے مسلمانوں میں خود سوچنے سمجھنے اور اپنی عقل سے کام لینے کی صلاحیت پیدا ہو اور وہ اپنے لیڈروں کی اصلی صورتیں اپنے عقل کے آئینہ میں دیکھ سکیں۔

کاش مسلمان ناراض ہونے کی بجائے ہماری اس تحریر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور جو لیڈران آج ان کو ان کے جذبات کی رو میں تیزی سے بہائے لئے جا رہے ہیں اور جن کی ظاہری عظمت اور تقدس نے ان کے دماغ اور حافظہ کو بالکل معطل کر رکھا ہے کبھی ان کے گذشتہ کارناموں پر بھی ایک نظر ڈال لیا کریں۔

لالہ ہردیال کی وفات

لالہ ہردیال ایم۔ اے جن کی ۴ مارچ کو امریکہ میں وفات ہوئی ہے اور جس کی مصدقہ خبر لالہ جی کے وطن ہندوستان میں تقریباً ایک مہینہ کے بعد پہنچی ہندوستان کے اُن مایہ ناز فرزندوں میں سے تھے جن کو قدرت کی طرف سے غیر معمولی دل و دماغ اور بعض ایسی عجیب قابلیتیں عطا ہوئی تھیں جو عام طور پر بہت کم انسانوں میں ہوتی ہیں۔ لالہ ہردیال زبردست عالم فاضل ہونے کے علاوہ بڑے پکے محب وطن اور محب قوم بھی تھے۔ اور اپنے باغیانہ رجحانات کی وجہ سے عرصہ سے جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ اگرچہ سخت مہاسبھائی ذہنیت کے ہندو تھے اور انگریزوں کی طرح مسلمانوں کے خلاف بھی معاندانہ جذبات رکھتے تھے۔ لیکن ان کے دل میں جو جذبات بھی مسلمانوں کے خلاف تھے وہ انھیں برابر ظاہر کرتے رہتے تھے اور آجکل کے بہت سے مہاسبھائی کانگریسیوں کی طرح دل میں چھپا کر نہیں رکھتے تھے اسلئے مسلمان بھی قدرتی طور پر ان کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ لیکن ہمارے نزدیک لالہ ہردیال کی دشمنی مسلمانوں کے لئے بہت سے دوستوں کی دوستی سے زیادہ مفید تھی۔ اس لئے ہمکو لالہ ہردیال کی وفات پر دلی افسوس ہے اور ہم ان کی وفات کو واقعی ایک بڑا قومی اور ملکی نقصان سمجھتے ہیں۔ اور ان کے پسماندگان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

سبھاش بابو کا خط

اخباروں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ سبھاش بابو نے گاندھی جی کو کوئی بدتمیزی کا خط لکھا ہے جس میں گاندھی جی کی نہایت سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان چھپا ہے کہ انھوں نے یہ خط دیکھا ہے اور اس میں کوئی بدتمیزی کی بات نہیں ہے۔

بہت ممکن ہے کہ سبھاش بابو نے اپنے خط میں وہی باتیں لکھی ہوں جو اب ملک کے ایک بڑے طبقہ میں سبھاش بابو کی صدارت اور تریپوری کانگریس میں پنڈت پنت کے ریزولیوشن کے متعلق کہی جا رہی ہیں اور وہ باتیں گاندھی جی کو ناگوار گزری ہوں اور گاندھی پرستوں نے انکو گاندھی جی کی توہین سے تعبیر کیا ہو اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ بڑی سے بڑی شخصیت پر بھی نکتہ چینی کرتے رہنا چاہئے تاکہ وہ اپنے آپ کو نکتہ چینی سے بالاتر نہ سمجھنے لگے اور اس کے کاموں کی قدر کی بجائے اس کی پرستش نہ ہونے لگے۔

مسلم لیگ کا جلسہ

کانگریسی ہفتہ کے بعد مسلم لیگی مسلمانوں کا جلسہ بھی دہلی میں ہونا ضروری تھا چنانچہ ہوا۔ اور اسی جگہ ہوا جہاں کانگریسی ہندوؤں کا جلسہ ہوا تھا۔ مگر مسلم لیگی جلسہ کانگریسی جلسہ سے بہت بڑھ گیا۔ پنڈال نہایت عظیم الشان بنایا گیا۔ انتظامات بہت معقول کئے گئے۔ بیرونی نمائندوں اور مقامی مسلمانوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جوش و خروش کا پورا مظاہرہ ہوا۔ مقررین کی تقریریں ہوئیں۔ متعدد تجویزیں پاس کی گئیں مگر ان تمام ظاہری و معنوی کامیابیوں کے باوجود جلسہ کی ساری رونق میں ہمکو کہیں نہ کہیں گزشتہ ماہ کے جلسہ کی قربانیاں کرنے کے بیان نہیں۔ ان کیلئے مسلم لیگی لیڈروں کی زبانی کا پروگرام کیا تیار کیا۔

کاش اس جلسہ میں شریک ہونے والے کوئی "حامی دین متین اور عامل شرع متین" کلام اللہ کی اس آیت کی بھی تفسیر فرما دیتے لم تقولون ما لا تفعلون۔

گاندھی جی اور آئندہ جنگ

امریکن پریس کے ایک نامہ نگار نے گاندھی جی سے دریافت کیا تھا کہ اگر برطانیہ کو کسی یورپین جنگ میں شریک ہونا پڑا تو گاندھی جی کانگریس کو کیا مشورہ دینگے۔

گاندھی جی نے نامہ نگار سے کہا کہ اس سوال کا جواب بہت مشکل ہے کانگریس گزشتہ اجلاسوں میں صاف طور پر اسکا اظہار کر چکی ہے کہ ہندوستان کسی ملوکیت پرستی کی جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا اور ملوکی جمہوریتیں کیسی ہی موجود خطرہ جنگ کی ذمہ داری میں بھی مطلق العنان حکمرانوں کی حکومتیں ہیں اس سے قدرتی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جنگ ہونے کی صورت میں ہندوستان غیر جانبدار رہیگا۔

ڈاکٹر رام منوہر لوہیہ نے اس سلسلہ میں ایک بیان شائع کرکے گاندھی جی سے یہ معلوم کرنا چاہا ہے کہ ان کو نامہ نگار کے سوال کا جواب دینا مشکل کیوں معلوم ہوا کیا کوئی ایسی بات ہوئی ہے جس سے کانگریس کی پالیسی میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہو؟

معلوم نہیں گاندھی جی ڈاکٹر لوہیہ کو کیا جواب دینگے۔ ہمارا جواب گاندھی جی کی طرف سے یہ ہے کہ گاندھی جی ذاتی طور پر ہندوستانیوں کے آئندہ جنگ میں شریک ہونے کے مخالف نہیں ہیں مگر چونکہ کانگریس کے پچھلے اجلاسوں میں کانگریس کی مذکورہ پالیسی کو بالکل واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے اس لئے گاندھی جی اس کے خلاف مشورہ نہیں دے سکتے اور اسی لئے انکو امریکن نامہ نگار کا جواب دینے میں مشکل محسوس ہوئی۔

اگر گاندھی جی در پردہ نہیں بلکہ علانیہ ڈکٹیٹر ہوتے تو انکو یہ دقت پیش نہ آتی۔

جواہر لال جی اور آئندہ جنگ

جیسا سوال امریکن نامہ نگار نے گاندھی جی سے کیا تھا ویسے ہی ایک سوال کے جواب میں پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا تھا "اسکا فیصلہ کہ ہم جنگ میں شریک ہوں یا نہ ہوں ہم خود کرینگے نہ کہ برطانوی گورنمنٹ اور ہمارا فیصلہ مسئلہ پر مبنی نہیں بلکہ برطانوی گورنمنٹ کی اس کارگزاری پر منحصر ہوگا جس سے ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں"

جواہر لال جی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کو اگر آزادی مل جائے تو وہ برطانیہ کا ہر حال میں ساتھ دیگا خواہ برطانیہ حق پر ہو یا ناحق پر اور خواہ کسی جمہوریت کیلئے جنگ کر رہا ہو یا جمہوریت کے خلاف۔ جواہر لال جی کا یہ جواب کانگریس کی اس طے شدہ پالیسی کے بالکل خلاف ہے جسکا گاندھی جی نے اپنے جواب میں ذکر کیا ہے۔ گاندھی جی اور جواہر لال جی دونوں کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آزادی مل جانے پر ہندوستان کو برطانیہ کے ساتھ شریک جنگ ہونے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

گاندھی جی سیاسی طور پر نہایت مدبرانہ دانشمندی سے کام لیا کرتے ہیں اور جواہر لال جی اپنے جوش میں اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

حیدرآباد اور آریہ سماجی تحریک

یوں تو آریہ سماجی تحریک حیدرآباد میں عرصے سے قائم ہے اور آہستہ آہستہ مضبوطی کے ساتھ جڑ پکڑتی جا رہی ہے لیکن کانگریسی حکومتوں کے قیام کے ساتھ پچھلے ایک سال میں اس کی توقعات بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور اس نے وہ اقدامات شروع کر دیئے ہیں جو اخلاقی، سیاسی، اور مذہبی حیثیت سے ناقابل درگذر ہیں۔ گو بظاہر مذہبی حیثیت سے کانگریس کو اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن قومی و اخلاقی حیثیت سے وہ اس کی تقویت کا باعث ضرور ہے۔ اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ سی۔ پی کے اسپیکر اپنی حیثیت کے کانگریسی اس تحریک کی کھلی اعانت کر رہے ہیں۔ اور مسٹر ساورکر ایسے حضرات اس کو ہندو راشٹر کے قیام کا ذریعہ قرار دیکر اسکی تبلیغ و اعانت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اس تحریک کے سلسلہ میں سب سے بڑا ناجائز فائدہ اس خیال سے اٹھایا جا رہا ہے کہ وفاقی حکومت کی کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ریاستوں میں بھی ذمہ دارانہ حکومتیں قائم نہ ہو جائیں اور اس کی تائید کبھی کبھی برطانوی ارباب حل و عقد کے بیان سے ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ دور جمہوریت کا ہے اور اب وہی ریاست نیکنام رہ سکتی ہے جہاں ذمہ دار حکومت پائی جائے۔ لیکن پہلے تو ہمیں یہی سمجھنا ہے کہ ذمہ دار حکومت سے کیا مراد ہے اور یہ کہ اس کے حاصل کرنے کا کیا وہی مناسب طریقہ ہے جو حیدرآباد کے آریہ سماجیوں نے اختیار کیا ہے جبکہ فی الحقیقت آریہ سماجی جماعت آزادی نہیں بلکہ مذہبیت کی بنا پر شورش برپا کرنا چاہتی ہے۔

اصولی بات ہے کہ کسی ملک میں ترقی یا انقلاب کی خارجی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی یعنی جب تک خود اندرون ملک میں اسکا احساس پیدا نہ ہو کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر ہم آریہ سماجی تحریک کو جمہوریت ہی کی تحریک قرار دیں تو کیا یہ امر حیرت انگیز نہیں کہ خود حیدرآباد کی آریہ سماجی جماعت تو اس باب میں خاموش ہے اور آواز بلند ہوتی ہے تو شولاپور۔ ناگپور۔ پونا۔ اور دہلی سے۔

اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حیدرآباد کے ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کو تو فی الحقیقت کوئی شکایت نہیں ہے۔ لیکن برطانوی ہند کی متعصب جماعتیں یہ شورش صرف اس لئے برپا کرنا چاہتی ہیں کہ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست پر کیوں مسلمان خاندان حکمراں ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حیدرآباد میں ہندوؤں کی آبادی ۸۵ فیصدی ہے لیکن محض کسی محکوم جماعت کی اکثریت اسکو مستلزم نہیں کہ حاکم جماعت ضرور بڑی ہو۔

یہ کسی مسلمان کا کہنا نہیں بلکہ مسٹر پاپا راؤ اور سوامی کرشنانند ایسے ذمہ دار ہندوؤں کا بیان ہے کہ حیدرآباد کی بیچ قوموں کو (جنکی تعداد ۷۰ فیصدی ہے) جو مذہبی و اقتصادی آزادی حیدرآباد میں حاصل ہے نہ برطانوی ہند میں نظر آتی ہے نہ کسی اور ریاست میں اور کیا ان شہادتوں کے ہوتے ہوئے یہ امر حیرتناک نہیں کہ وہاں کی آریہ سماجی جماعت جس کی آبادی ۵ فیصدی نہیں ہے یہاں کی حکومت کو بدترین حکومت قرار دیتی ہے گزشتہ دس بارہ سال کے اندر یہاں کی ۷۵ ہزار بیچ آریہ سماجی آبادی کو آریہ سماجی بنا لیا گیا

اس کا ثبوت نہیں کہ وہاں کی سب سے کم آبادی کو کس قدر زیادہ مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اس وقت حیدرآباد میں ...۴۰ مندر اور ...۵ مسجدیں ہیں اور سب کو برابر امداد ریاست سے ملتی ہے کیا اسکی مثال کسی ہندو ریاست یا خود برطانوی ہند میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اس وقت وہاں دس ہزار ہندو خاندان ایسے ہیں جنہیں پٹواری اور مٹیل نسلاً بعد نسل ہوتے چلے آ رہے ہیں اور مسلمان خاندان ایسے صرف ۴ ہزار ہیں۔ پھر اگر حکومت جابر و متعصب ہوتی تو کیا اس قدیم روایت کو مٹا دینا دشوار تھا اور کیا آج اتنے ہندو خاندان مٹیل رہ سکتے تھے۔ علاوہ اسکے حیدرآباد میں متعدد جاگیردار بکثرت پائے جاتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دکن کی حکومت میں آج کیا کبھی ہندوؤں کے ساتھ تعصب نہیں برتا گیا۔ جاگیر کا مسئلہ حیدرآباد میں بالکل شاہانہ مرضی پر موقوف ہے اور اس میں کسی کو بھی دخل دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آصف جاہی خاندان کے حکمراں نے ہندوؤں کے ساتھ مراعات روا رکھیں ورنہ موجودہ فرمانروا نے تو ہندوؤں کی متعدد ڈوبتی ہوئی جاگیروں کو ان کا قرضہ خود ریاست کی طرف سے ادا کرکے فنا ہونے سے بچا لیا۔ آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ریاست کی متعدد مسجدیں اور خانقاہیں ایسی ہیں جن کے متولی ہندو ہیں اور یہ حکومت دکن کی بے تعصبی اور وسیع النظری کا اتنا بڑا ثبوت ہے جسکی مثال کہیں اور مل ہی نہیں سکتی۔

ہندوؤں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہاں کی ملازمت میں ہندوؤں کی تعداد بہت کم پائی جاتی ہے یہ صحیح ہے لیکن اس کا سبب یہ نہیں کہ حکومت قصداً ایسا چاہتی ہے بلکہ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ دکن میں مسلمانوں کا داخلہ ہی اول ملازم پیشہ کی حیثیت سے ہوا تھا اور اب تک ان تمام خاندانوں میں نوکری ہی کا رواج چلا آتا ہے۔ ہندو چونکہ زیادہ تر کاشت اور صنعت و حرفت پر بسر کرتے تھے انہوں نے خود ہی ملازمت کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ انکو اس کی ضرورت تھی حکومت نے بھی ان کو نوکری سے باز نہیں رکھا چنانچہ اس وقت وہاں کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے جس کے امتحان مقابلہ میں شریک ہونے کی اجازت ہندو مسلمان دونوں کو یکساں طور پر حاصل نہ ہو۔

آریہ سماجیوں کی شکایت ہے کہ وہ مذہبی تبلیغ وہاں نہیں کر سکتے اسکی تردید اس واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ سرزمین دکن جہاں اب چند سال قبل ایک آریہ بھی نہ پایا جاتا تھا آج وہاں تقریباً ستر ہزار آریہ پائے جاتے ہیں حکومت نے کبھی نہ کسی کو آریہ ہونے سے باز رکھا اور نہ اسلام لانے کی ترغیب دی البتہ اس نے کسی مذہبی جماعت کو سیاسی ادارہ بننے کی اجازت نہیں دی اور یہی اصل شکایت آریہ سماجیوں کی ہے جسے وہ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتے۔

جیسا کہ ہم پہلے ظاہر کر چکے ہیں خود ریاست کے اندر رہنے والے ہندوؤں کو کبھی حکومت کی طرف سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ صرف بیرونی عناصر ہیں جو وہاں ہندو و مسلم سوال پیدا کرکے بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر حیدرآباد کے مسئلہ کو ہندوؤں نے آل انڈیا مسئلہ بنا کر پیش کیا تو مسلمانان ہند بھی اس کا جواب اسی اجتماع و اتحاد کے ساتھ دیں گے جو کسی ملک کی نوکردہ آبادی میں پایا جا سکتا ہے اگر آریہ سماجی ادارے ہندوستان میں ہندو راج کا خواب دیکھ رہے ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمان بھی یقیناً ان پر یہ حقیقت ثابت کئے بغیر نہ رہیں گے کہ

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

(نگار لکھنؤ)

مُکتی

از جناب عزت رحمانی

گوری شریف و دولت مند خاندان کی حسین اور نیک لڑکی تھی۔ اس کی شادی کمسنی میں ہو گئی تھی۔ اس کا شوہر پریش ایک غریب شخص تھا لیکن اس نے کچھ عرصہ کی ذاتی جد و جہد سے اپنے حالات بہتر بنا لئے اور خوشحال ہو گیا۔ پریش کے افلاس اور پریشانی کے زمانہ میں گوری کے والدین نے اس کو اپنے پاس رکھا کیونکہ ایک تو وہ ناز و نعم میں پلی ہوئی افلاس کی مصیبت برداشت نہ کر سکتی تھی اس کے علاوہ وہ کمسن بھی تھی۔ آخر پریش کی خوشحالی کا زمانہ آیا تو گوری بھی جوان ہو گئی تھی اور وہ اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی۔

ایک زمانہ تک الگ تھلگ رہنے کے سبب سے پریش گوری سے کچھ بے تعلق اور شبہ سار رہتا تھا۔ وہ ایک چھوٹے سے شہر میں وکیل عدالت تھا اور کوئی قریبی رشتہ دار اس کے پاس نہ تھا جس سے کچھ جی بہل سکتا۔ تمام خیالات کا مرکز صرف بیوی ہی تھی۔ اسی سبب سے وہ بیوی کی طرف سے کچھ بدگمان بھی رہنے لگا۔ وہ اکثر کچہری برخاست ہونے سے کچھ پہلے ہی مکان آ جاتا۔ شروع شروع گوری کو اچنبھا سا ہوا اور اس کے دل میں یہ بات کھٹکنے لگی کہ وہ یکایک کیوں جلدی کچہری سے واپس آ گیا۔ مگر اب یہ معمول ہی ہو گیا۔

بعض اوقات پریش نے اپنے نوکروں کو بغیر کسی خطا اور سبب کے موقوف کر دیا۔ یہاں تک کہ کوئی نوکر بھی زیادہ عرصہ تک اس کے پاس رہتا تھوڑے ہی دنوں میں جواب ملتا اور رخصت کر دیا جاتا۔ خصوصاً جب گوری کسی نوکر کی سفارش کرتی۔ اس کی خدمات کی تعریف کر کے اسکو رکھنا چاہتی تو وہ جلد سے جلد رخصت کر دیا جاتا۔ نیک طینت شریف گوری کو یہ بات بہت ہی ناگوار گذرتی۔ لیکن اس کی ناگواری سے اس کے شوہر کے اس برتاؤ میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ اور زیادہ عجیب ہوتا گیا۔

آخر پریش کی اس شکی طبیعت نے یہیں تک بس نہ کی بڑھتے بڑھتے گوری کی خادمہ سے خفیہ طور پر سوالات شروع کئے کہ اس طرح گوری کے بھید معلوم ہوتے رہیں اور یہ تمام چیزیں گوری کے کانوں تک برابر پہنچتی رہیں۔ گو وہ بہت نیک اور وفادار عورت تھی۔ لیکن اس نے اس مشتبہ خیالات سے اپنی توہین ہوتی ہوئی دیکھی۔ اس کی خودداری مجروح ہو گئی وہ غم و غصہ سے زخمی شیرنی کی طرح بپھر گئی۔ اس نامراد شک نے ان دونوں کے نازک رشتہ کو کاٹنا شروع کیا۔

پریش نے جب دیکھا کہ گوری اس کے حرکات و سکنات سے سب کچھ سمجھنے لگی ہے تو اب اس کو سامنے تہمت لگانے میں بھی کوئی جھجک نہ ہوئی اور اس برتاؤ سے چپ چاپ گوری کے دل میں خاموش نفرت بڑھتی گئی۔ ادھر پریش کے دل میں بدگمانی و حسد کی آگ بھڑکتی رہی۔

گوری شادی کی تمام مسرتوں سے محروم تھی۔ وہ شادی سے کوئی پھل نہ پا سکی۔ اس کی گود خالی تھی۔ آخر محروم و مایوس ہو کر اس نے پوجا پاٹ میں دل لگانا شروع کیا۔

اس نے "سوامی پرمانند" کو (جو ایک جوان مہاتما اور گرو تھے اور وہاں سے دور کسی مندر میں رہتے تھے) بلایا اور ان کو اپنا گرو بنا لیا۔ اور ان سے گیتا کی تعلیم حاصل کرنے لگی۔ اس کے تمام جذبات محبت و اخلاص جو ایک جنگ آزمودہ عورت کی طرح اس کے شریف دل میں تھے اور برباد ہو چکے تھے اب اپنے گرو کے قدموں میں نثار ہو کے گویا زندہ ہو گئے۔

پرمانند جی کے چال چلن کے متعلق کسی شخص کو ذرا بھی شک نہ تھا تمام لوگ انھیں پاکباز مہاتما سمجھتے اور ان کو گرو جان کر پوجتے۔

اس لئے چونکہ پریش کو ان کی ذات سے بدگمانی ظاہر کرنے اور ان پر کسی قسم کا شک کرنے کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ اس کا دل رشک و حسد سے کباب ہونے لگا۔ آخر ایک دن اس سے ضبط نہ ہو سکا اور دھڑا دھڑ گالیاں اس نے گوری کے سامنے پرمانند کو ایک دغاباز بہروپیا بنا کر پیش کیا اور کہا: "کیا تم قسم سے کہہ سکتی ہو کہ تم اس موذی کی محبت کے چنگل میں نہیں پھنسی ہو جو سادھو کے بھیس میں ہے۔"

اس پر گوری ایکدم اچھل پڑی۔ جیسے سانپ پاؤں سے کچل جاتا ہے وہ اس شک سے دیوانی سی ہو گئی اور چلا کر بولی۔ "اگر یہ سچ ہے تو تم کیا کرو گے؟" پریش کو اب کوئی جواب بن نہ پڑا۔ وہ چپ چاپ سیدھا کچہری چلا گیا اور جاتے جاتے باہر سے دروازہ کو مقفل کر گیا۔

گوری غم و غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جل رہی تھی اسی جوش میں کسی طرح اس نے بند دروازہ کھول لیا اور باہر نکل گئی۔

دوپہر کی خاموشی تھی اور تنہا کمرہ۔ پرمانند جی چپ چاپ بیٹھے مالا جپنے میں مدہوش تھے کہ یکایک گوری اندر پہنچ گئی۔ جیسے صاف شفاف آسمان پر بجلی کوند جائے۔

گرو جی نے اچنبھے سے کہا: "تم یہاں کیسے ــــ؟"

گوری نے دھیمی آواز سے کہا: "مہاتما گرو جی میری لاج رکھو میں اپنے گھر کی ذلیل زندگی نہیں سہہ سکتی۔ کرپا کرو۔ مہاتما مجھے اپنے چرنوں میں ٹھہرے رہنے دو۔"

مگر پرمانند نے گوری کو بڑے اصرار سے اسکے گھر پہنچا دیا۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کے پڑھنے کا سلسلہ جو گوری کے آجانے سے ٹوٹ گیا تھا کبھی جڑ سکا یا نہیں۔

پریش نے کچہری سے واپس آ کر جب دروازہ کھلا پایا تو سوال کیا "کون آیا تھا یہاں؟" گوری نے جواب دیا۔ "آیا تو کوئی نہیں میں اپنے گرو کے یہاں گئی تھی۔"

پریش نے لال پیلے ہو کر کہا۔ "کیوں ــــ؟"

اس نے جواب دیا "یونہی چلی گئی تھی۔"

اس دن سے پریش نے نہایت سختی سے اس پر پہرہ مقرر کر دیا اور اس جھگڑے نے یہاں تک طول کھینچا کہ سارے شہر میں بڑی طرح مشہور ہو گیا۔ اس جھگڑے کی شرمناک خبریں روزانہ پرمانند کے پاس پہنچتیں اور ان کی پوجا پاٹ میں ان ناگوار حالات سے خلل آتا۔ اس لئے انھوں نے ارادہ کیا کہ فوراً انھیں یہ مقام چھوڑ دینا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ اس مظلوم اور بے زبان عورت کے لئے بھی کچھ کیا جائے جس فکر و پریشانی میں سادھو جی نے یہ دن گزارے ہر کس و ناکس کو شکل سے اندازہ ہو سکتا تھا لیکن مصیبت زدہ گوری کو ایک خط انھیں لکھنا تھا۔

"میری بچی! اس میں شک نہیں کہ بہت سی استریوں نے ست کی بیویاں لے لیں دھرم کی سمت دنیا کو تیاگ دیا ہے ... ہے کہ اپنی دنیا کے جھگڑوں سے

نکلنے کا خیال کرو اور اپنی زندگی سے بہاتما کی یعنی ایشور کی اس کی پیاری مخلوق کو کرودھ سے چھڑ کر اس کی پوجا کے پُرمعنی مقصد کو حاصل کرو۔ مجھے امید ہے کہ تم اپنی مرضی ہو تو اپنے باغ کے قریب تال کے کنارے کل دو بجے دوپہر کو مجھ سے مل لو۔"

گوری نے خط پڑھ کر اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپا لیا۔ دوسرے دن دوپہر کو جب اپنا جوڑا کھول رہی تھی دیکھا تو خط غائب تھا۔ اس نے سوچا کہ ممکن ہے بستر پر گر پڑا ہو۔ اور وہاں سے اس کے شوہر نے اٹھا لیا ہو اس سے وہ گھبرا سی گئی پہلے تو اس کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا جس میں کچھ خوشی اور غم ملے جلے تھے۔ کیونکہ اس نے سوچا۔ پریش خط پڑھ کر غصہ ہوا ہوگا۔ مگر پھر فوراً اس خیال نے اُسے پریشان کر دیا۔ ایک ایسا متبرک خط جو صرف اُس کے سر پر ہی رکھا جانا چاہیے تھا ناپاک ہاتھوں میں آنے سے ناپاک ہوا ہوگا۔

گھبرائی ہوئی نہایت تیزی سے وہ اپنے شوہر کے کمرہ میں پہنچی ــــ وہ دانت چڑھائے ہوئے فرش پر پڑا تھا۔ آنکھیں پھری ہوئی تھیں اور منہ سے جھاگ جاری تھا۔

گوری نے بھنچی ہوئی مٹھی سے خط نکال لیا اور فوراً ڈاکٹر کو بلایا۔ ڈاکٹر نے دیکھ کر تشخیص کیا کہ سکتہ کی بیماری ہوئی۔ اور مریض اُس کے آنے سے قبل مر چکا۔

جس روز یہ حادثہ ہوا ہے پریش کسی ضرورت سے باہر جانے والا تھا اور پرمانند جی نے اس کی اطلاع پا کر گوری سے ملنے کیلئے وقت مقرر کیا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کس گہرائی میں تھا۔

تھوڑی دیر میں بیوہ گوری نے کھڑکی میں سے جھانک کر گرو جی کو دیکھا کہ تال کے کنارے چوروں کی طرح چھپے کھڑے ہیں۔ اس کی آنکھیں جھپک گئیں جیسے بجلی کے یکایک کوند جانے سے! اور اس کو نیا گرا سے صاف نظر آ گیا کہ وہ کس سطح پر تھا۔

گرو نے پکارا۔ "گوری"

گوری نے کہا۔ "میں آ رہی ہوں" وہ مکتی کے راستہ کیلئے لوٹ آئی جب پریش کے دوستوں کو اسکی موت کی خبر ہوئی اور اسکے کریا کرم کیلئے جمع ہوئے تو انھوں نے شوہر کے برابر گوری کی لاش پڑی پائی۔ اس نے زہر کھا لیا تھا۔ گوری نے شوہر کے ساتھ ستی ہو کر استری پن کی اعلیٰ وفاداری کا وہ نمونہ پیش کیا جس پر سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے اور جس کی مثال اس دنیا میں کمیاب ہے۔ (ترجمہ)

اسپین کا عظیم الشان کتبخانہ

مسلمانانِ اندلس کی آخری یادگار

از سید منظور حسین صاحب [illegible]

"اندلس" یا "اسپین" - ایک ایسا نام ہے جس کو زبان پر جاری کرنے کے بعد آج بھی مسلمانانِ عالم کے دل ہل جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اندلس ہی وہ مقام ہے جو یورپ کے برِ اعظم میں پورے سات صدیوں تک مسلمانوں کے تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنا رہا۔ قرطبہ اور غرناطہ کی عظیم الشان تعلیم گاہیں نہ صرف مسلمانوں ہی کے لئے مفید تھیں بلکہ یورپ کے مختلف ممالک کے تشنگانِ علم کھنچ کھنچ کر قرطبہ اور غرناطہ کے علمی چشموں پر پہنچتے اور سیراب ہو کر اپنے وطنوں کو واپس جاتے تھے۔ انہی اسلامی درسگاہوں سے نکل کر اہلِ مغرب نے اپنے ممالک میں علم و معرفت کے چراغ روشن کئے۔ اندلس نے اُس وقت بلا دِ نصاریٰ عالم کو اپنی علمی ضیا باریوں سے ۔ [illegible] کیا جبکہ موجودہ متمدن یورپ تہذیب و تمدن کے نام سے بھی نا آشنا تھا۔

لیکن افسوس کہ آج جزیرہ نمائے اندلس مسیحی بربریت کے وحشیانہ مظالم کے سبب مسلمانوں کی باقیات سے بالکل خالی ہے۔ آج ہم جس کتب خانہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ بھی اس زمانہ کا کتب خانہ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی ہر یادگار کو اندلس سے مٹا دینے کے بعد اتفاق وقت سے یہ پورا کتب خانہ ہاتھ لگ گیا تھا۔

اندلس یا اسپین کے دار السلطنت "میڈرڈ" سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک قلعہ سا ہے۔ جو خانقاہ "اسکوریال" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خانقاہ شاہ "فلپ دوم" نے تعمیر کی تھی۔ اس خانقاہ کے ایک حصہ میں یہ عظیم الشان کتب خانہ بھی محفوظ ہے اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کے تقریباً پینتالیس ہزار نسخے ہیں۔ اس کتب خانہ میں توریت اور انجیل کے وہ نسخے بھی موجود ہیں جن کو اس زمانہ کے مسیحی پادشاہ پڑھا کرتے تھے۔

اہلِ علم کے نزدیک یہ کتب خانہ بھی اپنی گوناگوں خصوصیات اور قدیم ترین مشرقی لٹریچر کا حامل ہونے کے سبب سے کسی طرح بھی لندن کے "برٹش میوزیم" پیرس کے "قومی کتب خانہ" برلن کے "کتب خانۂ مشرقی" اور قاہرہ کے "دار الآثار" سے کم نہیں۔

اندلس کے اسلامی عہد میں شاہی کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد مؤرخین یورپ اسی ہزار سے ایک لاکھ تک بتلاتے ہیں۔ لیکن آج اسپین میں جو کتابیں ہم کو نظر آ رہی ہیں ان میں ان اسی ہزار یا ایک لاکھ کتابوں میں کا کوئی ایک نسخہ بھی موجود نہیں۔ وہ پورا کتب خانہ جو غرناطہ میں قائم تھا اسپین کے مسیحی ظالموں کے ہاتھوں نذرِ آتش کر دیا گیا تھا۔

سنہ ۱۴۹۲ء میں جب غرناطہ کا آخری مسلمان فرمانروا ابو عبداللہ اسلامی سلطنتوں کی جانب سے بالکل مایوس ہو چکا اور اس کو کسی طرف سے امداد پہنچنے کی اُمید نہ رہی تو وہ اس امر پر مجبور ہو گیا کہ اپنا محبوب ملک "فرڈی ننڈ" کے حوالے کر دے۔

ابو عبداللہ نے اپنا تخت و تاج "فرڈی ننڈ" کے حوالے کر دیا۔ لیکن حقِ سلطنت سے دست بردار ہوتے وقت ان دونوں کے مابین ۶۷ شرائط قرار پائے جن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمانانِ اندلس کو مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ رہنے دیں۔ کتب خانوں اور خانقاہوں میں بھی آزادی دی جائیگی اور یہ تمام چیزیں انہی کی ملکیت تسلیم کی جائیں گی۔

لیکن افسوس مدعیانِ مذہبیت اور علمبردارانِ مسیحیت نے ان ۶۷ شرائط میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا۔ بلکہ ملک پر قبضہ پاتے ہی مسلمانوں کے تمام کتبخانے جلائے گئے۔ ان کی مسجدیں منہدم کی گئیں اور ان کی خانقاہیں ضبط کی گئیں۔ یہ کتب خانہ بھی دوسرے کتب خانوں کے ساتھ ساتھ جلا کر خاک کا ڈھیر کر دیا گیا۔

مشہور مؤرخ "ڈاکٹر ڈریپر" کا بیان ہے۔ "دُنیا میں شاید ہی کسی اسلامی گروہ نے انسانوں کے قتل۔ آبادیوں کی ویرانی۔ علم و مدنیت کی بربادی اور وحشت و بربریت کی شاعت میں ایسی مجنونانہ بیتابی دکھائی ہو گی جیسی کہ اسپین کے علمبردارانِ مسیحیت نے دکھائی۔ پچاس برس کے اندر نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ مدنیت کی تمام علامتوں اور نشانیوں سے پورا جزیرہ نمائے اندلس صاف کر دیا گیا۔"

غرناطہ کا کتبخانہ شاہی اتنا بڑا کتبخانہ تھا کہ سات روز تک اسکی کتابوں کے ڈھیر جلتے رہے۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اس کتبخانہ کے جلانے کا حکم "فرڈی ننڈ" نے "کارڈنل فرانسسکو زکمنس" کی رائے سے دیا تھا۔ یہ وہی "زکمنس" ہے جس نے اسپین کی پہلی یونیورسٹی قائم کی۔ فرانسس اول نے اس کی علم دوستی کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی۔ "ہمارے زکمنس نے وہ کام کیا جو فرانس میں پندرہ بادشاہوں کی پوری ایک صف کر سکی ہے۔"

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ "زکمنس" مذہبی حلقہ کا آدمی تھا۔ اور مذہبی حلقہ ہی سے ترقی کر کے نائب السلطنت کے عہدہ تک پہنچا۔ اس اسپینی یونیورسٹی کے بانی مسیحیت کے مقدس پادری اور بڑے علم دوست انسان نے غرناطہ کے شاہی کتبخانہ کو جلا کر خاک کا ڈھیر کر دیا۔ کیونکہ بقول اُس کے "اس کتب خانہ کی کتابوں کی تعلیم بائبل کی تعلیم سے نہیں ملتی تھی۔"

ایسی حالت میں اسپین کے اندر مسلمانوں کی کسی یادگار کا باقی رہ جانا کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ آج بھی ہم جس کتبخانہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ عہدِ اسلامی کی باقیات میں سے نہیں ہے بلکہ سولہویں صدی سے یہ کتابیں اس خانقاہ میں محفوظ ہیں۔

سولہویں صدی کے آخر میں اسپین کے دو جہاز بحرِ متوسط میں مشغولِ جنگ تھے۔ اس جنگ کے دوران میں ان جہازوں نے کتابوں سے بھرے ہوئے تین جہاز گرفتار کئے۔ جو "مولائی زیدان" صاحب مراکش کے جہاز تھے اور "مولائی زیدان" کے لئے کتابوں کا ذخیرہ لئے جا رہے تھے۔ اور غالباً یہ کتابیں مصر و شام سے جمع کی گئی تھیں۔

یہ جہاز گرفتار ہو کر اندلس پہنچے۔ اس وقت اندلس کے تعصب کی پہلی سی حالت نہیں رہی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اسپین میں عہدِ اسلامی کے اُن آثار کی تلاش ہو رہی تھی جن میں سے مسیحی بربریت نے ایک چیز کو بھی باقی نہ چھوڑا تھا اس لئے جب یہ جہاز اسپین پہنچے تو ان کی کتابوں کا ذخیرہ نذرِ آتش ہونے سے محفوظ رہا۔ بلکہ یہ تمام کتابیں خانقاہ اسکوریل میں محفوظ کر دی گئیں اور آجکل جو اسکوریال میں عظیم الشان کتب خانہ نظر آتا ہے یہ انہی کتابوں کا ایک حصہ

پروفیسر "ہارٹوگ ڈرنبرگ" نے کتب خانہ اسکوریال کے متعلق ایک بسیط کتاب لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "یہ ذخیرہ اگرچہ اندلس کا ذخیرہ نہ تھا لیکن پھر بھی اگر یہ سب کتابیں باقی رہ جاتیں تو یہ کتب خانہ عربی علوم کے نوادر کا ایک نہایت بیش بہا سرمایہ ہوتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نکالے جانے کے بعد اسپین کی قسمت میں ہمیشہ کے لئے ہی علم و تہذیب کی بربادی آ گئی تھی۔ چنانچہ جب مذہبی جنون نے کتابوں کا جلانا ضروری نہ سمجھا تو حوادثِ ایام نے یہی عمل شروع کر دیا۔ اس ذخیرہ کے اسکوریال میں رکھنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یکایک وہاں پر آگ لگ گئی جس سے کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ جل کر ختم ہو گیا۔ اس آتش زدگی سے جو کچھ بچ سکا ہے وہ آج ہمیں اس کتب خانہ میں نظر آ رہا ہے۔"

مسلمانوں کی علم دوستی

کتب خانہ مسلمانوں کی علم دوستی اور بے تعصبی کا بہترین نمونہ ہے اس کے پہلے حصہ میں عہدِ اسلامی سے قبل کا تمام ذخیرۂ کتب آج تک موجود ہے اور اس بات کا ببانگِ دہل اعلان کر رہا ہے کہ مسلمانوں نے اسپین فتح کرنے کے بعد اُس تمام ذخیرۂ کتب و آثار کو محفوظ رکھا ہے جو انہیں دستیاب ہو سکا اور سات سو برس تک مسلسل اس ذخیرہ کی پوری طرح حفاظت کرتے رہے اس میں مسیحیوں اور مسلمانوں میں بہت سی صلیبی جنگیں ہوئیں لیکن مسلمانوں کو تعصب نے مجنون نہ بنایا اور وہ اس امانتِ علمی کی برابر حفاظت کرتے رہے اور کسی قسم کی خیانت کے بغیر سات سو برس کے بعد اس کو ویسی ہی محفوظ حالت میں چھوڑ کر چلے آئے۔

لیکن اس کتب خانہ کا دوسرا حصہ جس میں مسلمانوں کے نوادر ہیں پکار کر کہہ رہا ہے کہ مسیحی خائنوں نے عہد نامے تحریر کرنے کے باوجود اس امانت میں خیانت کی جو مسلمانوں نے ان کے سپرد کی تھی۔ اور اندلس کے اسلامی عہد کی کسی ایک یادگار کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ بلکہ انتہائی وحشت و بربریت اور جنون کے ساتھ تمام اسلامی یادگاروں اور علمی خزانوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ آج اس کتبخانہ میں کسقدر اسلامی یادگاریں ہیں۔ جسقدر عربی کتابیں ہیں اور جسقدر علمی نوادر ہیں ان میں سے کوئی ایک چیز بھی اندلس کی نہیں بلکہ یہ پورا کتب خانہ مراکش کی ملکیت ہے۔

اگر اسپین کے اندر اسلامی اور مسیحی حکمرانوں کے عہدِ حکومت کا موازنہ کرنا ہو اور متمدن مسلمانوں اور مسیحیوں کی ذہنیتوں کا مقابلہ کرنا ہو تو صرف ایک خانقاہ اسکوریال کا معائنہ کافی ہو گا۔ اس کا مشرقی حصہ مسلمانوں کی دیانتداری۔ علم دوستی۔ نرم دلی اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ رحم و کرم کے برتاؤ کو ظاہر کریگا۔ اور اس کا مغربی حصہ مسیحی فاتحوں کے ظلم۔ تنگ نظری۔ تعصب۔ وحشت اور جنون کا اعلان کرتا ہو گا۔

جاپان کی نہیں سوئزرلینڈ کی بنی ہوئی

ہاتھ کی سنہری گھڑی نہایت خوبصورت اور فیشنیبل جو دیکھنے میں پچاس روپے کی گھڑی معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر احتیاط سے رکھی جائے تو کافی عرصہ تک کام دیسکتی ہے۔ قیمت صرف ساڑھے تین روپے (۳/۸) محصول آٹھ آنے۔ چار روپے پیشگی وصول ہونے پر بھیجی جائیگی۔ پتۂ ذیل سے طلب فرمائیے۔

شبلی ٹریڈنگ ایجنسی۔ شاہدرہ (دہلی)

انگلستان کی تاج و تخت کا نیا دعویدار

شہنشاہ برطانیہ کو تاج و تخت سے دستبردار ہونے کا نوٹس

دُنیا میں ایسا کون شخص ہوگا جس نے بادشاہت کا خواب دیکھنے کی دُھن میں اچھی خاصی نوکری کو لات ماردی ہو لیکن لندن کے علاقہ لنسبری میں پچ پچ ایک ایسا شخص زندہ ہے جو آج سے چند سال قبل تک پولیس انسپکٹر کے عہدہ پر فائز تھا۔ وہ جرائم کی سُراغ رسانی اور ٹریفک کنٹرول کے موضوع پر متعدد اہم کتابیں بھی تصنیف کرچکا ہے۔ ان کتابوں کی تصنیف کے سلسلہ میں ہی اس نے اپنا دل اپنے خاندان کے متعلق بھی کچھ تحقیقات سے کام لیا تو کسی نہ کسی طرح اس کو یہ جنون ہوگیا کہ وہ انگلستان کے ٹوڈر نسل کے بادشاہوں کی نسل سے ہے اور صحیح معنوں میں انگلستان کے تاج و تخت کا وارث ہے۔ اس شخص کا نام انتھونی ہال ہے۔ اس کے اس خلل دماغی کی بدولت آج دُور دُور اسے شاہ انتھونی کے معزز خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب انتھونی شروپ شائر کی پولیس میں انسپکٹر تھا تو اس کے افسران بالا اس کے کام سے نہایت خوش تھے اور اس کی خدمات کی قدر کرتے تھے۔ یہ شخص "ہال" خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس خاندان کے افراد میں یہ روایت آج تک چلی آتی ہے کہ وہ ٹوڈر نسل سے جس کے افراد نے زمانۂ قدیم میں عرصۂ دراز تک انگلستان پر حکومت کی ہے تعلق رکھتے ہیں۔

حال ہی میں ایف۔ اے ہیومونٹ نامی مشہور انگریز جرنلسٹ نے اس شخص سے ملاقات کی اور اس کے خاندانی حالات دریافت کئے تو اس نے بتایا کہ میں نے اس امر کی تحقیق کرلی ہے کہ ۱۵۱۹ء میں ہنری ہشتم کی ملکہ اپنی بونس کے بطن سے ایک فرزند ہوا تھا جس کا نام جوہن تھا اس لڑکے کی پیدائش کے بعد بادشاہ نے کورسے اپنی ملکہ کیتھرائن آف آراگان کو طلاق بھی دیدی تھی۔ اس بچّے کی پرورش سسکس کے علاقہ میں ہال نامی ایک کسان نے کی تھی۔ اسی کسان کے نام کی نسبت سے یہ خاندان ہال کہلایا گیا۔

انتھونی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ صحت کے ساتھ اپنا شجرہ اس لڑکے جوہن تک بیان کرسکتا ہے۔ یہ بچّہ ناجائز اور حرامی ضرور تھا لیکن انتھونی کا بیان ہے اس سے میرے دعوے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آخر ولیم فاتح بھی تو ناجائز طور پر ہی پیدا ہوا تھا اور اس کے باوجود تخت و تاج کا وارث قرار پایا۔ میں اس خاندان کا آخری فرد ہوں اور برطانیہ کے موجودہ تاج و تخت کا حقدار ہوں۔

انتھونی نے اس کے بعد بھی تحقیقات جاری رکھی اور بالآخر اس نے یہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد کہ تاج و تخت کا وارث اسی کو ہونا چاہئے اس نے اپنا یہ دعوے عرضی کی صورت میں ڈیوک آف نارفوک ارل مارشل آرچ بشپ آف کنٹربری اور ہوم آفس کے حضور پیش کردیا۔

اس سلسلہ میں اس نے سب سے اہم قدم یہ اُٹھایا کہ آنجہانی شہنشاہ جارج پنجم کے نام ایک حکم جاری کردیا کہ وہ قصر بکنگھم خالی کردیں۔ اس حکمنامہ میں صاف طور پر جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ ونڈسر صاحب کو خطاب کیا گیا تھا۔ اور "از روئے قانون" اور ضابطے کے نام ہر ان سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اس حکم کے موصول ہونے کے بعد اس پیلس سلطنت کی فرمانروائی اور تاج و تخت کے شاہی حقوق سے بالکل دستبردار ہوجائیں اور ان کا مملوکہ جتنا اثاثہ نقد و جواہر، جاگیرات اور اعزازات وغیرہ ہیں وہ سب انتھونی کے نام منتقل کردئے جائیں۔ آخر میں انتھونی نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ آپ کو اس پر عمل کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس کا اطمینان رکھیئے اس مسئلہ پر برطانیہ میں خانہ جنگی ہرگز نہیں ہوگی۔

پچھلے دنوں جب موجودہ شاہ جارج ششم کی رسم تاجپوشی عمل میں آئی تو اس سے کچھ ہی دن قبل اس دعویدار تاج و تخت نے ارل مارشل اور پرائیویٹ کے نام یہ حکم امتناعی جاری کردیا تھا کہ وہ تاجپوشی کی رسوم ہرگز عمل میں نہ لائیں۔ اس حکم امتناعی میں اس نے یہ بھی دھمکی دیدی تھی کہ

"یہ اچھی طرح جان لو کہ انگلستان کی شاہی نسل کے علاوہ اور کسی شخص کی تاج پوشی کی رسوم جو بھی عمل میں لائیگا اس کا سر بھٹے کی طرح ہوا میں اُڑے گا۔"

انتھونی کو برطانیہ کے لوگوں کو یہ جتاتے ہوئے اور تاج و تخت کے اسامیوں اپنے حقوق پیش کرتے ہوئے ۹ سال ہوچکے ہیں۔ روزانہ صبح و شام اور شب و روز اسے لندن اور اس کے نواح میں بڑے بڑے مجموں میں تقریریں کرتے اور اپنے مطالبات پیش کرتے دیکھا جاتا ہے۔ ہر روز کم سے کم تین بڑے جلسوں اور اجتماعات میں وہ ضرور تقریر کرلیتا ہے۔ پانچ مرتبہ اس پر عدالتوں کے سمن کی تعمیل کرائی جاچکی اور دو مرتبہ اس سلسلہ میں وہ جیل بھی کاٹ چکا ہے۔ اس کو ادھر سے اُدھر بھی منتقل کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن کوئی عمل بھی اسے اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکا ہے۔ وہ تو بالاعلان یہ کہتا سُنا جاتا ہے کہ وہ شاہ ہال کا سچا اور حقیقی وارث ہے۔ نیز یہ کہ ملکہ الزبتھ سے لیکر آج تک تخت برطانیہ جتنے فرمانروا متمکن ہوئے ہیں وہ صحیح معنی میں تاج و تخت کے حقدار اور وارث نہیں قرار پاتے۔ ایک مرتبہ جب وہ ہیرفورڈ میں ایک جلسہ منعقد کرکے تقریر کرنا چاہتا تھا تو ایک پولیس انسپکٹر نے اسے منع کیا کہ سینٹ پیٹرس اسکوائر میں جلسہ منعقد نہ کرو۔ اس پر اس نے بگڑ کر جواب دیا۔ یہ تم کس کا حکم سُناتے ہو۔ میں کسی قانون کو نہیں گردانتا۔ جب یہ پولیس افسر اسے گھسیٹتا ہوا تھانہ لیگیا تو اس نے ٹوڈر نسل کا تاجدار کن اور وارث ثابت کرتے ہوئے ایک ایک انچ پر بھی جان توڑ مقابلہ کیا۔

بعد میں جب سے عدالت میں پیش کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ ملکہ الزبتھ کے انتقال کے بعد سے تو کسی قانون کو صحیح اور حقیقی طور پر شاہی تصدیق حاصل ہی نہیں ہوئی۔ اس نے عدالت سے بیباکانہ انداز میں پوچھا۔ آخر کس کے حکم سے یہ ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ مجسٹریٹ نے انتھونی کو تشدد اور حملہ کا مجرم قرار دیتے ہوئے اس سے ۲۰ پونڈ ضمانت نیک چلنی طلب کی جب اس سے عام سوال کیا گیا کہ کیا تم اپنے آقا اور ملک معظم کے نام پر بیس پونڈ ضمانت داخل کرتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ ہاں میں اپنے نام پر ضمانت داخل کرتا ہوں کیونکہ بادشاہ تو میں ہوں۔ اس جرنلسٹ نے بڑی حیرت کے ساتھ اس کا اظہار کیا ہے کہ پہلے تو شاہ انتھونی کو پاگل اور مخبوط الحواس سمجھا کرتا تھا لیکن جب اس سے ملاقات کی اسے نہایت مہذب خوش اخلاق اور بردبار انسان پایا۔

اس بادشاہ کی عمر تقریباً چالیس سال ہے۔ دراز قد، چاق چوبند محنتی اور خوش مزاج۔ وہ اپنے گھر کا کام کاج زیادہ تر اپنے ہاتھوں سے انجام دیتا ہے۔ کھانا بھی خود ہی تیار کرتا ہے۔ ایک مرتبہ جب وہ اپنی میز پر بکھرے ہوئے کاغذات میں سے وہ دستاویزات تلاش کررہا تھا جن سے اس کی وراثت اور حقداری اس کے نزدیک ثابت ہوتی ہے تو اتنے ہی میں ایک بلّی وہ تمام کھانا چٹ کرگئی جو اس نے اپنے واسطے کچھ ہی دیر قبل تیار کرکے رکھا تھا۔ اس نے کہا میرا قلعہ اور محل تو یہ بورڈنگ ہوس ہے۔ یہ کہکر اس نے نہایت تکلفات کے ساتھ اپنے ہاتھوں تیار کی ہوئی چائے کا ایک پیالہ مجھے پیش کیا۔ انتھونی دُنیا کے کسی بھی موضوع پر ہنسی مذاق کرنے کو تیار ہے لیکن تاج و تخت کے بارے میں اپنی دعویداری پر کسی قسم کا مذاق اور تمسخر برداشت نہیں کرسکتا۔ اس معاملہ پر گفتگو کرتے وقت وہ انتہا درجہ سنجیدہ بنجاتا ہے۔

اس کا دعوے ہے کہ میں یہ ثابت کرسکتا ہوں کہ میں براہ راست ہنری ہفتم کی نسل سے ہوں جس نے ۱۴۸۵ء میں بوسورتھ کے میدان میں انگلستان کے تاج و تخت کو حاصل کیا تھا۔ لیکن موجودہ شاہی خاندان انگلستان کے اسلاف تو تمام یورپ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے خاندان کا سلسلہ جیمز اول سے آگے نہیں پہنچتا۔ وہ مزید بیان کرتا ہے کہ جب ملکہ سکاٹ میری اسٹوارٹ کا لڑکا شاہ جیمز والی اسکاٹ لینڈ پیدا ہونے سے کچھ ہی عرصہ بعد فوت ہوگیا ارل آف مار کا نوزائیدہ بچہ جیمز اسی کے گہوارہ میں رکھ دیا گیا تو اسے پرورش کرنے کے بعد اراکین حکومت نے جیمز ششم والیٔ اسکاٹ لینڈ کے نام سے پیش کیا بعد میں جب وہ انگلستان کا بادشاہ بنا تو جیمز اول بنگیا۔

اس سلسلہ میں یہ بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اڈنبرا کے محل میں ایک حادثۂ آتشزدگی کے بعد ۱۸۳۰ء میں مزدور اڈنبرا محل کی دیوار درست کررہے تھے کہ اس خوابگاہ کی دیوار کے نیچے جہاں ملکہ میری کے اکلوتا فرزند پیدا ہوا تھا بلوط کی لکڑی کا ایک تابوت برآمد ہوا جس میں زریں جامہ میں ملفوف ایک شیرخوار بچہ کی نعش برآمد ہوئی۔ کفن پر انگریزی حرف "J" (جے) بنا ہوا تھا۔ کونٹس آف مار کے بھی تقریباً انہی دنوں میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جیمز اول کی تصاویر مار کے ارلوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔

انتھونی نے بادشاہ ہونے کے بعد اصلاحات کا ایک زبردست پروگرام بھی تیار کررکھا ہے۔ وہ قومی قرضوں کی معافی، بیٹنگ کے ٹکٹ کے اجرا، چائے، تمباکو اور شراب پر سے ٹیکسوں کی منسوخی کا اعلان کرنے کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ بھی کہتا ہے کہ وائرلیس، ٹیلیفون اور تیراکی کے حوض اچھے لوگوں کو مفت مہیا کرے گا اور کوئی فیس نہیں وصول کرے گا۔ اور شہر کے بے روزگاروں کو کام دلائیگا۔

(بقیہ ممبران خوش وقت کلب صفحہ ۲۷)

۲۴۔ مسٹر عبدالخالق لکچرار عربک کالج۔ دہلی۔

۲۵۔ سعیدہ بیگم معرفت محمد جمیل سید منزل نکلسن روڈ۔ دہلی۔

۲۶۔ ۲۷ (دو حصہ) مسٹر آئی بیل احمد سب پوسٹ ماسٹر ناسک روڈ۔

۲۸۔ نصار احمد ولد نیاز احمد آنریری مجسٹریٹ وزیرآباد ٹینری حیدرآباد

۲۹۔ ایس سبحان علی قادری مسلم سکول گنگاپور سٹی۔ جے پور۔

۳۰۔ ملخ محمد گارڈ۔ بی۔ این ریلوے۔ چھندواڑہ (سی۔ پی)

۳۱۔ مسٹر جی۔ ایس۔ مذلیر گارڈ۔ بی۔ این ریلوے چھندواڑہ (سی۔ پی)

مجھے زندگی میں سب سے اچھا سبق کیا ملا اور کیونکر ملا؟

امریکہ کے ایک رسالہ نے اپنے ناظرین کے سامنے مندرجہ بالا مضمون کا ایک سوال پیش کیا تھا اور تین سب سے بہتر جوابوں پر معقول انعامات کا اعلان کیا تھا۔ جن تین جوابات پر انعامات دیے گئے وہ ذیل میں بالترتیب درج کئے جاتے ہیں۔ جواب بظاہر معمولی ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو نہایت اہم اور ضروری ہیں۔ کم سے کم ہم کو اس سوال کے مطالعہ سے اپنی کامیابی و ناکامی کے اسباب اور اپنی زندگی کے تجربوں پر غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

(۱)

ہمت ہو تو آدمی سب کچھ کر سکتا ہے

میں ایک مذہبی مبلغ کی بیوی ہوں۔ لڑکیوں کے ایک مدرسہ میں تعلیم دیتی ہوں۔ مجھ سے اکثر لوگ درخواست کرتے تھے کہ میں گرجا میں آ کر کسی مذہبی موضوع پر تقریر کروں لیکن میں نے ہمیشہ انکار کیا۔ میں جھجکتی تھی۔ خیالات کی کمی نہ تھی۔ مطالعہ خاصہ وسیع تھا بہت سی مفید اور کارآمد باتیں بتانا بھی چاہتی تھی۔ اور اچھی طرح جانتی تھی کہ ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ مگر کیا کروں ہمت نہ پڑتی تھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ میں جس قصبہ کے اسکول میں پڑھاتی تھی وہاں کے لوگوں نے میرے خاوند کو ایک مذہبی تقریر کے لئے مدعو کیا لیکن ان کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ ڈاکٹر نے تقریر کرنے کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ مجھے تنہا جلسے میں جانا پڑا۔ میرے وہاں پہنچتے ہی صدر جلسہ نے کہا بہت ہی اچھا ہوا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ علالت کی اطلاع پہلے سے نہ ملنے کی وجہ سے ہم جلسہ کو ملتوی نہ کر سکے اور نہ کسی اور مقرر کو تقریر کے لئے آمادہ کر سکے۔ آپ اپنے خاوند کی سب سے بہتر جانشین ثابت ہوں گی۔ میں نے اعلان کر دیا ہے کہ اپنے خاوند کی جگہ آپ تقریر فرمائیں گی۔ میں نے کہا میں اس جلسے کے سامنے کسی طرح تقریر نہ کر سکوں گی۔ مجھے اس قسم کے جلسوں میں بولنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن صدر صاحب نے میرے کسی عذر کو نہ مانا اور مجھ کو مجبوراً پلیٹ فارم پر آنا پڑا۔ میں گھبرا ضرور رہی تھی لیکن میں نے ہمت کر کے کچھ کہا اور مجھے خود تعجب ہے کہ چند ہی منٹ کے بعد خیالات کی رَو اور حاضرین جلسہ کو مفید باتیں بتانے کی دھن میں میں گویا خود کو بھول گئی۔ تقریر کے خاتمہ پر تجربہ کار نقادوں نے جب میری تعریف کی تو میری ہمت بہت بڑھ گئی اور میں یہ سوچتی ہوئی گھر گئی کہ اگر انسان اپنے اوپر بھروسہ رکھے اور ہمت سے کام لے تو وہ جو کام چاہے انجام دے سکتا ہے۔

اس کے بعد میں نے صدہا جلسوں میں تقریریں کی ہیں اور ان تقریروں کے معاوضہ سے اپنے خاندان کو پالا ہے۔ پس میرے لئے جو چیز سب سے زیادہ کارآمد ہوئی ہے وہ ہمت ہے اور یہی وہ چیز ہے جو غیر ممکن کو ممکن کر دیتی ہے۔

(۲)

اپنوں کیلئے ایثار کرنا اور تکلیفیں اٹھانا بھی عین راحت ہے

میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئی۔ ہم سب بہن بھائی تین لڑکیاں اور چار لڑکے تھے۔ بڑا خاندان پھر اس پر غربت اور فلاکت بڑی مصیبت سے زندگی بسر ہوتی تھی۔ آمدنی محدود اخراجات زیادہ۔ کھانا، کپڑا، بچوں کی تعلیم و تربیت ان سب چیزوں کا کافی خرچ ہوتا تھا۔ چنانچہ یہی سبب تھا کہ میرے ماں باپ نے کبھی خود اپنے آرام و آسائش کی طرف توجہ نہیں کی اور ہمیشہ بے انتہا ایثار سے کام لیا۔

یہ حالت دیکھ کر میں نے اُسی وقت سے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر میری شادی ہوئی تو میں کوشش کروں گی کہ میرے بچے نہ ہوں۔ چنانچہ شادی ہونے کے بعد میں نے اپنے خاوند سے بھی بچوں کے متعلق جو میں نے فیصلہ کیا تھا اس کا ذکر کر دیا۔ اور اس نے بھی مجھ سے اتفاق کیا۔

میرے خاوند کا کاروبار بہت کامیاب ہوا۔ خدا کا دیا سب کچھ تھا۔ اگر ایک بڑا خاندان ہوتا تو ہم آرام و آسائش سے بسر کر سکتے تھے۔ لیکن اس بارہ میں میں نے اپنے ارادہ میں تبدیلی نہ کی۔ میں متعدد کلبوں کی ممبر تھی اور اپنے نزدیک مجھے اتنی فرصت نہ تھی کہ بچوں کی پرورش کے لیے وقت نکال سکوں۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میری بھاوج علیل ہوئیں اور انھیں آپریشن کے لئے ہسپتال میں جانا پڑا۔ ان کے ایک دو مہینے کی بچی تھی۔ ماں کی علالت کے دوران میں وہ بچی میرے پاس ہی رہی۔ میں کیا بتاؤں مجھ پر اس بچی نے کیا جادو کر دیا۔ یہ سمجھئے میری زندگی کو بالکل بدل دیا۔ اس کی موجودگی نے میرے ماں بننے کی خوابیدہ آرزو کو جو ہر عورت میں موجود ہوتی ہے بیدار کر دیا۔ میرے خاوند کی بھی یہی حالت تھی اکثر میں سوچا کرتی تھی کہ کس طرح اس پر قربان ہو جاؤں۔

جب بھاوج کو آرام ہو گیا تو وہ بچی اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ مگر اس ننھی سی جان کی رخصت کے بعد میرا گھر ویران سا ہو گیا۔ اور یہ ویرانی اس وقت تک رہی جب تک خدا نے مجھے خود نہ بیٹا دیا۔

میری ماں ابھی زندہ ہیں۔ گزشتہ موسم گرما میں جب وہ میرے ہاں آئیں اور کچھ بچوں کا ذکر ہوا تو میں نے ان سے اس خیال کا اظہار کیا جس کے سبب سے میں ایک مدت تک بچوں کی نعمت سے محروم رہی۔ ماں بولیں بیٹی کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ اس وقت تک جو تم لوگوں کے لئے میں ایثار کرتی تھی اس سے مجھے کچھ تکلیف ہوتی تھی؟ میں نے جواب دیا: ہاں! اُس وقت بیشک میں یہی سمجھتی تھی لیکن اب مجھ پر حقیقت روشن ہو گئی اور میں جانتی ہوں کہ جن لوگوں سے ہمیں محبت ہے ان کے لئے ایثار کرنا اور تکلیفیں اٹھانا حقیقی مسرت ہے۔ میں نسائیت کا ایک جدید نمونہ بننا چاہتی تھی جو حقیقی نسائیت کے منافی ہے۔ اب میں صحیح معنوں میں 'ماں' بننے کی آرزو مند ہوں۔

(۳)

دوسروں کے خوش کرنے میں بھی اپنی خوشی ہے

میں خود غرض اور خود پسند تھا۔ اپنی اس کمزوری کا حال مجھے اس وقت تک معلوم نہ ہوا جب تک کہ میں دو بچوں کا باپ نہ ہو گیا۔ شادی کے بعد میں ایسے کاموں میں منہمک رہا جن کی وجہ سے مجھے گھر سے دور رہنا پڑتا تھا۔ اصل یہ ہے کہ مجھے اپنے گھر بار اور بال بچوں سے زیادہ دلچسپی بھی نہ تھی۔ میرا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ میں خود اپنی ذات کے لئے شہرت، عزت اور ناموری حاصل کروں، گویا میرا جذبہ خود پسندی جس طرف مجھے آمادہ کرتا تھا اُس طرف چلا جاتا تھا۔

مجھے ابتدا سے مطالعہ کا شوق تھا اور کچھ لکھتا بھی رہتا تھا اور اس شغل میں اتنا وقت صرف کرتا تھا کہ میری بیوی تنگ آ جاتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ میری شخصیت کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ میں وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ اپنی یا دوسروں کی دلچسپی کے لئے میرے پاس وقت نہ تھا۔

اتفاق سے میں بیمار ہو گیا اور اس قدر بیمار ہوا کہ بچنے کی توقع نہ رہی اور موت ہر وقت آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگی۔ بیماری کے دوران میں میری بیوی اور گھر کے افراد نے میری اس قدر خدمت کی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں مجھے خیال آیا کہ ان لوگوں کا برتاؤ تو میرے ساتھ اس قدر مشفقانہ ہے لیکن خود میرا برتاؤ ان کے ساتھ نہایت بُرا ہے۔ سارے دن پڑا پڑا میں یہی سوچا کرتا تھا۔

بس میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اپنے طرزِ عمل کو بدل دوں گا۔ اور صحت پانے کے بعد سے میں ہر روز دو گھنٹے دوسروں کو خوش کرنے میں صرف کرنے لگا۔ اپنے اس طرزِ عمل سے خود مجھے جو مسرت حاصل ہوئی اس کا اندازہ مشکل ہے۔

خوشوقت کی ایجنسیاں

سیالکوٹ - میسرز ملک اینڈ سنز ریلوے روڈ - سیالکوٹ
امرتسر - نشاط بک سٹال بازار ریشم والا - امرتسر
چارسدہ (پشاور) افغان نیوز ایجنسی - چارسدہ ضلع پشاور۔
پونہ - بابو سید ابراہیم صاحب متصل کناٹ مارکیٹ پونہ کیمپ۔
پشاور - صادق کمیشن ایجنسی قصہ خوانی بازار پشاور۔
ریاست ریواں - گنگا دین صاحب اگروال نیوز ایجنسی ریواں۔
پٹنہ - محمد رفیع صاحب نیوز ایجنٹ بہار شریف - پٹنہ۔
بھوپال - شفقت جنرل نیوز ایجنسی، سلطانیہ روڈ - بھوپال۔
بھوپال - محمد حکمت اللہ صاحب صدیقی نزد گنج بھوپال۔
پربھنی - محمد عثمان خاں صاحب نیوز ایجنسی پربھنی دکن۔
جالندھر - سنت رام صاحب گپتا بازار بھیروں جالندھر شہر
بمبئی - احمد بخش صاحب نزد گوشہ جے جے اسپتال بمبئی۔
رنگون - عبد الرزاق صاحب نظامی بازار اسٹیٹ رنگون۔
قادیان - عبد القدوس صاحب ایجنٹ اخبارات - قادیان۔
پٹیالہ - میسرز ایس۔ اے حمید اینڈ اے لطیف ایجنٹ اخبارات - پٹیالہ

پیروں کا تاج

اپر انڈیا لیدر ورکس کانپور کی تاج چپلیں سچ مچ پیروں کا تاج ہیں دیکھنے میں نہایت خوبصورت پہننے میں نہایت آرام دہ چلنے میں نہایت مضبوط۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تاج چپلوں سے بہتر چپلیں ہندوستان میں کہیں نہیں بنتیں جو ایک مرتبہ تاج چپل پہن لیتا ہے وہ ہمیشہ یہی چپلیں استعمال کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تاج چپلوں کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ چپلیں خریدنے کے وقت تاج چپل کم از کم دیکھ ضرور لیجئے۔ اپنے شہر کے دکانداروں سے خریدیے یا اپنی ضرورت براہ راست ہم کو لکھئے۔ تاجروں کیلئے خاص رعایتی نرخ ہیں جو معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ تاج چپلوں کے علاوہ اپر انڈیا لیدر ورکس میں کانپوری چمڑے کا کل سامان مثلاً زین، ساز، سوٹ کیس، ہینڈ بیگ، ہولڈال وغیرہ نہایت عمدہ تیار ہوتا اور کفایت سے فروخت کیا جاتا ہے۔

دی اپر انڈیا لیدر ورکس نیو روڈ - کانپور

جواں کر دی تھی دوسرے میرے ماں باپ کا مکان بھی قریب تھا۔

ایک روز ایک اخبار میں نے اٹھایا تو دیکھا کہ اس میں میری تصویر چھپی ہوئی ہے اور میرے جیل سے فرار ہونے کا پورا واقعہ درج ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے ہوں جیسے آپ کو سینوں کا بیمار محسوس کرنے لگی۔ مجھے سخت صدمہ ہوا۔

اس رات میں نے کمار سے کہدیا کہ وہ دہلی چلے۔ وہ تو میرے فیصلہ کا منتظر ہی تھا جلد کا ہی ہم دونوں دہلی روانہ ہو گئے۔ دہلی پہنچکر بظاہر کسی قدر اطمینان بھی میسر آ گیا۔

افسوس میں نے اس حقیقت کو بالکل ہی فراموش کر دیا کہ ہمیں ہمارے افعال کی سزا ضرور ملتی ہے اور جیلخانہ سے فرار ہونے کے لئے تو یہ لازمی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جیل سے بھاگ کر آج تک کوئی بھی آزاد نہیں ہوا۔ یہ بھی میں جانتی ہوں کہ جن لوگوں نے جیل کا منظر کبھی نہیں دیکھا وہ اس کا یقین نہیں کر سکتے بلکہ اسے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جو قیدی بھی سزا پوری کئے بغیر جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ ہر وقت خوف اور ڈر کے حصار میں رہتا ہے۔ دہلی میں بھی راتوں کو سوتے سوتے میں اکثر چونک پڑتی، چاندنی کی روشنی مجھے ایسی معلوم ہوتی گویا میں جیلخانہ کی سلاخوں کے پیچھے سے چاندنی کا منظر دیکھ رہی ہوں۔ میں گھنٹہ گھر کے گجر کی آواز سے بھی مانوس نہ ہوئی۔ اسکی صدا مجھے جیل کے گھنٹہ کی آواز معلوم ہوتی تھی۔

کمار اور میں ایک چھوٹے سے خوبصورت مکان میں رہنے لگے۔ مجھے رات دن اپنے مستقبل کی طرف سے فکر لگا رہتا آخر ایک روز وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا پڑوس میں ایک عورت نے شور مچایا کہ اس کی ہیرے کی انگوٹھی چوری ہو گئی ہے پولیس میں رپورٹ کردی گئی بہت کچھ شور و غل ہوا۔ محلہ کے تمام گھروں کی تلاشی لی گئی سب کے انگوٹھوں اور انگلیوں کے نشان لئے گئے میں جانتی تھی کہ یہ نشانوں کا لیا جانا میری موجودہ زندگی کو ختم کر دے گا میں نے نشان دینے سے انکار کیا خفیہ پولیس کا چالاک سپاہی ایک منٹ میں سب کچھ تاڑ گیا۔ "تم ضرور کچھ چھپا رہی ہو نشان نہ دینے میں ضرور کچھ راز ہے؟" وہ مجھے مشتبہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ آخر میں نے نشان دیدیے۔ دو روز بعد جب وہ واپس آیا تو مجھے کچھ دیدہ وہ تعجب ہوا اس نے پوچھا "تمھیں سبنتی ہو۔" مجھ میں بحث کی قوت بالکل نہیں رہی تھی میں نے خاموشی سے اقرار کر لیا۔

اس بات مجھے کمار کی وجہ سے سخت صدمہ ہوا میں نے اپنی تمام عمر میں کسی مرد کو بھی اتنا صدمہ سہتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ میں جانتی تھی کمار بہت نیک آدمی ہے اور وہ مجھ سے محبت کرتا تھا لیکن اس کی محبت کی انتہا مجھے معلوم نہ تھی، کمار تمام شب سویا اس کی حرکتیں نیم پاگلوں جیسی ہو گئی تھیں اس نے گورنر کو تار دیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے وائسرائے کو تار دیا جس میں میرے بخشے جانے کی التجائیں کی گئیں بادشاہ سلامت کے پاس محضرنامے بھیجے غرض اس نے میری جاں بخشی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔

"کمار تم وقت اور روپیہ ضائع کر رہے ہو" میں نے اس سے ہزار منت و سماجت سے کہا۔ اس نے دو زانو ہو کر اپنا سر میری آغوش میں رکھدیا اور زار زار رونے لگا۔ مجھے یاد ہے میں نے ایک مرتبہ ایک معصوم بچہ کو جس کے کھلونے ٹوٹ کر بکھر گیا تھا اسی طرح زار و قطار روتے دیکھا تھا۔ مجھ سے کمار کی یہ حالت نہ دیکھی گئی۔

"کمار میں تو شادی سے پہلے تمھیں یہ سب باتیں بتا دینا چاہتی تھی" میں بے اختیار اس سے لپٹ کر رونے لگی۔

"سبنتی! میں تمھیں گنہگار نہیں ٹھہراتا۔ تم نہایت اچھی ہو۔ میں تم سے محبت کرتا تھا۔ آہ! کچھ عرصہ کیلئے ہم دونوں کو جنت میسر آ گئی تھی۔ دنیا اسکی حسین یاد کو ہمارے دلوں سے فراموش نہیں کر سکتی شاید میں تمھیں جیل سے چھڑا لینے میں کامیاب ہو جاؤں۔ مجھے یقین ہے تمہاری رہائی کی ضرور کوئی سبیل پیدا ہو جائیگی

دوسرے دن مجھے گرفتار کر کے پھر جیل میں داخل کر دیا گیا۔

اسطرح سبنتی نے اپنی کہانی ختم کردی — کچھ دیر تک موت کی سی خاموشی چھائی رہی۔ میں اس کے متعلق تمام واقعات اس سے ملنے کی اجازت حاصل ہونے سے پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔ لیکن مجرموں کی سزا کے واقعات میں ان چیزوں کو دخل نہیں ہوتا جنھیں انسانی دل یاد رکھتا ہے اس داستان میں جو سبنتی نے دکھ، صدمہ اور غم کی کیفیتوں کے ساتھ بیان کیا ان کا کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ آخر پھر سبنتی نے مہر سکوت زندگی

"میری خواہش ہے کہ اگر میں اپنی جیسی بھولی بھالی دیہاتی لڑکیوں سے گفتگو کر سکوں تو انھیں بتاؤں کہ انسان زندہ رہ کر کیسے کیسا بنتا ہے خصوصاً اس وقت جب وہ اس قانون قدرت کا احترام کرے جو سب کے لئے یکساں ہے۔

آخر میں اس نے کسی نتیجہ پر پہنچنے کے انداز میں کہا۔ "دنیا میں خوش رہ سکتی تھی عصمت و پرہیزگاری۔ پاکدامنی اور پارسائی یہ چیزیں ہیں جو میں اپنی بچی کو سکھانا چاہتی ہوں کاش میں ان صفات کی نشان ہوتی، اپنی کار بند ہوتی تو آج یہاں ہوتی نہ اس نتیجہ کو پہنچتی" اس کی آواز مختلف جذباتی کیفیات سے بھر گئی اس نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ وہ میری بچی کو نیک ہدایت دے۔"

قبلہ مولانا

(از ملا رموزی)

ابھی ابھی ہم خوشوقت کے "دلچسپ کالموں" کے لئے ماضی کے کچھ محو تبسم آفریں نقوش کی یاد اپنے صحافت زدہ دماغ میں تازہ کرنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ہمارے محترم قبلہ مولانا..... اپنے جبہ قبہ میں "دو شریف آدمیوں" کی جگہ گھیرے اللہ میاں کی خاموش و نرم زمین پر اپنے وضو آشنا قدموں سے دھم دھم کرتے، داڑھی کے الجھے الجھے بالوں کو تبسم مولویانہ کی جراحتوں سے ریتہ خطلی بناتے عین ہماری سوا گز اونچی میز کے سامنے آ کھڑے ادھر آ دھمکے ہی نہیں بلکہ ہمیں ڈرانے کے لئے موصوف نے اخبر کی طرح پھولی ہوئی اور اینٹھی ہوئی اپنی توی ہاضمہ توند بھی میز کے گوشوں سے طولاً و عرضاً متصادم فرما کر ہمیں اپنے جلوۂ خوش نظام سے مسحور و مبہوت فرما دیا۔ مبہوت اس رعایت سے کہ حضور خود بالکل بھوت معلوم ہوئے۔

اپنے پراگندہ اور پریشان حواس کو قہر مولوی بجان، فدوی سمجھ کر مجتمع کرنے اور قابو میں رکھنے کی ایک زبردست کوشش کے بعد ہم نے قبلہ مولانا کو خلقی سے دائیں جانب بچھی ہوئی بید کی نرم و نازک کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تشریف فرما ہونے کی درخواست پیش کر دی۔ لیکن ابھی قبلہ مولانا مصافحہ کی دست درازی اور ہمارے قلم در کف مدیرانہ دست نازک کی بے محل جاں بحالی کے امتحان اور اس کے مشاہدہ سے اچھی طرح فارغ نہ ہو کر ایک فاتحانہ انداز کے ساتھ کرسی پر براجمان ہوئے کہ ہم نے دیکھا کہ بید کی لچکدار کرسی نے اول دبی زبان سے مولانا کی گرانباری کا شکوہ کیا اور پھر تاب برداشت نہ لا کر مولانا کے احترام میں سر نیاز خم کرتی ہوئی مع قبلہ مولانا زمین بوس ہو گئی۔ اور ہم کچھ اپنی عقل اور کچھ اپنی کرسی کا ماتم کرتے ہوئے بطور تعزیت مولانا کے حضور قیام کے مرتکب ہو گئے۔ حضرت مولانا نے ہمارے چھوٹے سے دامن کا بوکھلاہٹ کے انداز میں سہارا لے کر دوسرے ہاتھ سے توند کے ہضم کئے ہوئے چندوں کی حفاظت کی کوشش کی تو مولانا کی زلیخائی نے ہمیں یوسف دامن دریدہ بنا دیا اور ہم لپے رہے سہے گریبان کو چاہ کنعاں سمجھ کر اس پر ادارانہ بلکہ بزرگانہ التفات پر سرنگوں ہو کر رہ گئے۔

اسے بھئی..... لاحول ولا قوۃ" مولانا نے ایک زہرخند نمائش گفتار سے اس عجلت کے ساتھ فرمایا کہ ہم اپنے ارد گرد ہی شیطان کے وجود پر ایمان سا لانے لگے۔ اور سوائے مولانا کے کسی اور ابوالہول صورت کو نہ پاکر جی ہی جی میں سہم گئے۔

مولانا نے مصافحہ کے لئے ہمارا چھوٹا نرم سا ہاتھ اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کے قبضہ میں لے کر اظہار دوستی کی خاطر اتنا دبو جا تھا کہ ہم نیم جان ہو کر رہ گئے تھے۔ انگریزی قلم نے جو بدقسمتی سے اس وقت ہماری انگلیوں کے حلقہ میں مائل جنبش تھا اور بھی ہماری انگلیوں پر ستم ڈھا دیا تھا اور مولانا کے ذرا سے تصرف اور توجہ سے ہمارے ہاتھ کے تمام اجزا کو بھی خاصی پھانسی کا مزا آ گیا تھا۔

اب مولانا ہماری طرح "قیامی" تھے۔ تو ہم حیران تھے کہ اب انھیں سر پر بٹھائیں یا منبر پر لٹائیں۔ معاً ہمیں خیال آیا کہ کرسیوں کے نیچے زمین کے منہ پر فرش پڑا ہوا ہے۔ مولانا پرانے فرشی ہیں، وہ فرش کی مسند گیری کو ہما سا جانی سے کم نہیں سمجھتے کیوں نہ انھیں ان کی جنت میں پہنچا دیا جائے اور خود بھی اس بے وقت کی "لاحول" کی خاطر تھوڑا بہت "ماحول" تبدیل کر دیں۔

چنانچہ ہم اور قبلہ مولانا فرش پر ایک دوسرے کے مقابل اس طرح بیٹھ گئے کہ مولانا نے بچھے ہوئے قالین کے گداز اور گاؤ تکیہ کی فربہی کو اپنا ہدف نشست بنا لیا تھا۔ اور ہم اندیشہ مستقبل کے سو سو پہلو دماغ میں لئے ہوئے مودبانہ اپنے قبلہ مولانا کے اللہ کے نور" پر نظریں جمائے "جان بچے لاکھوں پائیں" کی رٹ لگا رہے تھے۔

ہمیں مولانا کی شان نزول کا تو بہت کچھ مشاہدہ ہو چکا تھا لیکن ابھی تک وجہ نزول سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

رفتہ رفتہ ہم مولانا کے موٹے موٹے ہونٹوں اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے کچھ حقیقت آشنا سے ہونے لگے۔ اور جب مولانا نے بیساختہ انداز میں ہمیں اپنا نام بتایا تو ہمیں وہ سفر یاد آ گیا جو شکوہ آباد سے بلند شہر کے لئے قبلہ مولانا کی معیت میں اس علم و یقین کے ساتھ کیا گیا تھا کہ قبلہ مولانا کا عزیز وطن شکار پور ہمارے ہی ضلع کا ایک مشہور و معروف قصبہ ہے۔

مولانا کا اصرار تھا کہ اس سفرنامہ کو زینت جریدہ کیا جائے ہم نے انھیں یقین دلایا کہ خوشوقت میں ہم اس دفعتی تفریح کا مکمل سامان محفوظ

(بقیہ صفحہ ۔۔ کالم نمبر ۳)

یہ عجیب دُنیا

بال ترشوانے رہنے سے عورتوں کا نسوانی حسن ختم ہو جائیگا

امریکہ اور جاپان کے ماہرین حسن کی دلچسپ تحقیقات

یورپ کی اکثر و بیشتر نوجوان خواتین اپنے بالوں کو ترشوائی ہیں اور کانوں کی لو سے نیچے نہیں بڑھنے دیتیں۔ زلفوں اور گیسوؤں کی درازی آپ شب ہجر کی طوالت کی آئینہ دار سمجھی جاتی ہے۔ زلفوں میں ناگنوں کے بل دیکھے جاتے ہیں۔ مشرقی خواتین پر بھی مغربی عورتوں کی ان عادات نے رفتہ رفتہ کافی اثر کر لیا ہے۔ اور یہاں بھی مغربی تعلیم حاصل کی ہوئی فیشن پرست لڑکیوں کو زلف بریدہ دیکھا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک امریکن پروفیسر نے جو ماہر حسن بھی ہے زلفیں کم کرانے کے غیر مفید نتائج کے بارے میں جو رائے ظاہر کی ہے اس کا مطالعہ اس زمانہ کی فیشن زدہ مشرقی اور مغربی دونوں قسم کی عورتوں کے لئے بیحد ضروری ہے۔

اس پروفیسر کا بیان ہے کہ اگر لڑکیاں اپنی زلفیں ترشواتی رہیں تو اس کا قدرتی اثر یہ ہوگا کہ ان کے اعضا کی نزاکت اور لوچ ختم ہو جائیگا۔ مردوں کے سے اعصاب اور اعضا کی سختی پیدا ہو جائے گی یہ بھی اس ڈاکٹر نے تحقیق کیا ہے کہ بال ترشوانے اور کم کرانے سے عورتوں کے سینہ پر بہت ہی مکروہ اثر پڑتا ہے۔ اور یہ اندیشہ کیا جا سکتا ہے کہ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد عورتوں کا سینہ بالکل مردوں کا سا ہو جائیگا اور تمام نسوانی حسن جاتا رہیگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ جو عورتیں اس کوشش میں مبتلا رہتی ہیں کہ وہ اپنے جسم کے بعض حصوں پر بال نہ اُگنے دیں انہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کی کوششوں کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بال بدن کے دوسرے حصوں اور اعضا پر نمودار ہو جائیں اور اس طرح اُن کے حسن میں بدنما داغ لگانے کا باعث ہو جائیں۔

ارتکاب جرم سے آدمی گنجا ہو سکتا ہے

امریکن پروفیسر نے تو خیر یہی اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ بال ترشوانے یا بعض اعضائے جسم سے بال دُور کرنے کی کوشش ممکن ہے عورتوں کو صنف نازک نہ رہنے دیں۔ اور ان میں صنف کثیف کی سختی اور کرختگی پیدا کر کے ان کی مقبولیت اور محبوبیت میں فرق ڈال دیں۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک جاپانی ماہر خوبصورتی پروفیسر نے کامل دس سال کی تحقیقات کے بعد جو نتائج برآمد کئے ہیں اور جو جدید انکشافات کئے ہیں اُنھوں نے عالم حسن و عشق میں تہلکہ ڈال دیا ہے۔

اس جاپانی عالم نے دس سال تک جاپان کے قید خانوں میں بسر کرنے والے مرد و زن قیدیوں کی نفسیات اور عادات کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ دُنیا میں سنگین جرائم کا ارتکاب کرنے والے مرد و زن عموماً گنجے ہوتے ہیں۔ اور جرائم کے ارتکاب کی عادت انسان کو گنجا بنا دیتی ہے۔

اس معلومات کے بعد تو آسانی کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جو عورتیں امریکن پروفیسر کی تحقیقات کو نظر میں نہ لاتے ہوئے اپنی زلفوں اور کاکلوں کے ساتھ دشمنی پر تلی ہوئی ہیں اور یہ ناپسند کریں کہ اُن کے سر گھنے بالوں سے ڈھکے رہیں وہ جرائم پیشگی اختیار کر لیں بڑے بڑے جرموں کی مرتکب ہوں۔ تاکہ بغیر کسی خاص عمل کے ان کے سروں سے بال رخصت ہونے لگیں۔ اور وہ اپنی نظر میں خوبصورت قرار پا جائیں

اس دور میں تو اس کا تصور بھی ہولناک معلوم ہوتا ہے کہ حسین اور دلفریب صورت کی لڑکیاں اور عورتیں اپنے حسن میں اضافہ کی ساحرانہ کوشش میں نقب زنی اور لوٹ مار کرتی دیکھی جائیں۔ اور اضافۂ حسن کے ان اقدامات کی پاداش میں انہیں داغ عمر جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں اپنے ذوق آرائش و شوق خود نمائی پر آنسو بہاتے ہوئے مغموم و مایوس دیکھا جائے۔

مُرغی مُرغا بنگئی

یورپ کے پروفیسر کریو نے بولٹن کی تین سالہ مرغی کے بارے میں یہ دلچسپ بیان شائع کرایا ہے کہ یہ مرغی ایک عرصہ تک مرغی رہی انڈے دیئے اور بچے نکالنے کے بعد مرغ بننا شروع ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ اس میں وہ تمام نشانات اور علامات ظاہر ہونے لگیں جو مرغ سے مخصوص ہوتی ہیں۔ ایک سال کے ہی عرصہ میں یہ مرغی کامل طور پر مرغ بنگئی۔ مرغوں کا سا کیس اور داڑھی بھی اس کے نظر آنے لگی اور مرغوں کی طرح وہ بانگ بھی دینے لگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دیگر مرغیوں سے جماع کرنا بھی شروع کر دیا۔ اور تمام وہ فرائض انجام دینے لگی جو مُرغ انجام دیا کرتے ہیں۔ اب یہ مُرغی مُرغوں کی طرح لڑتی ہے اور مرغیوں کا اسی طرح پیچھا کرتی ہے جس طرح کسی زمانہ میں خود اس کا پیچھا کیا جایا کرتا تھا۔

پروفیسر کوریو نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ اس ایک واقعہ پر ہی لوگ متعجب ہوں۔ لیکن یہ میرا مشاہدہ ہے اور اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یورپ میں بعض دوسرے مقامات سے بھی اس قسم کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ وہاں بعض لڑکیاں لڑکا بننا شروع ہو گئی ہیں یا بعض جانوران نے جنس تبدیل کر دی ہے۔

حسین بیوی کی قیمت ایک گلاس شراب

تہذیب و تمدن کی علمبردار انگریز قوم کی ایک شرمناک تاریخ

یورپ کی اقوام ایشیا اور افریقہ وغیرہ میں بردہ فروشی کے مٹانے میں کوشاں ہیں۔ اور اپنے آپ کو تہذیب و آزادی کا علمبردار ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن یہ معلوم کر کے ناظرین کو حیرت ہو گی کہ دوسروں کی آنکھوں کا تنکا دیکھنے والا یورپ اب تک اپنی آنکھوں کا شہتیر نہیں دیکھ سکا ہے۔ مشرق کے غیر متمدن صحرائی علاقوں میں بردہ فروشی اس قدر معیوب و مذموم صورت میں رونما پذیر نہیں جیسی کہ خود یورپ کے وسطی علاقوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس شخص کو بھی اس بیان کی صداقت کا امتحان لینا ہے وہ سرویا کے ایک مقام بولڈوی میں جا کر دیکھے کہ کس طرح یورپ کے تاجر ایک پونڈ سے لے کر سو پونڈ تک کی قیمت میں حسین و جوان لڑکیوں کو فروخت کر ڈالتے ہیں۔ اور خریدنے والے انہیں قانون کی نظر سے بچانے کے لئے ان کو کھلم کھلا یا باقاعدہ شادی سے بیوی بنا لیتے ہیں۔

حال ہی میں ایک شخص جوزف جورشی نامی نے اپنے لئے ایک حسین دلہن خریدی لیکن کچھ ہی دن بعد جب وہ خریداری سے [illegible] ہو گیا تو اس نے ۲۰ شلنگ میں ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔

کسی زمانہ میں انگلستان میں بھی بردہ فروشی کا کافی رواج تھا۔ خصوصاً حسین اور خوبصورت لڑکیاں عام طور پر فروخت کی جاتی تھیں۔ سرکاری کاغذات میں یہ واقعہ آج تک محفوظ ہے کہ اب سے صرف ۸۰ سال پہلے ۱۸۵۰ء میں ڈربی شائر کے علاقہ میں الفرٹن کے مقام پر ایک انگریز نے صرف ایک گلاس شراب کے عوض اپنی خوبصورت بیوی کو دے ڈالا۔

آج سے تقریباً ۵۰ سال پہلے شیفیلڈ (انگلستان) میں ایک دوسرے انگریز نے صرف پانچ شلنگ میں اپنی بیوی بیچ ڈالی۔ اس قسم کی روایتیں آج بھی عام طور پر بیان کی جاتی ہیں کہ زمانۂ قدیم میں انگلستان کے قصبوں اور شہروں میں میلوں کے موقع پر بیویاں فروخت کی جاتی تھیں اور باقاعدہ نیلامی بولی بولی جایا کرتی تھی۔

ایک صدی قبل تو برمنگھم کا ایک شخص اپنی بیوی کو اس حالت میں منڈی میں لے پہنچا کہ اس عورت کے گلے میں اس نے نیلام کی تختی ڈال رکھی تھی۔ چنانچہ بولی بولی گئی۔ اور صرف پانچ شلنگ میں اس شخص نے اپنی بیوی سے مفارقت گوارا کر لی۔ اور اپنی ناموس کو غیر شخص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔

خوشوقت کا چندہ

سالانہ تین روپے اور ششماہی ڈیڑھ روپیہ ہے۔ رعایت اب نہیں ہو سکتی۔ غیر ممالک کے لئے سالانہ چندہ پانچ روپے ہے۔

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

مشہور رسالہ "نیرنگ خیال"

۱۵ سال کے بعد حیرت انگیز رعایت

نیرنگ خیال کا سالانہ چندہ ساڑھے تین روپے تھا اس کی جگہ اب صرف دو روپے سالانہ چندہ میں آپ نیرنگ خیال سال بھر منگا سکتے ہیں۔ بہترین علمی ادبی مضامین۔ مصور مجلد و رنگین تصاویر سے رسالہ مزین ہوتا ہے۔ اپنی پہلی فرصت میں رسالہ نیرنگ خیال جاری کرا کر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیے۔ حوالہ اخبار ضرور دیجئے۔

چندہ بذریعہ منی آرڈر دو روپے — بذریعہ وی۔پی دو روپے چھ آنے (رجسٹری) — نمونہ مفت نہیں ملتا ۳ کے ٹکٹ بھیجئے۔

منیجر رسالہ نیرنگ خیال نمبر ۴ میکلوڈ روڈ لاہور

بچوں کا صفحہ

ماں بیٹی

دھرتی ماتا کی کہانی

زمین کا قصہ سننے کا زینب کو کچھ ایسا شوق لگا تھا کہ ادھر وہ سونے کے لئے لیٹی اور اُدھر اُس نے ماں سے تقاضا شروع کیا۔ ماں بولی کہ اچھا تم آج ایک بات اور بتا دو پھر ہم تمہیں زمین کی ساری کہانی سُنا دیں گے۔ زینب بولی کہ واہ آپ تو روز روز ایسے ہی جھگڑے بیچ میں نکال دیا کرتی ہیں۔ ہم اب کچھ نہیں بتائیں گے۔ پہلے آپ ہمیں کہانی سُنا دیجئے۔ پھر جو کچھ جی میں آئے ہم سے پوچھ لیجئے گا۔ ماں نے کہا کہ ایسی عمدہ کہانی نہیں ایسی آسانی سے سُننے کو تھوڑا ہی ملجائیگی۔ پہلے جتنی باتیں تم جانتی ہو ہمیں بتادو پھر ہم تمہیں کہانی سُنا دینگے۔ زینب نے کہا اچھا پوچھئے۔ ماں نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ ہماری یہ زمین چل رہی ہے یا ٹھہری ہوئی ہے۔ زینب بولی امی جان آپ تو ایسی فضول سی باتیں پوچھا کرتی ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی۔ زمین نگوڑی میں کوئی جان رکھی ہے جو وہ چلیگی۔ ماں نے کہا کہ جب تم لٹو گھماتی ہو اور وہ بڑی دیر تک گھومتا رہتا ہے تو اس میں کیا جان ہوتی ہے جو وہ گھومتا ہے؟ زینب نے کہا کہ اسے تو ہم گھما دیتے ہیں۔ ماں نے کہا اسی طرح اگر کوئی شخص زمین کو گھما دے تو وہ بھی تو گھوم سکتی ہے۔ زینب نے کہا کہ اتنا بڑا آدمی کہاں سے آئیگا جو اتنی بڑی زمین کو گھما دے؟ ماں نے کہا کہ بیشک اتنا بڑا آدمی تو کوئی نہیں ہے۔ مگر جس خدا نے سب کچھ پیدا کیا ہے اس میں تو اتنی طاقت ہے کہ زمین آسمان اور ایسی ایسی ہزاروں لاکھوں کروڑوں زمینیں ہوں تو سب کو گھما دے۔ زینب چپ ہو گئی تو ماں نے کہا کہ زمین کا گھومنا تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور آ بھی کیسے سکتا ہے۔ وہ گھومتی بھی تو ایسی چپ چاپ ہے کہ ذرا سی بھی آواز نہیں ہوتی اور نہ ذرا سا جھٹکا لگتا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ جب تم بمبئی گئی تھیں تو راستہ میں کئی دفعہ تم نے کہا تھا کہ امی جان ریل کھڑی ہو گئی۔ مگر پھر جب تم نے کھڑکی میں سے چیزوں کو دیکھا تو تمہیں معلوم ہوا کہ ریل چل رہی ہے۔ زینب نے خوش ہو کر کہا کہ جی ہاں کئی دفعہ مجھے ایسا ہی معلوم ہوا تھا کہ ریل کھڑی ہوئی ہے۔ ماں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ جب ہم کسی ایسی چیز پر سوار ہوں جو بہت تیز چل رہی ہو تو ہمیں اس کا چلنا بالکل معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر جھٹکے نہ لگیں یا باہر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے تو ہمیں بالکل خبر نہیں ہو سکتی کہ ہم چل رہے ہیں۔ ریل اور موٹر میں برابر جھٹکے بھی لگتے رہتے ہیں اور باہر کی چیزیں بھی جلدی جلدی ہماری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتی رہتی ہیں۔ اسلئے ہمیں برابر معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہم چل رہے ہیں۔ لیکن بڑی بڑی کشتیوں اور غباروں میں بیٹھ کر ہم کوسوں چلے جائیں تب بھی ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارا غبارہ یا کشتی چل رہی ہے۔ زینب بولی کہ امی جان کشتی میں تو ضرور معلوم ہوتا ہوگا۔ اس میں تو برابر باہر کی چیزیں دکھائی دیتی رہتی ہونگی۔ ماں نے کہا کہ ہاں جب تک کشتی کنارے کے پاس رہتی ہے تو چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن جب کنارہ سے سینکڑوں کوس پر نکل جاتی ہے تو پھر سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اور اگر ہم گھنٹوں نظر جمائے دیکھتے رہیں تب بھی وہی پانی اور آسمان نظر آتا ہے اور نگاہ کے سامنے برابر وہی ایک چیز رہتی ہے۔ زینب نے کہا کہ امی جان تب تو کشتی میں بیٹھ کر بڑا جی گھبراتا ہوگا۔ ماں نے کہا کہ نہیں۔ اب آجکل تو بڑے بڑے جہاز بن گئے جو ریل ہی کی طرح انجنوں سے چلتے ہیں اور ان میں اتنی جگہ ہوتی ہے کہ مسافروں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے گھر میں ہیں۔ زینب بولی کہ میری امی جان ہمیں جہاز دکھا دیجئے۔ جہاز میں بیٹھنے کو میرا بڑا دل چاہتا ہے۔ ماں نے کہا کہ دیکھو اللہ نے چاہا تو ابکی دفعہ حج کو چلیں گے تو جہاز میں بھی بیٹھ لینا۔ اتنے میں ماما نصیبن نے پکارا۔ بیوی ہانڈی جلی جا رہی ہے۔ اور ماں زینب سے یہ کہکر کہ باقی کہانی پھر کہیں گے۔ باورچیخانہ چلی گئی۔

ایک عجیب مُرغی

اگر ڈیڑھ مرغی ڈیڑھ دن میں ڈیڑھ انڈا دیا کرتی ہے تو ایک مرغی چھ دن میں کتنے انڈے دیگی۔

حُکم کا بندہ گولا

لو آؤ آج تمھیں ایسا عجیب غریب گولا بنانا سکھا دیں جو تمھارے حکم کے موافق کام کیا کرے۔ اور جو کچھ تم پوچھو اس کا جواب دیا کرے۔ پہلے تم ایک لکڑی کا چھوٹا سا گولا خرادی سے خراد پر اُتروا لو۔ یہ گولا بہت بڑا نہ ہو بلکہ معمولی ربڑ کی گیند سے چھوٹا ہونا چاہیئے۔ اب تم ایک برما لیکر گولے کے ایک سرے پر سوراخ کرنا شروع کرو۔ مگر یہ سوراخ سیدھا نہ ہونا چاہیئے بلکہ ایک طرف کو آڑا ہونا چاہیئے اور آرپار بھی نہ ہونا چاہیئے بلکہ گولے کی موٹائی میں آدھی سے کچھ زیادہ دُور تک ہونا چاہیئے جیسا کہ اس تصویر سے معلوم ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے دلچسپ چلیپائی معمّے

بچو! ان معمّوں کے حل کرنے سے تم کو بہت فائدہ ہوگا بشرطیکہ تم خود حل کرنے کی کوشش کرو اور کسی دوسرے سے مدد نہ لو۔ معمّوں کے حل صرف اُن نقشوں پر بھیجنے چاہئیں جو نیچے چھپے ہوئے ہیں جن بچوں کے حل بالکل صحیح ہونگے اُن کو کوئی کارآمد تحفہ انعام میں دیا جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ انعام صرف اُن حل بھیجنے والے بچوں کو ملیگا جو چچا بھتیجوں کی انجمن کے ممبر ہوں گے۔ جو حل کٹے پھٹے ہونگے یا صاف نہیں پڑھے جائینگے وہ ردّی کر دیئے جائینگے۔

تمام حل ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء تک پہنچ جانے چاہئیں

اشارات عرضی (دہنی طرف سے بائیں طرف)

۱۔ اس سے آدمی کا اعتبار بڑھتا ہے
۳۔ یہ اچھی ہونے سے لیڈری چمک جاتی ہے۔
۷۔ اس کا پھولوں کا ساتھ ہے
۹۔ مہذب لڑکے بڑوں کے سامنے ...... یہ نیچی رکھتے ہیں۔
۱۰۔ کلرنمی کے بے ترتیب حروف
۱۲۔ بار بار زبان سے کہنا
۱۳۔ لفظ "بھی" پوچھا جائے کے بے ترتیب
۱۷۔ دوپہر کو تھوڑا سا سونا۔
۱۹۔ اپنے لڑکوں کی صحبت سے ہمیشہ بچنا چاہیئے
۲۱۔ خطرہ میں یہ ہمیشہ مضبوط رکھنا چاہیئے
۲۲۔ مکان اونچا ہونے سے چوری کا اندیشہ رہتا ہے
۲۳۔ یہ خوب کھانے چاہئیں۔
۲۴۔ انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت
۲۵۔ لڑائی کے میدان کی ہندی کے اُلٹے ہجے۔

اشارات طولی (اوپر سے نیچے)

۱۔ اس سے وہ کنجوس اچھا جو فوراً جواب دیدے
۲۔ اس کی سلامتی پر کبھی کتے بھونکتے ہیں۔
۴۔ نس
۵۔ خوشحالی میں یہ بہت بجاتے ہیں۔
۶۔ کنوئیں سے پانی کھینچنے کا چرخ
۸۔ جس میں مٹی لگی ہو اسکے بے ترتیب حروف
۱۱۔ جس گاڑی میں کمانیاں نہیں ہوتیں اس میں بہت لگتی ہے۔
۱۴۔ جو کام ...... سے کیا جاتا ہے وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا
۱۵۔ یہ نہ ہو تو انسان انسان نہ رہے۔
۱۶۔ حرفوں کا بے ترتیب لکھنے سے مشہور شاعر کا تخلص بنتا ہے۔
۱۸۔ وہ مطلق العنان فرمانروا جس سے ساری دنیا کا امن خطرہ میں ہے۔
۲۰۔ بیشمار غریبوں کو یہ بھی میسر نہیں ہوتی۔
۲۲۔ سانپ کا زہر اسی میں ہوتا ہے۔

اشارات عرضی (بائیں طرف سے دائیں طرف)

۱۔ اس کا پھل ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔
5۔ صحت کیلئے صاف ...... بہت ضروری ہے
7۔ سؤر اونا۔
۹۔ یہ ہمیشہ درخواست دیکر لینی چاہیئے۔
12۔ قانونی
13۔ کل شرط
14۔ سکنا۔
15۔ ایک
16۔ "سبندی" کے بے ترتیب حروف
18۔ جاگ
19۔ "تین" کے بے ترتیب حروف
20۔ تختہ۔
21۔ آپ لوگ

اشارات طولی (اوپر سے نیچے)

1۔ تم کو اپنی ...... ہمیشہ پسندیدہ رکھنی چاہیئے۔
2۔ اس سے انگریز نیک شگون لیتے ہیں۔
3۔ علامت اضافت
4۔ ایسے لڑکے ہمیشہ ٹھنڈی رہتے ہیں۔
6۔ چرخی جس پر سوت لپٹا ہو۔
8۔ جونک
10۔ ایک مرتبہ ناکام ہونے پر کوشش کرنی چاہیئے۔
11۔ خود بینی
15۔ باربرداری کا جانور۔
16۔ آدمیوں کی انگریزی کے بے ترتیب حروف۔

بچوں کا چلیپائی اُردو معمّہ نمبر ۴

بچوں کا چلیپائی انگریزی معمّہ نمبر ۴

گولے کے دوسرے سرے پر سے سوراخ کرنا شروع کرو اور یہ بھی ترچھا ہی ہونا چاہئے تاکہ اندر جاکر پہلے سوراخ میں مل جائے جیسا کہ تصویر سے معلوم ہو رہا ہے۔ اب تمہارے پاس گولے میں ایک سوراخ تو ہو گیا ہے مگر سیدھا نہیں ہے بلکہ ٹیڑھا ہے اس سوراخ میں ایک طرف سے ایک مضبوط ڈوری ڈال کر دوسری طرف نکال لو جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہے۔ اب اس گولے کی ڈوری کو دونوں طرف سے پکڑ کر اس طرح اٹھاؤ۔

اس طرح دونوں ہاتھوں سے ڈوری کو پکڑ کر جب تم اسے تانے رہوگے اس وقت تک گولا اسی جگہ رکا رہیگا لیکن اگر تم ڈوری کو ذرا ڈھیلا کروگے تو نیچے کو کھسکنے لگیگا جبھی تم ڈوری تان لوگے تو وہ رک جائیگا۔

اب تمہارا جادو کا گولا تیار ہے اور تم تماشا دکھانے کے لئے اسے سب کے سامنے لا سکتے ہو۔ تم سب لوگوں سے کہدو کہ تم نے اس گولے پر جادو کر دیا ہے اور وہ تمہارے حکم کے مطابق کام کرتا ہے۔ پہلے ڈوری کو تان کر اسے اٹھاؤ تو وہ ایک جگہ ٹھہرا رہیگا۔ پھر گولے سے یہ کہکر کہ "نیچے آؤ" ڈوری کو ذرا ڈھیلا کر دو تو گولا نیچے کو اترنے لگیگا پھر اسے حکم دیدو کہ "بس رک جاؤ" اور ڈوری تان لو وہ فوراً رک جائیگا۔ اب تم یہ دیکھو کہ تماشا دیکھنے والے کتنے ہیں۔ فرض کرو کہ پانچ آدمی ہیں تم گولے سے کہو کہ بتاؤ اس کمرے میں کتنے آدمی ہیں یہ کہکر گولے کو پانچ مرتبہ ذرا ذرا سا نیچے اتار کر روک روک لو اور پانچویں دفعہ رکنے کے بعد اسے روکے رکھو اور گن کر سب کو بتادو کہ پانچ ہیں۔ فرض کرو کہ جس دن تم تماشہ دکھا رہے ہو اس دن تیسری تاریخ ہے تو تم گولے سے پوچھ سکتے ہو کہ آج کونسی تاریخ ہے۔ اور تین دفعہ اس کے اترنے اور رکنے سے تم گن کر بتا سکتے ہو کہ گولے نے کیا جواب دیا۔

اسی طرح تم گولے کو حکم دے سکتے ہو کہ ہم جو کچھ پوچھتے ہیں اگر اس کا جواب "ہاں" ہو تو ایک دفعہ نیچے اترنا۔ اور اگر جواب "نا" ہو تو دو دفعہ۔ پھر تم اس سے جو کچھ چاہو پوچھ سکتے ہو۔ اور جو کچھ چاہو جواب لے سکتے ہو۔

گولے سے تم یہ بھی پوچھ سکتے ہو کہ فلاں لڑکے کا نام کیا ہے یہ پوچھ کر گولے کو حکم دیدو کہ ہم الف۔ بے۔ تے منہ سے کہتے جائیں گے جب ان کے نام کا پہلا حرف آئے تو تم ایک دفعہ نیچے اترنا۔ اس طرح پہلا حرف معلوم ہو جائے تو پھر دوسرا اور تیسرا اور چوتھا حرف غرضکہ پورا نام پوچھا جا سکتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس لڑکے کا نام تمہیں معلوم ہو تاکہ تم اس کے نام کے حرفوں پر برابر اسے ذرا ذرا سا نیچے اتارتے رہو۔

جو کرنا ہے ابھی کرلو

(از جناب شفیع الدین صاحب نیر)

گزشتہ زمانہ تو جا ہی چکا[1] — جواب آئیگا اعتبار اس کا کیا
جو موجود ہے بس وہی ہے کام کا — کہیں تم اسے بھی نہ دینا گنوا
جو کرنا ہے کرلو اسی وقت ابھی
یہی زندگی ہے یہی زندگی

یہ سچ ہے جو تم اٹھ کھڑے ہو ذرا — تو ہے سہل ہر کام چھوٹا بڑا
مگر صرف باتوں سے ہوتا ہے کیا — کہا ٹھیک یہ جس کسی نے کہا
جو کرنا ہے کرلو اسی وقت ابھی
یہی زندگی ہے یہی زندگی

گئے کچھ نہ کچھ دور جو چل پڑے — جہاں تھے وہاں سے تو آگے بڑھے
مگر جو ارادہ ہی کرتے رہے — وہ بیٹھے وہیں رہ گئے اس لئے
جو کرنا ہے کرلو اسی وقت ابھی
یہی زندگی ہے یہی زندگی

یہ مانا کہ محنت اکارت گئی — یہ مانا کہ ناکام کوشش رہی
یہ سچ ہے کہ کم تم نے ترقی نہ کی — مگر ہرج کیا ہو گیا پھر سہی
جو کرنا ہے کرلو اسی وقت ابھی
یہی زندگی ہے یہی زندگی

اگر چاہتے ہو زمانہ میں نام — اگر چاہتے ہو کرو کوئی کام
اگر چاہتے ہو رہو شاد کام — نہ کہتے رہو آج کل صبح شام
جو کرنا ہے کرلو اسی وقت ابھی
یہی زندگی ہے یہی زندگی

[1] یہ شعر بچوں کے سالنامہ میں چھپا تھا۔ اسی کی بنیاد پر یہ نظم لکھی گئی ہے۔

آپ کی کیا عمر ہے؟

کلثوم سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہے؟ کلثوم بڑی عقلمند لڑکی تھی۔ اور اپنی باتوں سے سب کو حیران کر دیا کرتی تھی۔ بولی کہ جی تین برس کے بعد میری عمر اس سے تگنی ہو جائے گی جتنی تین برس پہلے تھی کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ کلثوم کی کیا عمر تھی۔ دیکھیں تم ہی بتا دو۔

پیڑوں کی چڑیاں

دو درختوں پر کچھ چڑیاں بیٹھی تھیں۔ زبیدہ نے دونوں پیڑوں کی چڑیاں گنیں۔ اور بولی کہ اگر نیم کے درخت سے ایک چڑیا اڑ کر املی پر جا بیٹھے تو املی پر نیم سے دوگنی چڑیاں ہو جائیں۔ لیکن اگر املی سے ایک چڑیا اڑ کر نیم پر آ بیٹھے تو دونوں پیڑوں پر برابر برابر چڑیاں ہو جائیں گی۔ بتاؤ املی اور نیم پر کتنی کتنی چڑیاں ہیں۔

پینتالیس ۴۵ کی تفریق

کیا تم پینتالیس میں سے پینتالیس کو اس طرح تفریق کر سکتے ہو کہ پینتالیس ہی باقی بچیں۔

ایک کا منہ پورب ایک کا پچھم

ایک شخص کے پاس دو بھینسیں تھیں۔ اور وہ انھیں ہمیشہ اس طرح باندھا کرتا تھا کہ ایک کا منہ ٹھیک پورب کی طرف کو ہوتا تھا۔ اور دوسری کا ٹھیک پچھم کی طرف۔ مگر تماشا یہ ہے کہ یہ دونوں بھینسیں خدا جانے کس طرح ایک ہی ناند میں سے سانی کھایا کرتی تھیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ڈاکخانہ یا بنیے کی دوکان

ایک دیہاتی کسی شہر کے بڑے ڈاکخانہ میں پہنچا اور کھڑکی پر پہنچکر بابو سے کہنے لگا۔ "بابوجی! ایک پیسہ کی مرچیں دیدیجئے۔"

بابوجی۔ بھئی یہ ڈاکخانہ ہے۔ بنیے کی دوکان نہیں۔

دیہاتی۔ واہ بابوجی آپ لوگ اتنے قدامت پسند ہیں ہمارے گاؤں کے ڈاکخانہ میں تو مرچ، دھنیا، بادام، اخروٹ سبھی کچھ فروخت ہوتا ہے۔

قبلہ مولینا

(بقیہ صفحہ ۳ کالم نمبر ۳)

کر دینگے۔ بشرطیکہ قبلہ مولانا آئندہ کسی موقع پر بھی اپنا وطن مالوف بتلانے میں تکلف سے کام نہ لیا کریں۔ نیز کسی بندہ مجبور ایڈیٹر کی خامہ فرسائی کے وقت اپنے جاذب نظر وجود کے انداز نزول سے ایک عدد کرسی کے نقصان کا باعث نہ ہوں۔

ہمیں امید ہے خوشوقت کا آئندہ ایڈیشن ہمارے اور قبلہ مولانا کے اس سفرنامہ کی دلچسپیوں سے معمور ہوگا۔

کامن سنس کراس ورڈ معمے لاٹری نہیں ہیں

میسور ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

عدالت کی رائے۔ "کامن سنس کراس ورڈ معموں کے حل کرنے کیلئے قابلیت کی ضرورت ہے، 'اتفاق' کو اس میں بہت کم دخل ہے"

"یونیورسٹیوں کے امتحانات میں بھی نتائج پر اتفاق کے اثر انداز ہونے سے کلیۃً انکار نہیں کیا جاسکتا۔"

"بمبئی کے السٹریٹیڈ ویکلی آف انڈیا کے کامن سنس کراس ورڈ معموں کو لاٹری یا قمار بازانہ قسمت آزمائی سے تعبیر کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان انعامی مقابلوں میں اتفاق کو کچھ دخل ضرور ہے لیکن محض اس وجہ سے کہ اتفاق کو ان میں دخل ہے۔ یہ انعامی مقابلے لاٹری نہیں قرار دیے جاسکتے۔ میرے خیال میں ہنرمندی کا کوئی کھیل بھی ایسا نہیں ہے جس میں اتفاق کو مطلق دخل نہ ہو۔ بلکہ یونیورسٹی کے امتحانات میں بھی اتفاق کے نتائج پر اثر انداز ہونے سے کلیۃً انکار نہیں کرسکتا۔ کسی انعامی مقابلہ میں اتفاق کو دخل ہونا اس مقابلہ کو لاٹری قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔"

یہ رائے میسور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر ڈارسی ریلی نے اس اپیل کا فیصلہ سناتے ہوئے ظاہر کی ہے جو ایس۔ وائی بیجلے سی اور ڈی کرشنا راؤ ساکنان میسور نے کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۴۰ کے انعام تعدادی -/۱۶۰۰۰ روپے کی تقسیم کی بابت دائر کیا تھا۔

مذکورہ انعام میسور کے ایک مدرس ایس۔ کرشن آیا کو ملا تھا۔ بیجلے سی اور ڈی کرشنا راؤ نے دعوے کیا تھا کہ وہ اور کرشن آیا نمبر ۴۰ سے پہلے السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا کے کئی کامن سنس کراس ورڈ مشترکہ طور پر حل کرچکے تھے۔ اور ان کے آپس میں یہ زبانی طے ہوگیا تھا کہ وہ کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۴۰ کا حل بھی مشترکہ بھیجیں گے اور اگر کوئی انعام مل گیا تو انعام کی رقم کے وہ تینوں بحصۂ مساوی حقدار ہوں گے۔ چنانچہ اس سمجھوتہ کے بموجب نمبر ۴۰ کے اٹھارہ مختلف حل بھیجے گئے جن میں سے ایک پر -/۱۶۰۰۰ روپے انعام ملا۔ بیجلے سی اور کرشنا راؤ کہتے تھے کہ ان کو اس رقم میں سے دو تہائی ملنی چاہئے۔ کرشنا آیا کو کسی معاہدہ کے ہونے سے انکار تھا۔ اور ان کا یہ بھی عذر تھا کہ مبینہ معاہدۂ شرکت "شرط بدنے" کی تعریف میں آتا ہے۔ اس لئے وہ قانوناً قابل نفاذ نہیں ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میسور نے جس نے اولاً اس مقدمہ کی سماعت کی تھی یہ قرار دیکر کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا دعوی کو خارج کردیا تھا۔ بیجلے سی اور کرشنا راؤ نے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

اپیل منظور ہوگیا

چیف جسٹس سر ڈارسی ریلی اور مسٹر جسٹس نگینور آئیر نے اپیل منظور کرلیا اور بیجلے سی اور کرشنا راؤ کو [illegible] روپیہ میں سے (مع فیصدی شرح سود کے ساتھ) دو تہائی رقم اور دونوں عدالتوں کے خرچہ کی ڈگری دیدی۔ چیف جسٹس نے یہ قرار دیا کہ کرشن آیا۔ بیجلے سی اور کرشنا راؤ کے درمیان ایک جائز معاہدہ ہوا تھا۔ جس کے ثبوت میں کافی شہادت موجود ہے۔ اس تنقید کے متعلق کہ آیا یہ انعامی مقابلہ "شرط بدنے" کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں۔ چیف جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی کہ السٹریٹڈ ویکلی کا کسی رقم کا جیت لینا یا ہار جانا کسی خاص امر کے وقوع میں آنے پر موقوف نہیں ہے اگر کوئی شخص بالکل صحیح حل بھیج دیتا ہے تو اس کو انعام مل جاتا ہے اگر وہی حل بہت سے لوگ بھیجتے ہیں تو انعام سب میں تقسیم ہوجاتا ہے السٹریٹڈ ویکلی کے متعلق رقم انعام روانہ کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس کو شرط بدنا یا بازی لگانا نہیں کہا جاسکتا۔

چیف جسٹس نے یہ بھی قرار دیا کہ "السٹریٹڈ ویکلی" کے کراس ورڈ معمے لاٹری نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے حل کرنے میں بڑی قابلیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ انعامی مقابلہ لاٹری اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ انعام جیتنا محض حسن اتفاق پر منحصر ہو۔

خوشوقت کا خیر مقدم

(معزز معاصر ہمایوں آباد) یہ ایک نیا اخبار ہے جو ...... کی ادارت میں دہلی شاہدرہ سے جاری ہوا ہے اور غالباً ہندوستان میں اردو میں اپنے رنگ کا واحد معمائی اخبار ہے جس میں بچوں کے دماغی تفریح اور ذہنی ورزش کے لئے موزوں ترین چلیپائی لفظوں کے اردو معمے اردو و انگریزی دونوں زبانوں میں درج کئے جاتے اور حل کنندگان کو معقول انعامات دے جاتے ہیں معموں کے علاوہ خوشوقت میں دلچسپ پُرمغز سیاسی و ادبی مضامین بھی ہوتے ہیں پالیسی کے لحاظ سے خوشوقت آزاد ہے۔ ادبی مضامین و افسانوں کا معیار بلند ہوتا ہے اور سیاسیات حاضرہ پر ایڈیٹر کے نوٹ پُرمغز و بے لاگ ہوتے ہیں غرضکہ خوشوقت دلچسپ قابل دید پرچہ ہے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ سب اعلیٰ۔

معزز معاصر ذوالقرنین بدایوں کی رائے۔ تصویریں اور معمے اس اخبار کے بچوں کی دلچسپی کا خاص ذخیرہ ہوتا ہے۔ چچا بھتیجوں کا کالم اس غرض سے قائم کیا گیا ہے کہ ایڈیٹر صاحب چچا کی حیثیت سے اس کالم میں بچوں سے باتیں کیا کریں۔ اس لئے بچوں میں یہ اخبار روز بروز ہردلعزیز ہوتا جاتا ہے۔ عام معلومات کے مضامین بھی نہایت دلچسپ ہوتے ہیں۔ اس کے مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ایڈیٹر فرقہ وارانہ خیالات سے بہت دور ہے اور حب وطن اور قوم پرستی اس کا مسلک ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہندو اور مسلم قوم پرست طبقوں میں اس کی قدر کی جائے گی۔

جوب اکسیر

جریان اور احتلام کی شرطیہ دوا

بیس سال سے یہ دوا فروخت ہورہی ہے ہر قسم کے جریان اور احتلام یعنی شیطانی خواب کو دور کرکے چہرہ پر رونق اور قوت لاتی ہے۔ جبتک یہ موذی مرض موجود ہو کسی قسم کی غذا یا طاقت کی دوا فائدہ نہیں کرتی سب سے اول اس کا علاج کیجئے۔ اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس منگا سکتے ہیں۔ سو فیصد مجرب ہے۔

قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک ۔/۔ آنے۔

منیجر ہندی و یونانی دواخانہ

۲۹ بیڈن روڈ۔ لاہور

پیامِ نسواں

خواتین ہند کے لئے ایک ترقی پسند ماہوار رسالہ

جس میں

ہندوستان کی مشہور خواتین اور ادیبوں کے علمی و ادبی مقالے۔ اخلاقی و معاشرتی افسانے۔ مزاحیہ مضامین روح پرور نظمیں نجوم و قیافہ کی دلچسپیاں۔ طبی معلومات اور کشیدہ کاری کے نت نئے نمونے شائع ہوتے ہیں

زیر ادارت

آنسہ رابعہ سلطانہ۔ نگار۔ اور شمیم آرا بیگم نجمہ۔ کتابت خوبصورت طباعت دلفریب کاغذ چکنا سفید

سالانہ چندہ دو روپے

[illegible]

منیجر پیام نسواں ۔ حلقۂ اشاعت ۔ لکھنؤ

تشریحات سربمہر حل خوشوقت چلیپائی معمہ نمبر ۳

(بقیہ صفحہ ۶)

۱۱ تحتی۔ اسکا کاروبار پر کبھی بُرا اثر بھی پڑتا ہے۔ نوٹ (لوچ) (نوش) (لون)۔ اشارہ کی ترکیب سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہاں جس لفظ کا اثر مقصود ہے اس کا اثر عموماً کاروبار پر اچھا پڑتا ہے لیکن کبھی بُرا بھی پڑتا ہے ایسا لفظ مذکورہ متبادل لفظوں میں صرف لوچ ہی ہے جس کے معنی مزاج کی نرمی کے ہیں۔ ایک ایسا شخص جس کا مزاج سخت اور کرخت نہ ہو عموماً کاروبار کے لئے مفید ہوتا ہے لیکن کبھی اس کی نرم مزاجی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسی صورتوں میں لوچ کا اثر کاروبار پر بُرا پڑتا ہے۔

(لون) یعنی چہرے کی رنگت کا مفید یا مضر اثر صرف بعض کاروبار وں پر پڑتا ہے سب پر نہیں۔ نوٹ اور لوبھ کا اثر کاروبار پر عموماً بُرا پڑتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ان کا کاروبار پر اچھا اثر پڑے۔

۱۳ تحتی۔ اس طرح چلنے کی وجہ عموماً کوئی اخلاقی کمزوری ہوتی ہے۔ کترا کر (اِترا کر) اترا کر چلنا خود ہی ایک خاص اخلاقی کمزوری ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کی وجہ عموماً کوئی اخلاقی کمزوری ہوتی ہے صحیح نہیں ہے۔ کترا کر یعنی راستہ کاٹ کر یا آنکھ بچا کر چلنے کی جو وجوہ ہو سکتی ہیں اُن میں زیادہ تر ایسی ہی ہیں جو اخلاقاً جائز نہیں کہی جا سکتیں مثلاً قرض کے تقاضہ کا اندیشہ۔ یا وعدہ نہ پورا کرنے کی شرمندگی یا جواب نہ دے سکنے کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اسلئے کترا کر اس اشارہ کیلئے صحیح سمجھا گیا۔

۱۴ تحتی۔ جسکا یہ خراب ہو جاتا ہے گویا اُس کی کاروباری زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ نام (کام) کاروباری دُنیا میں ایسی ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں کہ تمام خراب ہو جانے پر بھی باہمت لوگوں نے ہمت سے کام لیکر اپنی کاروباری زندگی بنائی ہے اور لاکھوں آدمی ایسے موجود ہیں جو ایک دفعہ نہیں کئی کئی دفعہ کام خراب ہو جانے کے بعد بھی کاروباری زندگی سے کنارہ کش نہیں ہوئے ہیں اس لئے کام اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا نام خراب ہو جانے یعنی کاروباری دُنیا میں بدنام ہو جانے کا جو تباہ کن اثر کاروبار پر پڑتا ہے وہ گویا کاروباری زندگی کی موت کا مترادف ہوتا ہے کیونکہ ایک بدنام کاروباری کا کاروبار شاذ و نادر ہی کامیابی سے چلتا ہے اور چلتا بھی ہے تو اس طریقے سے جیسے کوئی بستر مرگ پر دم توڑ رہا ہو۔

۱۵ تحتی۔ جابر شخصی حکومتیں شہری آدمیوں کو یہ اُٹھانے کا موقع نہیں دیتیں۔ شر (شہر) شر اُٹھانا یعنی فتنہ فساد برپا کرنا اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ شر اُٹھانے والے کا کافی اثر و رسوخ قایم ہو جائے اس لئے جو حکومتیں محض شخصی ہی نہیں بلکہ جابر بھی ہوتی ہیں وہ شہری آدمیوں کا اتنا اثر و رسوخ ہی نہیں قایم ہونے دیتیں کہ انکو شر اُٹھانے کا موقع ملے یعنی وہ شہری آدمیوں کو دبا کر رکھتی ہیں اور ان کو سر اُٹھانے کا یعنی اپنا اثر و رسوخ قایم کرنے کا موقع نہیں دیتیں۔ حکومتوں کے ساتھ "جابر و شخصی" کی قید اسپر دلالت کر رہی ہے کہ یہاں "شر اُٹھانا" نہیں بلکہ شر کا بیج بونے کے لئے زمین تیار کرنا یعنی سر اُٹھانا مراد ہے۔

۱۶ تحتی۔ غلامی کا یہ اسکی علامت ہے کہ ابھی تک آزادی نصیب نہیں ہوئی

طوق (ذوق) (شوق)۔ شوق اور ذوق ان دونوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آزادی مل گئی ہے۔ مگر اس کا مزا یا شوق باقی ہے۔ لیکن اشارہ میں ایسا لفظ لانا ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ آزادی ابھی نہیں ملی ہے اور وہ طوق ہے یعنی طوق غلامی کا گردن میں ہونا۔

۱۹ تحتی۔ جن میں یہ ہوتی ہے وہ اُن کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہے جن میں یہ نہیں ہوتی۔ دیا (حیا) جس شخص کی طبیعت میں حیا یعنی شرم اور جھجک ہوتی ہے اس کا اول تو کامیاب ہونا ہی مشکل ہے اور ایسے شخص کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہونا تو تقریباً ناممکن ہے جس میں شرم اور جھجک نہیں ہوتی لہذا حیا یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ دیا اس وجہ سے صحیح ہے کہ ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں جو کسی کے ساتھ عنایت و مہربانی یعنی دیا نہیں کرتا وہ شخص ضرور زیادہ کامیاب ہوتا ہے جو اپنی دیا یعنی عنایت و مہربانی کی وجہ سے بہت لوگوں کو اپنا ہمدرد و دوست بنا لیتا ہے۔

۲۳ تحتی۔ ہو سکتا ہے کہ کامیاب لوگوں کی کامیابی میں اسکو بھی دخل ہو۔ جسم (جسم) (جنگ) (جنس) (جلن) (جتن) وغیرہ۔ جتن (کوشش و تدبیر) کو تقریباً ہمیشہ کامیاب لوگوں کی کامیابی میں دخل ہوتا ہے۔ اسلئے جتن اس اشارہ کیلئے سب سے کمزور لفظ ہے۔ جسم۔ جنگ۔ جنس اور جلن یہ سب الفاظ اس شکل میں صرف اُس صورت میں موزوں ہو سکتے تھے جبکہ سب کامیاب لوگوں کے متعلق نہیں بلکہ صرف بعض کامیاب لوگوں کے متعلق یہ کہا جاتا کہ انکی کامیابی میں اس کو بھی دخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بعض کامیاب لوگوں کی کامیابی میں جسم کو بھی دخل ہو سکتا ہے اور بعض کی کامیابی میں جنس۔ جنگ۔ اور جلن کو بھی لیکن سب کامیاب لوگوں کی کامیابی میں خواہ انکی کامیابی کسی نوعیت کی ہی ہو صرف قسمت یعنی پیدائشی اثرات و حالات ہی کو دخل ہو سکتا ہے۔

۲۵ تحتی۔ خدا کا یہ سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔ در (گھر) خدا کے گھر سے صرف وہ عبادت خانے ہی مراد لئے جا سکتے ہیں جہاں خدا کی عبادت ہوتی ہے اور بدقسمتی سے کسی قوم کے عبادت خانے بھی خدا کے سب بندوں کیلئے کھلے ہوئے نہیں ہیں اور نہ سب خدا کے بندوں کیلئے ان کا کھلنا موجودہ خدا پرستی کے دور میں ممکن ہے خدا کا در ہی ایک ایسی چیز ہو سکتی ہے جس کے متعلق استعارتاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سب کے لئے کھلا ہوا ہے یعنی جو خدا تک پہنچنا چاہتے ہیں خدا کی طرف سے ان کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

نظرے خوش گذرے

(زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے تبسم اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہضم کیلئے تحریک)

ایڈورٹائزنگ منیجر۔ آپ نے کل ہمارے اخبار میں جو چوکیدار کی ضرورت کا اشتہار شائع کرایا تھا۔ کہئے کوئی نتیجہ برآمد ہوا۔

دوکاندار۔ جی ہاں گذشتہ رات میری دوکان میں نقب لگ گیا اور تمام قیمتی سامان چوری ہو گیا۔

مارگیرٹ۔ کہو بہن۔ میری جارج سے آپ کی ملاقات کس طرح ہوئی۔ یہ جوان تو واقعی محبت کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔

میری۔ سچ کہتی ہو مارگریٹ۔ میری اور جارج کی ملاقات اس طرح ہوئی کہ میں اپنے شوہر کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئی سڑک پر جا رہی تھی کہ جارج نے اپنی کار سے میرے شوہر کو کچل ڈالا۔ میرا شوہر تو اسی وقت ہلاک ہو گیا اور میں جارج کی محبت کی اسیر ہو گئی۔

اسکول ماسٹر۔ بتاؤ بچو بنجر کسے کہتے ہیں۔

محمود۔ ... جہاں کوئی چیز نہ اُگ سکے۔

ماسٹر۔ مثال دو۔

محمود۔ ماسٹر صاحب جیسے آپ کا سر

خالد۔ لطیف کیا وجہ تمہارے پاس گرم انڈے ہیں۔ میرے پاس جو انڈے ہیں وہ سرد ہیں۔

لطیف۔ خالد تمہاری والدہ نے ان کو ٹھنڈے پانی میں اُبالا ہوگا۔

ایک لیڈی صاحبہ انٹر کلاس (مردانہ) میں داخل ہوئیں اور ایک طرف بیٹھ گئیں۔ ایک ہندوستانی مرد بھی اسی ڈبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔

ہندوستانی۔ محترم لیڈی صاحبہ۔

لیڈی صاحبہ۔ خبردار۔ جو تم نے زبان کھولی۔ میں ابھی خطرہ کی زنجیر کھینچکر ٹرین رکوا دوں گی۔

جب کبھی ہندوستانی نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیڈی صاحبہ نے یہی دھمکی دیکر زبان بند کر دی۔ بالآخر ٹرین ایک اسٹیشن پر ٹھہری تو ہندوستانی سے ضبط نہ ہو سکا

محترم لیڈی! آپ میرے خریدے ہوئے رس گلوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور برابر گیارہ میل سے بیٹھی چلی آ رہی ہیں۔

رس گلوں کے ساتھ لیڈی صاحبہ کے کپڑے بھی تر ہو چکے تھے۔

گزارش

مندرجہ بالا تشریحات کو بغور پڑھنے کے بعد بھی اگر کسی سمجھدار اور تعلیم یافتہ صاحب کا اطمینان نہ ہو تو وہ براہ کرم اپنے شبہات اور دلائل سے مجھ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ مجھے بھی اسکا اطمینان ہو جائے کہ میری غلطی ہے اور آئندہ میں اس قسم کی غلطی کرنے سے احتیاط کروں

تشریحات شائع ہونے سے قبل ہی بعض حضرات نے اپنی رائے پر وثوق ہونے کی بنا پر میری عقل و فہم ہی پر نہیں بلکہ نیک نیتی پر بھی حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں غلطی سے مبرا ہونے کا میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ انسان جہاں صاحب عقل قابلیت کا انسان اسلئے غلطی کا مجھ سے ہو جانا ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب ہے۔ سوا سب حل کنندگان کا مطمئن کر دینا مجھ جیسے کم مایہ سے تو کیا ڈھائی ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے السٹریٹڈ ویکلی کے کراس ورڈ کے سٹاف سے بھی ممکن نہیں جسکا کام صرف معموں کا بنانا یا ان کی تشریحات وغیرہ لکھنا ہے۔ مجھکو معموں کے بنانے میں ایک دن سے زیادہ وقت نہیں ملتا اور اُردو معمے بنانے والوں کیلئے اتنی آسانیاں بھی نہیں ہیں جتنی انگریزی میں ہیں۔ خوشوقت کے قابل ناظرین اگر خوشوقت معموں کیلئے اچھے اشارات بھیجیں تو مجھے بہت آسانی ہو جائے۔ میں ان میں حسب ضرورت ترمیم کر کے اپنے کام میں لاؤں گا اور جو صاحب اشارات بھیجیں گے انکے نام شکریہ کے ساتھ خوشوقت میں شائع کر دیا کرونگا۔

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۵ کی اردو تشریحات اور مجوزہ حل

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۵ کے اشارات کے جو حل ہم نے ذیل میں پیش کئے ہیں وہ اگرچہ ہمارے علم وقیاس کے مطابق صحیح ہیں ان میں بعض کا غلط ثابت ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ اغلب ہے اس لئے آپ ہماری رائے پر ہرگز اعتماد نہ کیجئے بلکہ اشارات کو اپنی قابلیت اور تشریحات کی مدد سے اچھی طرح سمجھ کر اور متبادل الفاظ کے مفہوم اور محل استعمال پر خوب غور کرکے بطور خود صحیح حل تلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ کی رائے بھی وہی ہو جو ہماری رائے ہے تو آپ ہمارے پیش کردہ لفظ کو لے لیجئے ورنہ اُسے مسترد کرکے اپنا تجویز کردہ لفظ رکھئے۔ داخلہ بند ہونے کی تاریخ ۲۱ اپریل ۱۹۶۹ء مقرر ہے
خوشوقت کلب کے ممبر بن کر اگر آپ نمبر ۱۴۵ کا حل بھیجیں گے تو آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ شرائط ممبری خوشوقت کلب کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۱

CLUES ACROSS

اشاراتِ عرضی

20.Ac An impassioned one has a stirring effect on most of us.

[O] [ ] [A] [T] [I] [O] [N]

Impassioned - پرجوش ـ جوش سے بھرا ہوا ـ مشتعل کیا ہوا۔

Stirring - ہیجان انگیز ـ برانگیختہ کرنے والا ـ جوش دلانے والا ـ ولولہ پیدا کرنے والا

متبادل الفاظ

ORATION - پرزور تقریر ـ موثر وعظ ـ سحر بیانی

OVATION - پرجوش استقبال ـ عوام الناس کا تعریفی مظاہرہ

ترجمہ ۲۰ عرضی - پرجوش اس کا ہم میں سے اکثر پر ہیجان خیز کرنے والا اثر ہوتا ہے۔

تشریح۔ impassioned ORATION پرجوش سحر بیانی کا ولولہ انگیز اثر ہم میں سے اکثر پر صرف اُس صورت میں پڑتا ہے جبکہ ہم مقرر کے مقصد اور خیالات سے متفق ہوں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر اچھے مقرر کی پرجوش تقریر سننے والوں میں زیادہ تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہو جو مقرر کے مقصد سے ہمدردی رکھتے یا اُس کے خیالات سے متفق ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ مقرر کے مخالفین مقرر کے خیالات معلوم کرنے یا اس کی تقریر کو بے اثر کرنے کی غرض سے کثیر تعداد میں جلسہ میں پہنچ جائیں۔ ایسی صورت میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سامعین میں سے اکثر پر پرجوش تقریر کا کوئی ولولہ انگیز اثر ہوا۔ لہذا ORATION یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔

Impassioned OVATION پرجوش خیر مقدموں یا عام تعریفی مظاہروں میں تقریباً تمام حصہ لینے والے وہی ہوتے ہیں جن کے دل میں اُس شخص کی بڑی عزت وعظمت ہوتی ہے جس کا وہ پرجوش استقبال کرتے یا جس کے لئے جوش وخروش سے جو کاروں کے نعرے لگاتے ہیں۔ ایسے پرجوش تعریفی مظاہروں کا اثر یقیناً ہم میں اکثر پر نہایت ولولہ انگیز اور ہمارے افسردہ زندگی کی لہر دوڑا دینے والا ہوتا ہے۔ اسلئے OVATION میرے نزدیک اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

29.Ac. Being jealous of anothers possessions tends to make a person this.

[A] [ ] [I] [D]

Jealous - رشک کرنے والا ـ حاسد

Tends to make. - بنانے کا میلان رکھتا ہے

Possessions. - مقبوضات ـ مال ومتاع ـ جائداد ـ دھن دولت

متبادل الفاظ

ACID. - ترش ـ کھٹا ـ تیز ـ تند

ARID. - خشک ـ سوکھا ـ بے آب وگیاہ

AVID. - لالچی ـ حریص ـ طامع ـ کسی چیز کا بھوکا ہو

ترجمہ ۲۹ عرضی۔ دوسرے کے مال ومتاع پر رشک کرنے سے بہت ممکن ہے کہ آدمی ایسا ہو جائے۔

تشریح۔ ACID کا لفظ مزاج کے لئے تو آسکتا ہے مگر کسی شخص کی صفت نہیں بن سکتا یعنی ACID temper تو بولا جاتا ہے مگر ACID person نہیں بولا جاتا۔ علاوہ ازیں حسد اور رشک کی وجہ سے انسان اپنے دل میں تو ضرور جلن اور تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھی اکثر ترش مزاجی سے پیش آئے یا اکثر ترش مزاج ہو جائے۔ اس لئے میرے نزدیک ACID اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا

ARID مجازاً ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بہت ہی خشک ہو یعنی جس میں شگفتہ دلی نہ ہو۔ حسد اور رشک کا یہ نتیجہ تقریباً ہمیشہ ہی ہوتا ہے کہ حاسد کی شگفتہ دلی جاتی رہتی ہے اور وہ ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اس لئے ARID بھی میرے نزدیک یہاں موزوں نہیں ہوتا۔

AVID کا لفظ جس کے معنی لالچی اور حریص کے ہیں مجھے سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ حسد اور رشک کی وجہ سے انسان کی طبیعت کا میلان اس طرف ہو جاتا ہے کہ کسی طرح سے اُس کے پاس بھی کہیں سے اتنا مال ومتاع آجائے جتنا کہ اُس کے محسود کے پاس ہے یعنی اس میں حرص کے بڑھ جانے کا بہت امکان رہتا ہے اس لئے میرے نزدیک AVID ہی اس اشارہ کیلئے صحیح لفظ ہے۔

30.Ac.- People similarly affected by this are in consequence often drawn closer together.

[A] [ ] [E]

Affected. - اثر پذیر ـ متاثر ـ اثر لئے ہوئے ـ زیر اثر

In consequence. - بطور نتیجہ

Are drawn closer. - ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں ـ ایک دوسرے سے زیادہ تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔

متبادل الفاظ

AGE - زمانہ ـ عمر ـ بڑھاپا ـ ضعیفی

ALE. - ولایتی شراب ـ شراب

AWE. - دہشت ـ خوف ـ ڈر ـ رعب ـ ہیبت

AXE. - ۱۔ کلہاڑی ـ ۲۔ ملازمت کا جاتا رہنا ـ تخفیف میں آجانا۔

ترجمہ ۳۰ عرضی۔ جو لوگ اس کا یکساں اثر لئے ہوئے ہوتے ہیں اس کی وجہ سے اکثر ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہو جاتے ہیں۔

تشریح۔ AGE یعنی ضعیف العمری کا یہ نتیجہ اکثر نہیں ہوتا کہ سب ایک عمر والے بڈھے ایک دوسرے کے قریب آجائیں۔ یا ان کو ایک دوسرے سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت پڑے۔

ALE یعنی شراب کے نشہ میں بھی کبھی کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ جو شراب میں مست ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے یا ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا اور سب شرابی ایسا نہیں کرتے۔

AXE کے لفظ کے پرانی ڈکشنریوں میں تو بیکار ہو جانے یا تخفیف میں آنے کے معنی لکھے ہیں لیکن Chamber's Dictionary میں یہ معنی نہیں لکھے۔ اور عام طور پر AXE ان معنوں میں بولا بھی نہیں جاتا۔ اس لئے AXE بھی رد کرنے کے قابل ہے۔

AWE یعنی خوف ودہشت کے چسپاں ہونے میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔ خوف اور دہشت کا جب سب لوگوں پر یکساں اثر ہوتا ہے تو قدرتی طور پر وہ ایک دوسرے سے زیادہ تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ مثلاً جب کسی گاؤں یا محلہ کے سب باشندوں کو چوری یا ڈکیتی کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہ اس اندیشہ کی وجہ سے قدرتی طور پر ایک دوسرے کے ہمدرد بن جاتے اور ایک دوسرے کی حفاظت کی تدابیر اختیار کرتے ہیں اسلئے AWE کا لفظ مجھ کو باقی تینوں لفظوں سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے

33.Ac.- Women are adept at making these up to charm men.

[L] [I] [ ] [S]

Adept - اُستاد ـ ماہر ـ کامل

Make up. - ۱۔ بنانا ـ سنوارنا ـ آراستہ کرنا ـ ۲۔ گھڑنا جھوٹ بنانا ـ جعل کرنا

Charm - فریفتہ کرنا ـ لبھانا ـ موہ لینا ـ مفتوں کرنا

متبادل الفاظ

LIPS. - ۱۔ ہونٹ ـ لب ـ ۲۔ شوخی ـ ڈھٹائی ـ گستاخی

LIES:- جھوٹ۔ فریب۔ دھوکہ۔ مکر

ترجمہ ۳۳ عرضی۔ عورتیں مردوں کو فریفتہ کرنے کے لئے ان کے بنانے (آرائش کرنے) میں ماہر ہوتی ہیں۔

تشریح۔ LIPS یعنی ہونٹوں کی آرائش کے ذریعہ سے عورتیں مردوں کو فریفتہ کرنے کا کام عام طور پر نہیں لیتیں۔ اور نہ محض ہونٹوں کی دلکشی کی وجہ سے مرد عام طور پر عورتوں پر فریفتہ ہوتے ہیں اس لئے LIPS چسپاں نہیں ہوتا۔

LIES یعنی جھوٹ کے گھڑنے اور مکاریوں سے کام لینے میں عورتیں کمال رکھتی ہیں اور اپنے اس فریب ہی کے کمال کے ذریعہ سے وہ مردوں کو اپنا فریفتہ کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے عیوب و نقائص کو جھوٹ سے چھپاتی ہیں بلکہ ان پر جھوٹ کا ایسا دلکش رنگ چڑھاتی ہیں کہ اُن کے عیب بھی مردوں کو حسن معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اسلئے LIES اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

---

34. Strong dramatic this in a play usually ensures its success [A][ ][T]

Strong:- زبردست۔ زوردار۔ موثر۔ کارگر۔ شوخ۔ تیز

Dramatic:- ڈرامائی۔ ناٹک۔ سانگ یا نقل سے متعلق وہ۔ اثر اور شگفتگی میں ڈرامے کی مانند

Play کھیل۔ بازی۔ سانگ۔ ناٹک۔ نقل۔ ڈھنگ۔ سش وغیرہ۔

Ensure یقین کرانا۔ اطمینان دلانا۔

متبادل الفاظ

ACT:- کام۔ عمل۔ فعل۔ نقالی۔ نقل۔ دعوے۔ قانون

ART:- ہنر۔ گن۔ کاریگری۔ اُستادی۔ حکمت۔ فن۔ سلیقہ

ترجمہ ۳۴ عرضی۔ کسی کھیل میں زبردست ڈرامائی پہلو اُس کی کامیابی کو یقینی کر دیتا ہے۔

تشریح۔ ڈرامے میں کسی ایک نقل (ACT) کے زبردست یا موثر ہونے سے عموماً یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ وہ ڈراما ضرور کامیاب ہوگا البتہ اگر کسی کھیل میں ڈراما نویسی یا ڈراما سازی کا کوئی زبردست کمال (ART) دکھایا گیا ہے تو اُس کی کامیابی کا عام طور پر یقین کیا جا سکتا ہے۔ "عام طور پر" اس وجہ سے کہ بعض اوقات پبلک کی بد مذاقی کی وجہ سے بہتر سے بہتر ڈراما بھی ناکامیاب ہو جاتا ہے۔ اسلئے usually کے ساتھ ART یہاں بالکل صحیح لفظ ہے۔

CLUES DOWN

اشارات تحتی

1. D.- Those who do this boldly are usually more successfull than those who don't. [P][L][A][ ]

Boldly.- دلیرانہ یا مردانہ یا بےباکانہ طریقہ سے۔ بےپروائی سے۔ بےخوف ہو کر۔ جرأت و ہمت سے۔

متبادل الفاظ

PLAN.- خاکہ بنانا۔ تجویز سوچنا۔ منصوبہ بنانا۔ طریقۂ کار تجویز کرنا۔

PLAY.- کھیلنا کودنا۔ کھیلنا۔ نقل کرنا۔ دھوکا دینا۔ وغیرہ

ترجمہ ا تحتی۔ جو دلیرانہ یہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ایسا نہیں کرتے عموماً زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

تشریح۔ PLAN boldly یعنی دلیرانہ کسی منصوبہ کا خاکہ تیار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے خطرات اور تاریک پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ایسی دلیرانہ سکیموں کے ساتھ اگر عمل بھی دلیرانہ ہو تب تو اُن کی کامیابی کی زیادہ امید ہو سکتی ہے۔ اور اگر محض سکیم ہی سکیم ہو اور اس کی پشت پر دلیرانہ عمل نہ ہو تو ایسی سکیم کبھی زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے محض دلیرانہ سکیمیں بنانے والوں کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ عموماً ان لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں جو دلیرانہ سکیمیں نہیں بناتے۔ کیونکہ کامیابی کا تعلق براہ راست سوچنے سے کم اور عمل سے زیادہ ہے اور PLAN یعنی سکیم بنانے کا تعلق زیادہ تر سوچنے سے ہے۔ اس لئے PLAN یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔

جو لوگ دلیری سے کھیلتے ہیں (PLAY boldly) ان کو بھی سوچنے اور دماغ سے کام لینے کی ضرورت پڑتی ہے یعنی دلیری سے کھیلنے والوں کو دلیری سے عمل بھی کرنا پڑتا ہے اور دلیری سے سوچنا بھی۔ اور جو لوگ سوچنے اور عمل کرنے دونوں میں دلیر ہوتے ہیں وہ عموماً ایسے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں جو نہ تو دلیری سے عمل کر سکتے اور نہ دلیری سے سوچ سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایسی صورت میں تو دلیری سے کھیلنے والوں کو ہمیشہ دلیری سے نہ کھیلنے والوں کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہونا چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات دلیری کا حد سے بڑھ جانا بھی ناکامیابی کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے usually (عموماً) کے ساتھ PLAY ہی اس اشارہ کے لئے بہترین اور بالکل صحیح لفظ ہے۔

---

2. D.- Through rashness we suffer many a painful one. [L][E][S][ ][O][N]

Rashness:- جلد بازی۔ بےاحتیاطی۔ بےباکی۔ اُجڈپن۔

Suffer:- برداشت کرنا۔ اُٹھانا۔ اجازت دینا۔ روا رکھنا۔ واسطہ پڑنا۔ واسطہ پڑنا۔

Painful.- تکلیف دہ۔ پُردرد۔

متبادل الفاظ

LESION:- ضرب۔ چوٹ

LESSON:- سبق۔ نصیحت۔ تنبیہ۔ ملامت۔ گھُرکی۔ گوشمالی۔ زجر و توبیخ۔

ترجمہ ۲ تحتی۔ بےاحتیاطی کی وجہ سے ہم کو بارہا تکلیف دہ یہ برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

تشریح۔ LESSON کے معنی یہاں سبق یا نصیحت کے نہیں لئے جا سکتے کیونکہ سبق یا نصیحت حاصل کرنے کیلئے suffer a LESSON (سبق برداشت کرنا) کا محاورہ نہیں بولا جاتا۔ LESSON اگر اس اشارہ میں آ سکتا ہے تو تنبیہ، گھُرکی، سرزنش اور گوشمالی وغیرہ کے معنوں میں آ سکتا ہے۔ مگر ان معنوں میں LESSON کا لفظ اتنا چسپاں نہیں ہوتا جتنا LESION یعنی ضرب یا چوٹ چسپاں ہو جاتا ہے کیونکہ بےاحتیاطی کی وجہ سے سرزنش یا ملامت وغیرہ صرف بچوں یا ماتحتوں اور محکوموں کو برداشت کرنی پڑتی ہے سب کو نہیں۔ اس اشارہ میں کسی خاص گروہ یا طبقہ کا کوئی تخصیص نہیں ہے اور ایسی غیر تخصیصی صورت میں LESION ہی اس اشارہ میں صحیح چسپاں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم سب کو اکثر ایسے اتفاقات پیش آتے رہتے ہیں جن میں جلد بازی اور بےاحتیاطی کی وجہ سے تکلیف دہ ضربات اور چوٹیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ LESION اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

---

3. D.- Broadly speaking young people of all races are very much this.

Broadly speaking:- وسیع معنوں میں۔ بطور کلی حیثیت سے۔

متبادل الفاظ

ALIKE.- یکساں۔ ایک طرح کے۔ مشابہ۔ موافق۔ برابر

ALIVE.- زندہ۔ زندہ دل۔ خوش مزاج۔ چونچال۔ چالاک۔ مستعد۔ حساس

ترجمہ ۳ تحتی۔ وسیع معنوں میں سب قوموں کے نوجوان بہت زیادہ ایسے ہوتے ہیں۔

تشریح۔ Broadly speaking اس اشارہ کی کنجی ہے۔ اور very much کے الفاظ سے بھی صحیح حل تک پہنچنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ Broadly speaking لانے کا مقصد یہ ہے کہ جو لفظ اس اشارہ میں لایا گیا ہے اُس کے ایسے معنی نہ لینے چاہئیں جن کا دائرہ اور مصداق تنگ ہو بلکہ ایسے معنی لینے چاہئیں جو زیادہ سے زیادہ افراد پر صادق آ سکیں۔

ALIVE (یعنی چونچال) ایک ایسی صفت ہے جو عمر اور حیات سے تعلق رکھتی ہے اور عمر اور حیات سے مترتب ہونے والے اثرات سب قوموں کے نوجوانوں میں تقریباً یکساں ہوتے ہیں تفاوت ان میں اگر ہوتا ہے تو صرف کمی بیشی کا ہوتا ہے اس لئے ALIVE ہونے کی صفت بھی سب قوموں کے نوجوانوں میں ہوتی ہے کسی قوم کے نوجوانوں میں کم اور کسی قسم کے نوجوانوں میں زیادہ۔ لہٰذا سب قوموں کے نوجوانوں کے متعلق ALIVE کے لفظ کو کسی وسیع معنوں میں لئے بغیر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ALIVE ہوتے ہیں۔ گویا اس اشارہ میں ALIVE رکھنے کی صورت میں Broadly speaking کے الفاظ زائد اور فضول ہوئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ALIVE کے لفظ کو خواہ کیسے ہی وسیع معنوں میں لیا جائے "very much" "(بہت زیادہ)" کے الفاظ سے اس کی پھر تحدید و تخصیص ہو جاتی ہے اور سب قوموں کے نوجوانوں کو وسیع معنوں میں بھی very much ALIVE نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے ALIVE اس اشارہ میں بالکل چسپاں نہیں ہوتا۔

"ALIKE" یعنی یکساں" رکھنے کی صورت میں Broadly speaking کے الفاظ بھی بے ضرورت نہیں رہتے اور very much کے الفاظ سے بھی کوئی قباحت واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ سب قوموں کے نوجوانوں میں بہت سی باتیں ایک دوسرے کے بالکل مشابہ ہوتی ہیں اور کچھ باتیں ایک دوسرے کے خلاف مثلاً سب قوموں کے نوجوانوں میں جوانی کا جوش ہوتا ہے۔ سب چونچال ہوتے ہیں۔ سب اچھے کپڑے پہننا چاہتے ہیں۔ سب سیر و تفریح کے شائق ہوتے ہیں۔ سب آزادی کو پسند کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جہاں اتنی بہت سی باتوں میں سب قوموں کے

نوجوان بحیثیت نوجوان یکساں ہیں جہاں کچھ قومی خصوصیات ایسی بھی ہیں جو کسی قوم کے نوجوانوں میں تو ملتی ہیں اور کسی قوم کے نوجوانوں میں نہیں ملتیں مگر جب ہم ALIKE (یکساں یا مماثل) کے لفظ کو وسیع معنوں میں لیتے ہیں اور سب قوموں کے نوجوانوں کو عمومی نظر سے دیکھتے ہیں تو بحیثیت نوجوان وہ سب یکساں, ALIKE معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے ALIKE اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

---

4. D.- Imaginative people often feel this when making their first flight.

F
U
N
Y

Imaginative.- تخیلی۔ پرتخیل۔ پرفکر۔ تخیل ہیں۔ ڈوبے ہوئے۔

Flight.- پرواز۔ ہوا میں اُڑنا۔ ہوائی جہاز کا سفر۔ بلند پروازی۔

متبادل الفاظ

FUNKY.- ڈر محسوس کرنے والا۔ خوف سے ٹھٹکنے والا

FUNNY.- پرمذاق۔ دل لگی باز۔ تماشا۔ انوکھا۔ عجیب

ترجمہ ۴ افقی۔ تخیلی لوگ جب پہلی دفعہ ہوا میں اُڑتے ہیں تو اکثر اپنے آپ کو ایسا محسوس کرتے ہیں۔

تشریح۔ Imaginative (تخیلی) ایسے لوگوں کو کہیں گے جو قوت متخیلہ سے بہت کام لیتے ہیں اور جو اُن تصورات کے ذریعہ سے جو اُن کے ذہن میں ہوتے ہیں نئے نئے خیالات اور نئے نئے مضامین اختراع کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ جب ہوائی جہاز پر پہلی دفعہ اُڑتے ہیں تو ان کی قوت تخیل کبھی قدیم زمانہ کے اُڑن کھٹولے کا کوئی دلچسپ تخیل پیش کرتی ہے اور کبھی پریوں اور فرشتوں کے اُڑنے کا۔ اور ان دلچسپ تخیلات کی وجہ سے ان کو خود اپنے اُڑنے کا منظر عجیب اور دلچسپ "FUNNY" معلوم ہونے لگتا ہے۔ لہٰذا اس اشارہ کے لئے "FUNNY" میرے نزدیک صحیح لفظ ہے۔

FUNKY کو میں اس لئے یہاں صحیح نہیں سمجھتا کہ ڈر اور خوف کا تعلق جذبات سے ہے اور ایک imaginative man یعنی ایسا آدمی جو ہر وقت کسی دھن میں رہتا ہو اُس کو عموماً خوف کم محسوس ہوتا ہے۔

---

5. D.- Unhappy women usually reveal their feelinge by many these

S
I
G
S

Reveal.- ظاہر کرنا۔ منکشف کرنا۔ فاش کرنا۔ کھولنا۔ بے نقاب کرنا

Feelings.- دلی کیفیات۔ احساسات۔ دُکھ درد

Unhappy - ناشاد۔ نامراد۔ بدنصیب۔

متبادل الفاظ

SIGNS.- علامات۔ نشانات۔ اشارات

SIGHS.- آہیں۔ ٹھنڈے سانس۔

ترجمہ ۵ افقی۔ ناشاد عورتیں عموماً اپنی دلی کیفیات کا بہت سے ——— سے اظہار کرتی ہیں۔

تشریح۔ ناشاد عورتیں دوسروں کے سامنے عام طور پر بہت زیادہ آہیں بھر کے اپنی دلی کیفیات کا اظہار نہیں کرتیں۔ البتہ جب بار بار کوئی ایسا صدمہ پہنچتا ہے جس کو وہ ضبط نہیں کر سکتیں تو ایسی صورت میں اُن کے مُنہ سے بے اختیار دوسروں کے سامنے بھی بہت سی آہیں نکلتی ہیں لیکن ایسا عموماً نہیں بلکہ صرف بعض اوقات ہوتا ہے اس لئے SIGHS کا لفظ یہاں ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

SIGNS کے لفظ میں وہ تمام باتیں آجاتی ہیں جن سے کسی ناشاد عورت کی دلی کیفیات کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور آہیں بھی اُن میں داخل ہیں ایک ناشاد عورت کی اکثر حرکات و سکنات (SIGNS) سے عام طور پر دوسروں کو اس کا پتہ چل جاتا ہے کہ اُس کا دل دکھا ہوا ہے۔ اس لئے SIGNS اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے

---

13 D.- It is dipficult to concentrate one's thoughts on a subject when one is this.

M
O
O
Y

Concentrate.- مجتمع کرنا۔ جانا۔ یکسو کرنا۔

Subject.- موضوع۔ مضمون۔ مطلب۔ بات۔ بحث۔ مُدعا۔

متبادل الفاظ

MOONY.- ۱۔ سادہ لوح۔ نادان۔ بھولا

۲۔ مریض۔ کسلمند۔ ناتواں۔ ۳۔ مست۔ متوالا۔ مدہوش۔

MOODY.- ۱۔ اُداس۔ رنجیدہ۔ ملول۔

۲۔ ناراض۔ بیزار۔ چڑچڑا۔

ترجمہ ۱۳ افقی۔ جب کوئی ایسا ہوتا ہے تو اس کا کسی بات پر اپنے خیالات کو مجتمع کرنا دشوار ہوتا ہے۔

تشریح۔ جب آدمی MOODY یعنی کسی بات پر رنجیدہ یا ناراض ہوتا ہے تو اس کے تمام خیالات اسی بات پر مجتمع ہو جاتے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ MOODY آدمی اپنے خیالات کسی بات پر مجتمع نہیں کرسکتا صحیح نہیں ہے۔

MOONY آدمی یعنی ایک ایسا شخص جو سادہ لوح اور نادان ہو یا جس کا دماغ کسی بیماری کی وجہ سے کمزور ہوگیا ہو یا جو نشہ میں مست ہو اُس کے لئے یقیناً یہ مشکل ہے کہ وہ اپنے خیالات کو منتشر ہونے دے اور کسی ایک بات پر ان کو مجتمع کر دے۔ اس لئے MOONY مجھ کو یہاں قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔

---

14. D.- Whether or not a horse wins a race often depends on its this at the start.

L
A
D

Depends - منحصر ہوتا ہے

At the start.- روانگی کے وقت۔ شروع شروع میں۔

متبادل الفاظ

LEAD.- پیشوائی۔ رہنمائی۔ سربراہی۔ پیش روی۔ سبقت۔ لے چلنا۔ بڑھانا۔

LOAD.- بوجھ۔ بار۔ وزن۔ بوجھا۔ لادی۔

ترجمہ ۱۴ افقی۔ گھوڑے کا گھوڑ دوڑ جیتنا یا نہ جیتنا اکثر روانگی کے وقت اُس کے ——— پر منحصر ہوتا ہے۔

تشریح۔ گھوڑ دوڑ میں گھوڑوں کو مساوی حیثیت پر لانے کی غرض سے ہر ایک گھوڑے پر کم و بیش بوجھ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ محض بوجھ کے زیادہ یا کم ہونے کی وجہ سے کسی گھوڑ دوڑ کی ہار یا جیت نہ ہو سکے۔ یہ بوجھ جتنا گھوڑوں کے چھوڑنے کے وقت ہوتا ہے اتنا ہی آخر تک رہتا ہے۔ اسلئے یہ تو صحیح ہے کہ گھوڑ دوڑ میں گھوڑوں کی ہار جیت اُن کے بوجھ پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ گھوڑوں کی ہار جیت اُن کی روانگی کے وقت کے بوجھ "Load at the start" پر کیوں منحصر ہوتی ہے یعنی at the star (روانگی کے وقت) کے الفاظ LOAD کے ساتھ زائد اور غیر ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے LOAD کے لئے کوئی معقول وجہ ترجیح نہیں معلوم ہوتی۔

LEAD کے معنی صرف پیش روی اور سبقت ہی کے نہیں ہیں۔ بلکہ سربراہی اور لے چلنے اور بڑھانے کے بھی ہیں۔ اسلئے LEAD at the start کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شروع سے گھوڑے کو کس طرح چلایا یا بڑھایا جائے۔ ہر ایک گھوڑے میں اُس کی کچھ خصوصیتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو سوار گھوڑے کی اُن خصوصیتوں سے واقف ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کو شروع سے کس طرح چلایا جائے تاکہ وہ جیت سکے۔ وہ اکثر گھوڑے کے جتوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسلئے LEAD کا لفظ مجھکو اس اشارہ میں ٹھیک جچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

---

19. D.- Sudden excitement is apt to make an unhealthy person's pace this.

I
V
I
D

Excitement.- اشتعال۔ اضطراب جوش۔ تحریک بے قراری۔ چھیڑ

متبادل الفاظ

LIVID.- سیسے کے رنگ کا۔ کالا۔ نیلا۔ بدرنگ

VIVID.- شوخ۔ روشن۔ چمکیلا۔ شگفتہ۔ چنچل

ترجمہ ۱۹ افقی۔ ناگہانی جوش سے ایک غیر تندرست آدمی کا چہرہ بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو جائے۔

تشریح۔ غیر تندرست آدمی کے چہرہ کا رنگ پہلے ہی پھیکا اور کلونس لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اس لئے کسی ناگہانی جوش یا تحریک سے جب خون کا دباؤ اوپر کی طرف بڑھتا ہے تو غیر تندرست آدمی کے چہرہ پر بھی چمک اور شگفتگی کا پیدا ہو جانا بہت ممکن ہے اسلئے میں VIVID کو LIVID پر ترجیح دیتا ہوں۔

---

27. D.- A test pilot's performance may truly be discribed as such.

F
E
A
T

Test pilot.- امتحان کرنے والا۔ ناخدا یا جہاز ران۔ ہوائی جہاز چلانے والا۔

Performance.- ہنر۔ کرتب۔ کام۔ عمل۔ انجام دہی

متبادل الفاظ

FEAT.- بڑی جرأت اور بہادری کا کام۔ بڑا کام۔ کارنامہ

NEAT.-

ترجمہ ۲۷ عمودی۔ ایک امتحان کرنے والے جہاز ران کے کام کو صحیح طور پر ایسا کہا جا سکتا ہے۔

تشریح:۔ جب کوئی نیا آبی یا ہوائی جہاز یا موٹر کار کسی کارخانہ میں تیار ہوتی ہے تو استعمال میں لانے سے قبل اُس کا اُن لوگوں سے امتحان کرایا جاتا ہے جو اس کے چلانے کے اُستاد اور ماہر ہوتے ہیں۔ تاکہ اگر مشینری میں کوئی نقص ہو تو اس کا پتہ چل جائے۔ ایسے ماہر چلانے والوں کو Test pilots کہتے ہیں اور یہ لوگ محض اپنی مہارت فن ہی کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اپنی زندگی کو سخت خطرہ میں ڈال کر یعنی ہر ممکن طریقہ سے جہازوں اور موٹروں کو چلا کر اور چھوٹی چھوٹی جگہوں میں جلد سے جلد اِدھر اُدھر موڑ کر اس کا امتحان کرتے ہیں کہ مشینری وغیرہ میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔ یہ کام اگر ایمانداری سے کیا جائے تو واقعی بڑی بہادری اور جان جوکھم کا کام ہے اور اس کو صحیح طور پر FEAT (یعنی کارِ عظیم) کہا جا سکتا ہے۔

NEAT کا لفظ جس سے صرف مہارت فن اور کار دانی ظاہر ہوتی ہے Test pilots کے کام کے لئے جس میں مہارت فن کے علاوہ جان کو خطرہ میں ڈالنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے ایک کمزور لفظ ہے۔ اس لئے FEAT صحیح اور NEAT غلط ہے۔

INTERLOCKERS

جڑواں اشارات

12 Across & 12 Down.

	O	M	E	L	Y
U					
R					

12. Ac. Such daughters are <u>often</u> a source of <u>great</u> anxiety to their parents.

Source:- منبع۔ مبدأ۔ جڑ

Anxiety:- تشویش۔ فکر۔ پریشانی

متبادل الفاظ

HOMELY:- سیدھی سادی۔ معمولی شکل و صورت کی۔ غیر دلکش۔

COMELY:- حسین۔ شکیل۔ دلکش۔ خوشنما۔ خوشگوار۔

ترجمہ ۱۲ عرضی۔ ایسی لڑکیوں کی وجہ سے اُن کے والدین کو اکثر سخت تشویش رہتی ہے۔

تشریح۔ COMELY یعنی حسین و شکیل لڑکیوں کی وجہ سے والدین کو سخت تشویش صرف اُس صورت میں ہو سکتی ہے کہ لڑکیوں کے چاہنے والے ایسے پیدا ہو جائیں جن سے لڑکیوں کو بچانے کی ضرورت ہو لیکن ایسی سخت تشویش کی صورتیں اکثر نہیں بلکہ صرف بعض اوقات پیش آتی ہیں اس لئے COMELY چسپاں نہیں ہوتا۔

جو لڑکیاں HOMELY یعنی سیدھی سادی اور معمولی شکل و صورت کی ہوتی ہیں اور کوئی خاص دلکشی نہیں رکھتیں وہ اکثر اپنے والدین کو تشویش میں مبتلا رکھتی ہیں کیونکہ اُن کے لئے اچھے شوہروں کا ملنا بہت دشوار ہو جاتا ہے اور والدین کے سر پر اکثر یہ فکر سوار رہتا ہے کہ ان کی شادی کہاں اور کس سے کی جائے۔ لہٰذا HOMELY اس اشارہ کے لئے COMELY سے بہتر ہے۔

12. D.- People who are prone to be this without reason are <u>often</u> irritating companions.

Prone:- راغب۔ مائل۔ مستعد۔ تیار

Irritating:- غصہ دلانے والا۔ طیش میں لانے والا۔ ناگوار۔ چڑچڑا۔ کرنے والا۔ پریشان کرنے والا

متبادل الفاظ

HURT.- to be HURT:- تکلیف دیا جانا۔ تکلیف یا ناگواری محسوس کرنا

CURT:- روکھے پن سے بات کرنے والا۔ اکثر ناشائستہ اختصار پسندی سے کام لینے والا۔ سیدھے منہ بات نہ کرنے والا۔

ترجمہ ۱۲ عمودی۔ جن لوگوں کی طرف سے بلا وجہ اُن کے ناگواری محسوس کرنے کا اندیشہ رہتا ہے وہ اکثر غصہ دلانے والے رفیق ثابت ہوتے ہیں۔

تشریح۔ جس دوست کی طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ وہ بلا وجہ بھی CURT ہو جائے یعنی منہ پھلا لینے اور سیدھے مُنہ بات نہ کرنے پر تیار رہے اُس کی رفاقت اکثر ہی نہیں بلکہ تقریباً ہمیشہ اُس کے دوستوں کو غصہ دلانے کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے CURT یہاں ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

HURT میرے نزدیک اس لئے قابلِ ترجیح ہے کہ ایک زود رنج دوست یعنی ایسا دوست جو ذرا ذرا سی بات پر بلا وجہ ناگواری اور رنج محسوس کرتا ہے اُس کا ایسا ہونا اُس کے دوستوں کے لئے ہمیشہ تو نہیں لیکن اکثر باعث بیزاری ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اس اشارہ کے لئے HURT اور جڑواں اشارات کے لئے HOMELY اور HURT پیش کرتا ہوں۔

28 Across & 28 Down

	O	W
A		
D		

28. Ac.—To do this <u>to the best advantage</u> calls for <u>more than a little practical gardening</u> skill.

To the best advantage.- مفید ترین طریقے سے

Practical.- عملی مشق سے تعلق رکھنے والی

Gradening skill:- باغبانی کا ہنر۔ باغبانی کی مہارت

متبادل الفاظ

MOW.- درانتی سے کاٹنا۔ کٹائی کرنا۔ گھاس کاٹنا۔

SOW:- بونا۔ تخم ریزی کرنا۔ ویرنا۔ بکھیرنا۔

ترجمہ ۲۸ عرضی۔ اس کو مفید ترین طریقے سے کرنے کے لئے تھوڑی سے زیادہ عملی قابلیت باغبانی کی درکار ہوتی ہے۔

تشریح۔ درختوں اور پودوں کے بونے میں باغبان کے لئے محض "تھوڑی سے زیادہ" (More than a little) ہی نہیں بلکہ کافی عملی قابلیت (practical skill) کی ضرورت پڑتی ہے اور خصوصاً ان کو مفید ترین طریقے سے بونے کے لئے تو بہت زیادہ عملی قابلیت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے SOW کا لفظ یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔

MOWING یعنی پودوں وغیرہ کے چھانٹنے یا گھاس وغیرہ صاف کرنے کے کام ایسے آسان کام ہیں جن کو مفید ترین طریقہ پر انجام دینے کے لئے بھی تھوڑی سی عملی قابلیت سے کچھ زیادہ قابلیت کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ کیونکہ ایسے کام پیشہ ور مشاق اور تجربہ کار مالیوں کی ہدایات کے مطابق انجام دئے جاتے ہیں اور تھوڑے دن کی مشق سے آدمی کام اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اس لئے میں MOW کو بجائے SOW کے صحیح سمجھتا ہوں۔

28. Dn.— When anyone we love becomes this we are <u>usually</u> <u>deeply</u> moved.

Are deeply moved.:- بہت زیادہ متاثر یا پریشان ہوتے ہیں۔

متبادل الفاظ

MAD:- دیوانہ۔ پاگل

SAD:- رنجیدہ۔ غمگین

ترجمہ ۲۸ عمودی۔ جس کسی سے ہم محبت کرتے ہیں اُس کے یہ ہونے پر ہم عموماً بے حد متاثر ہوتے ہیں۔

تشریح۔ ایسا کون ہے جس کو رنج و غم سے سابقہ نہ پڑتا ہو اگر ہم اپنے محبوبوں کے غمگین ہونے سے عام طور پر بے حد متاثر ہونے لگیں تو ہم ایک غیر معمولی انسان کہے جائیں گے اور خود ہماری زندگی ہمارے لئے مصیبت ہو جائیگی اسلئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ہم اپنے عزیزوں اور دوستوں کے غمگین ہونے سے عموماً بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا کوئی عزیز یا محبوب پاگل ہو جائے تو اس سے متاثر و ہم ہمیشہ ہی ہیں لیکن "بیحد متاثر" ایسی صورت میں ہمیشہ نہیں بلکہ عموماً ہوتے ہیں۔ لہٰذا usually اور deeply moved کے ساتھ اس اشارہ میں میرے نزدیک MAD ہی زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ اور ان جڑواں اشارات کے لئے صحیح الفاظ MOW اور MAD ہیں۔

ہفتہ وار معمّے

السٹریٹڈ ویکلی کے کامن سنس کراس ورڈ معمّے پھر ہفتہ وار آنے لگے ہیں اور غالباً آئندہ بھی پہلے کی طرح ہر مہینے تین معمّے آیا کرینگے۔ خوشوقت کے پندرہ روزہ ہونے کی وجہ سے مہینہ میں تینوں معمّوں کی تشریحات کا شائع کرنا غالباً ممکن نہ ہو سکے گا اسلئے مجبوراً یہی کرنا پڑے گا کہ صرف دو معمّوں کی مکمل تشریحات شائع کی جائیں اور ایک معمّہ کے لئے صرف مجوزہ حل پیش کر دیئے جائیں۔ مقامی معاونین کا مشورہ ہے کہ خوشوقت کو ہفتہ وار کر دیا جائے۔ یہ صورت ہر لحاظ سے بہتر ہے اور اس سے خوشوقت کی دلچسپیوں میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے لیکن جب اتنے قلیل چندہ میں خریداروں کی تعداد ابھی تک اتنی بھی نہیں ہوئی جس سے یہ امید کی جا سکتی کہ نقصان سے جلد نجات مل جائیگی تو چندہ بڑھانے کی صورت میں تو شاید موجودہ رفتار ترقی میں بھی کمی ہو جائیگی۔ اسلئے معاونین خوشوقت براہ کرم مطلع فرمائیں کہ ان کی کیا رائے ہے کیا خوشوقت کو پندرہ روزہ ہی رکھا جائے اور صرف دو معمّوں کی تشریحات شائع کی جائیں یا ہفتہ وار کر دیا جائے۔ اور چندہ بجائے تین کے پانچ روپے کر دیا جائے۔ امید ہے کہ خوشوقت کے تمام ناظرین اس ضروری مسئلہ کے متعلق جلد سے جلد اپنی رائے سے مطلع فرمائینگے۔ اور اس سے بھی کہ اگر خوشوقت کو ایک عام دلچسپی کا نظریہ پرچہ بنا دیا جائے اور سیاسیات و قومیات پر اس میں اظہار خیال نہ کیا جائے تو اسے وہ زیادہ پسند کرینگے یا وہ خوشوقت میں سیاسیات و قومیات کا رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(احسان الحق۔ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر خوشوقت سے شائع کیا)

other's beat them near the finishing point because they are fast runners at the last stage

A horse which takes a LEAD at the start would naturally exhaust all its force in the first half distance of the race with the result that it slackens towards the winning area. Thus too much LOAD (exertion) at the start might prove a losing tact. Horses whose LOAD is evenly kept up from start to finish have probably better chances to win

I do not claim much knowledge about racing and therefore my selection is naturally based on Commonsense observations. To me LOAD appears to be a better solution

19 Sudden excitement is apt to make an unhealthy person's face this. LIVID . VIVID An unhealthy person who hasn't much blood in him can never show VIVID colour on face

A VIVID face will show signs of liveliness or animation. Such a facial state generally occurs in great merriments when flush of blood is marked with brilliancy

On the other hand LIVID is rightly applicable to the clue statement. Children's Dictionary describes LIVID as "people about to faint often turn lividly pale. It is naturally a sign of illness'. This description perfectly agrees with clue statement. In a fit of sudden excitement an unhealthy person is very likely to faint hence his facial expression is apt to become LIVID. Thus it can be safely placed among the fixtures

27 A test pilot's performance may truly be described as such FEAT. NEAT. All machines such as motor cars, aeroplanes etc., are put to severe test before placing in the market. The pilot who tests these machines has a most hazardous and responsible job to perform. He has to put the utmost strain on these cars or planes before giving out his opinion whether or not the model under test shows any improvements over the existing ones. It therefore, becomes his painful job to test it in the roughest and severest manner so that for normal use the machine might be safely guaranteed. The test pilot's job involves great risk particularly in testing the aeroplanes. But this must be done at all cost to ensure its reliability. Can we describe such a performance as merely NEAT? Surely we would be doing gross injustice to the service of such a pilot. I think it is truly a FEAT and expect it to score

INTERLOCKERS

12 ACROSS:—**Such daughters are often a source of great anxiety to their parents.** HOMELY · COMELY

12 DOWN—**People who are prone to be this without reason are often irritating companions.** HURT : CURT

HOMELY girls are plain and simple and often without much attraction. Simplicity is no sin and it sometimes can be ascribed to parent's financial condition. But in these days of fashions such a girl has very little chances in matrimonial problem. In seeking employment also the reserved nature of such girls is a great drawback. Thus she is often a source of great anxiety to her parents

A COMELY girl is quite the reverse of a HOMELY maiden. The only possible anxiety to the parents of such girls can be that too many moths whirl around her. Some of them may be mere adventurers. Since it is duty of parents to guide their daughters it is sometimes a source of great anxiety to them. But I don't think it is a source of great anxiety since we must have confidence on the good sense of the grown up cultured girls. Hence I take HOMELY as the safest selection

In the Clue Across CURT does not suit the text because firstly I don't think anybody can be so silly as to be CURT without any reason whatsoever. And if any body can be so absurd as to be CURT without reason he would *always* be considered most irritating and unworthy of company

There are people who are extremely sensitive and who are prone to feel HURT even on a mild joke not in least meaning any offence. My view is that a man first feels HURT which causes him to be CURT. We have to be most careful with a person of such a sensitive nature and often we find his company most unbearable. Thus I favour HURT-HOMELY combination.

CURS is also suggested as possible, but it can be dismissed at once because a CUR is always a CUR and never prone to be so

28A To do this to the best advantage calls for more than a little practical gardening skill SOW · MOW

28D When anyone we love becomes this we are usually deeply moved. SAD : MAD. This interlocker quickly yields to analysis. MOWING is not much of Skill and does not call for more than a little gardening skill. Then again the phrase to the best advantage' is inconsistent with the alternative MOW. What great advantage do we get out of skilled mowing? Any person with a little bit of training can do the job satisfactorily. Usually such jobs are entrusted to young boys

SOWING indeed calls for greater skill than practical gardening. The first question arises how to obtain the largest produce from a particular tract of land. Proper cultivation of land, selection of productive seeds, manuring seasonal growth and many other factors have to be taken into consideration before SOWING. The land must remain fallow for sometime to become productive, the seed have often to be soaked in fermented liquid to obtain best results and so many other things count a great deal in profitable SOWING. Thus it would appear that it is the only logical answer

In the clue Down usually makes SAD as the obvious answer. If a person whom we love somehow becomes MAD we are necessarily deeply upset. There are degrees of SADNESS and feel according to the intensity of the situation. Since we love the person we are usually keenly touched. SOW—SAD can be treated as reliable fixtures

...... Hence I believe ART can be placed among the ......

DOWN

1. Those who do this boldly are usually more successful than those who don't. PLAY: PLAN. A PLAN has more chances of success if all its aspects are thoroughly considered before promulgation. The slightest loophole may prove a stumbling block in its way. Boldness comes in later when giving effect to the PLAN. For successful planning thought is the chief factor not boldness. Hence I do not favour the alternative PLAN.

To PLAY means to act in this text which sense suits it most aptly. To be successful in an enterprise one must act freely and boldly and those who lack in strength of character invariably go to the wall. PLAY should score here.

2. Through rashness we suffer many a painful one. LESSON: LESION. Our selection in this clue depends upon the right interpretation of the clue word 'suffer' LESION is a general medical term meaning derangement or injury. Through rashness we sometimes or even often suffer bodily injuries such as in conflict between two or more persons. This represents only one side of the effect of rashness. The clue being definite and general in its description LESION provides a very poor answer particularly with 'many'.

LESSON is most logical solution and rules out all objections. Rashness in behaviour makes us unsocial. Rashness in action makes us unsuccessful in our enterprise. Rashness in temper may lead to serious bodily injuries. In fact rashness makes us to undergo (suffer) many a painful LESSON. It is only in calmer moments that we discover how and to what extent we have suffered through rashness. For the above reasons I vote for LESSON.

3. Broadly speaking, young people of all races are very much this. ALIKE: ALIVE. The statement that young people of *all races* are very much ALIVE can be subjected to many objections. Can we honestly say that young men of slave countries like India are ALIVE; full of alacrity? Can we count them among living nations? I don't think so. The clue words 'very much' make the alternative ALIVE all the more weaker for consideration.

To a certain extent we can say without much objection that young people of all races are very much ALIKE in views, manners, habits and enthusiasm. Any possible objection can be easily dismissed by the clue statement 'broadly speaking'. Thus ALIKE appears to be much nearer the correct solution.

4. Imaginative people often feel this when making their first flight. FUNKY: FUNNY. When making their first flight some people may *look* FUNNY to the other passengers either due to over enthusiasm on the venture of their flight or being inexperienced about the formalities, may appear too inquisitive on trifling affairs. Probably the former view is better with the qualifying word 'imaginative'. In these days of advanced Air-Service, I do not think there is much chance for any person who can afford to enjoy flight to be *often* FUNNY.

Now it is quite possible that an imaginative person may *feel* FUNKY (fearful) on his flight. Inspite of all the modern equipments and safeguards which have eliminated the hazard to a great degree, air flights are comparatively more risky than other ways of travels. Imaginative people are quite likely to apprehend danger on boarding an aeroplane and may also exhibit it on rising up in the air. Thus I am slightly in favour of FUNKY.

5. Unhappy women usually reveal their feelings by many these. SIGNS: SIGHS. SIGHS are in most cases indicative of voluntary expressions of some depressing emotion, as sorrow, melancoly, anxiety or the like. It is perhaps most difficult to resist or avoid it when a person—man or woman is unfortunately placed in miserable circumstances. We sometimes heave a sigh of relief too when a tedious task is overcome. However it can not be denied, that SIGHS do reveal one's feelings of unhappiness. But in the first place I have not been able to account for the clue word 'many' with the possibilities of SIGHS as a suitable answer. Is it very necessary that unless a woman SIGHS for a number of times would not she reveal the unhappy state of her mind? I don't think so. Another point is that SIGHS are just one form of giving expression to one's feelings. Tears, reservedness bitterness of temper solitude and many other moods can be sufficient SIGNS to reveal the unhappy state of mind. SIGH is also a SIGN to betray one's heart. Thus it would appear that SIGNS is a far superior answer, in fact worth a fixture.

13. It is difficult to concentrate one's thoughts on a subject when one is this. MOONY: MOODY. Our selection for an apt answer to this Clue is made at least one step easier because we are spared of all irksome conditions, such as *sometimes, often or usually* etc. we are only required to establish whether a MOODY or MOONY state of mind is an obstacle for proper concentration of thoughts on a certain subject. A MOODY person is gloomy and sullen and when in such a condition it is not merely difficult but almost impossible to concentrate on any subject. MOONY is a state of confused mind. This generally happens when a man feels perplexed over any problem after continued deliberation. It becomes difficult to further concentrate on the subject and better be left out for the time being. At this point consider MOONY a satisfactory answer.

14. Whether or not a horse wins a race often depends on its this at the start. LOAD: LEAD. That a horse can win a race because of LEAD at the start is extremely doubtful. Some horses are very fast runners for the first furlong and will not let anyone get ahead but it is often observed that

ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA

COMMONSENSE CROSSWORD No. 145.

CLOSING DATE 21ST APRIL, 1939.

COMMENTS

ACROSS

20. An impassioned one has a stirring effect on most of us. OVATION. ORATION. If at all we can consider it a pointer it is the qualifying word 'impassioned' which in this text would mean excited ORATION, one that is intended to rouse sentiments of the audience. Such oration is generally visible at political and religious gatherings where the speaker tries to appeal to the sentiments of the audience to a certain cause. But it is doubtful whether a majority of them are impressed because there might be many who may not have any sympathy with the cause or differ from the view point of the speaker. Thus I don't think ORATION is an apt answer.

Now OVATION is the exhibition of our esteem in public reception for some distinguished personality on his triumphal return after fulfilment of some mission. At such occasions most of us have stirring effect since there is no disagreeing to the fact that the honoured dignitary deserves our expression of regard for his sacrifices. Even the passers by would often join at such occasions. Hence I think OVATION is superior.

29. Being jealous of another's possessions tends to make a person this. ACID AVID ARID. ARID is a term which is mostly applied to dry state of fruits. Sometimes it denotes want of interest. Neither sense seems to apply well to the context, hence safely dismissed.
There is a little difference between an envious and a jealous man. The former carries a feeling that makes him begrudge another's fortune. He bears malice in heart for the other man. A jealous person feels covetous on other's valuable possessions and makes effort to obtain them. I submit that the former type could be better termed AVID. Moreover jealousy becomes one's nature which is inconsistent with clue words "tends to make". The tendency of a jealous person is usually towards bitterness (ACIDITY) in his demeanour. Hence I believe ACID is a better selection here.

30. People similarly affected by this are in consequence often drawn closer together. AWE ALE AGE. The construction of the clue is most cunning and twisted in such a manner as to admit applicability of all the above alternatives. AGE appears to be weakest of all. People who are similarly affected by AGE, in other words elderly people indeed prefer company of their equals. But AGE alone can not bring them *closer together*. Very much depends upon affinity of views. If there is divergence in thoughts they can seldom make happy companions. Hence this alternative is consigned to the position where it stands above.

ALE is a bit better than AGE. Those who have been to a tavern must have noticed that in the assembly of drunkards even the strangers often become fast friends for the time being. We can say this *is in consequence of* their being similarly affected by ALE. The only objection to this alternative is that such acquaintances are generally momentary which is not in conformity with the clue statement 'drawn closer together'. Hence I consider it slightly weak.

The other alternative AWE is most acceptable since it is free from all objections. As a consequence of some great terror (AWE) people who are similarly affected by it often unite together to fight against their common danger. It is a fundamental principle that those who are grieved by the same cause have to join hands together to stand against their oppressor. If a Government enacts legislature which restricts the activities of a certain community the people who are affected by it put their heads together to raise voice against common grievance. At this point I give preference to AWE.

33. Women are adept at making these up to charm men. LIPS LIES (LIDS). The word 'women' in the text refers to women as a class and the statement is clearly of a definite nature. I think it would be most uncharitable to accuse women wholesale as experts in framing LIES. Moreover a woman may resort to LIES to secure a certain object but may never charm a man.

That women are specially skilled in making up their LIPS with artificial preparations is too obvious to need any comment. These are the days of fashions and make-ups and what for all this? Surely to charm their natural prey—the man.

LIDS, has no sense with text. I don't think LIDS are ever made up artificially. It can be dismissed altogether.
My choice for LIPS is recommended with confidence.

34. Strong dramatic this in a play usually ensures its success. ART ACT. Of all the clues in the puzzle this is the one which easily yields to analysis. We have to judge as to what would '*usually ensure success*' of a dramatic performance. Strong ACTING is one quality which contributes towards its success. The theme, dialogue, scenery, acting, costume characters are some of the essentials to ensure success of a play. There must be dramatic ART all round to grip the

REGD. NO. L. 4361.

THE KHUSHWAQT

A BI-MONTHLY JOURNAL,

MAINLY DEVOTED TO CROSSWORD PUZZLES.

DELH-SHAHDRA

16th APRIL, 1939.

SPECIAL ONE WEEK OFFER

FIRST PRIZE — Rs. 10,000

Rs. 15,000

RUNNERS-UP Rs. 5000/-

EXTRA AWARDS
Rs 10 Buy what you like Voucher on Messrs Whiteway Laidlaw for each All Correct solver. Bonus Award value Rs. 15 for each One Error solver

EXTRA AWARDS
Handsome Present for each Two Error solver. Consolation Bonus for each Three Error solver

2 ENTRIES FOR Re. 1

"COMMONSENSE CROSSWORD" NO. 145.

CLOSING DATE APRIL. 21ST.

CLUES ACROSS

With our suggested Alternatives

1. One staunch one is better than a host of so-called "friends" (Pal
4. Angler Fisher
8. Falsehood (Lie
9. Without equal (Unique
10. A descendant Scion (
11. Precious metal (Gold (
12* Such daughters are often a source of great anxiety to their parents (Comely: Homely (
15. Symbol (Sign (
18. Reversed spelling of word meaning *burden* (Suno)
20. An impassioned one has a stirring effect on most of us (Ovation: Oration
23. Female singer (Diva)
24. Colouring liquid (Dye)
25. Deep mud (Mire)
26* To do this to the best advantage calls for more than a little practical gardening skill (Sow Mow)
28* Being jealous of another's possessions tends to make a person this Acid Arid: Avid
30. People similarly affected by this are in consequence often drawn closer together (Awe Age Ale (
31. Afresh (Anew
32. Ocean (Sea)
33* Women are adept at making these up to charm men (Lips. Lies
34. Strong dramatic this in a play usually ensures its success (Art Act (

N. B:—*The Entry Fee in this Competition is 1/- for 2 Entry Squares.*

N. B.—*Only Entry Squares Cut Out from the "Illustrated Weekly of India" of April 9th will be accepted*

CLUES DOWN

With our suggested Alternatives.

1. Those who do this boldly are usually more successful than those who don't (Plan Play
2. Through rashness we suffer many a painful one (Lesion Lesson (
3. Broadly speaking, young people of all races are very much this Alike Alive)
4. Imaginative people often feel this when making their first flight (Funky: Funny
5. Unhappy women usually reveal their feelings by many these (Signs Sighs
6. Praise (Eulogy (
7. Primary colour Red (
12* People who are prone to be this without reason are often irritating companions (Curt: Hurt
13. It is difficult to concentrate one's thoughts on a subject when one is this (Moony: Moody)
14. Whether or not a horse wins a race often depends on its this at the start (Lead: Lead
16. Tavern (Inn)
17. Fresh (New)
18. Male child (Son)
19. Sudden excitement is apt to make an unhealthy person's face this Vivid Livid
21. Faint-hearted (Timid)
22. Used for propelling a boat (Oar
24. Reversed spelling of word meaning *tuneful* Dwel
26. Where the sun rises East (
27. A test pilot's performance may truly be described as such (Feat Neat)
28* When anyone we love becomes this we are usually deeply moved Sad Mad.

**Indicates interlocker*

RECD. NO. L. 4361.

KHUSHWAQT

DELHI-SHAHDRA.

COMMENTS ON COMMONSENSE X WORD NO. 1 46.

WILL BE PUBLISHED IN THE KHUSHWAQT

DATED THE 1ST MAY 1939.

Which will be despatched on 22nd April 1939.

PRINTED & PUBLISHED BY EHSANUL HUQ, AT THE MAHBUB-UL-MATBA BARQI PRESS, DELHI.

موتی لال

مس کملا "غریب کے لال" میں

فرہنگ الفاظ

(جس سے خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۲۸ کے حل کرنے میں مدد لیجا سکتی ہے)

شفق (ع) سرخی۔ موبیاچہ۔ سرنامہ۔
نکہت (ف) ایک بو جیسے سونگھنے سے مہک آتی ہیں۔
افق (ع) آسمان کا کنارہ۔ حد نگاہ۔
شفق (ع) وہ سرخی جو صبح اور شام کو آسمان کے کنارہ پر نمودار ہوتی ہے۔
اولا (ہ) ژالہ۔ جما ہوا مینہ۔ ایک قسم کا شکر کا بنا ہوا گولہ۔
ذوق (ع) چکھنے کی قوت۔ نشاط۔ خوشی۔ لطف۔ حظ۔ دلچسپی
شوق (ع) خواہش۔ آرزو۔ تمنا۔ رغبت۔ جوش۔ شغل میلان خاطر۔
تس (ہ) لعاب۔ چیپ۔ چپچپاہٹ۔
خون بہا (ف) دیت۔ وہ معاوضہ نقدی جو مقتول کے وارثوں کو قاتل سے دلایا جائے۔
بوتا (ہ) زور۔ طاقت۔ بس۔
بوتہ (ف) سونا چاندی گلانے کی کٹھالی۔ اونٹ کا بچہ
رقیب (ع) وہ شخص جو ایک ہی معشوق پر عاشق ہوں حریف ہم پیشہ۔
مشک (ف) کستوری۔ ایک خوشبودار شے۔
ملک (ع) دیس۔ راج۔ علاقہ۔ نیز خلقت۔ ملک کی رعیت۔
ملک (ع) فرشتہ۔

ملک (ع) بادشاہ۔
ملک (ع) ملکیت۔ جاگیر۔ مال و۔ باپ۔
موم (ف) وہ چکنا مادہ جو شہد کے چھتے سے نکلتا ہے۔
آب (ف) پانی۔ پسینہ۔ عزت۔ آبرو۔ رنگ۔ رونق
آڑ (ہ) پردہ۔ اوٹ۔ روک۔ حجاب۔
آس (ہ) امید۔ توقع۔ بھروسا۔ آسرا۔ اعتماد۔
آگ (ہ) آتش۔ آنچ۔ اگنی۔ گرمی۔ تپش۔ محبت غصہ۔ حسد۔
آل (ہ) اولاد ۔۔۔ ایک درخت ہے جس کی چھال سے سرخ رنگ نکلتا ہے۔
آم (ہ) انبہ ہندوستان کا مشہور پھل۔
آن (ف) ناز۔ انداز۔ ادا۔ عہد۔ قسم۔ پیمان۔ شان۔ تمکنت۔ لمحہ۔ وقت۔
آہ (ف) صدا اور درد ناک جو بلا و مصیبت کے وقت نکلے۔
سہار (ہ) برداشت تحمل۔
باڑ (ہ) دھار۔ احاطہ جھاڑ بندی۔ حاشیہ سپاہیوں کی قطار ایک مرتبہ کئی بندوقوں یا توپوں کا چھوٹنا۔
تاڑ (ہ) ایک مشہور درخت جس سے تاڑی نکلتی ہے۔

پاڑ (ہ) وہ لکڑیوں کی بیٹھک جو معمار دیوار وغیرہ کام کرنے کے لئے بنا لیتے ہیں۔
جھاڑ (ہ) گھنا درخت۔ جھنکاڑ وغیرہ
ترقی (ع) زیادتی۔ افزائش۔ بلندی۔
آنا کانی (ہ) چشم پوشی۔ حیلہ حوالہ۔ ٹالم ٹول۔
سکوری (ہ) مٹی کی پیالی۔
چھال (ہ) چھلکا۔ پوست۔ درخت کے اوپر کا بکل۔
نکیل (ہ) اونٹ کی ناک میں پڑی ہوئی رسی۔
عاق (ع) اپنی اولاد کو فرزندی سے نکال دینا۔ ترکہ سے محروم کر دینا۔
عشق (ع) محبت۔ الفت۔ پریم۔
نقب (ع) سرنگ۔ سیندھ۔ دیوار کا سوراخ۔
نقش (ف) صورت۔ تصویر۔ پھول پتی کا کام۔ تعویذ وغیرہ۔
نقد (ع) روپیہ پیسہ۔ ادھار کی ضد۔ عمدہ۔ اچھا۔
نقص (ع) کمی۔ کوتاہی۔ کسر۔ عیب۔ برائی۔ کھوٹ۔
نقض (ع) ٹوٹ پھوٹ۔ بگاڑنا۔ توڑنا۔
نقل (ع) اصل کا چربہ اتارنا۔ تبدیلی۔ منتقل۔ منقول۔ حکایت سانگ ۔۔۔ وغیرہ۔
نُقل (ع) وہ شے جو منہ کا مزا بدلنے کیلئے کھائی جائے۔ ایک قسم کی مٹھائی
سست (ف) ڈھیلا۔ کمزور۔ چست کی ضد۔ اداس۔ افسردہ وغیرہ
سخت (ف) کڑا۔ مضبوط۔ سنگدل۔ بخیل وغیرہ
بار (ف) بوجھ۔ حمل وغیرہ
تار (ف) ڈورا۔ سوت۔ لوہے کا تار۔ تار برقی۔ ٹیلیگرام۔ وغیرہ
خار (ف) کانٹا۔ پھانس وغیرہ
عار (ع) شرم۔ غیرت۔ ننگ۔ عیب۔

غار (ع) سوراخ۔ گڑھا۔ کھڈ۔ پہاڑ کی کھوہ۔ گھاؤ۔ زخم کاری۔
گارا (ہ) گوندھی ہوئی مٹی جس سے دیوار بناتے ہیں۔ کیچڑ۔
مار (ف) سانپ۔ ناگ۔
نار (ف) آگ۔ آتش۔
ہار (ہ) مغلوبیت۔ شکست۔ ہزیمت۔ تھکان۔ ماندگی وغیرہ
وار (ف) زخم۔ ضرب۔ حملہ۔ حربہ۔ صدمہ۔
زیور (ہ) زیور۔ گہنا۔
ابرو (ف) بھوں جو آنکھ کے اوپر ہوتی ہے۔
ابرہ (ف) دوہرے لباس کا اوپر کا کپڑا۔
وام (ع) قرض۔ ادھار
وہم (ع) وسواس۔ گمان۔ شک۔ بے وجہ کا ڈر۔ بدگمانی۔
ناک (ہ) بینی۔ وہ عضو جو ہات سونگھی جائے کنایۃً عزت۔ آبرو۔ لاج۔
نال (ہ) بات۔ ازل۔ قمار بازی میں حق جو قمار کھلانے والے کو دیا جائے
نام (ف) اسم۔ لقب۔ خطاب۔ شہرت۔ ناموری۔ وغیرہ
بیکاری (ف) کام نہ ہونا۔ کوئی ذریعہ معاش نہ ہونا۔ فرصت۔
بیگاری (ہ) بے دلی سے یا بے مزدوری کے کام کرنے والا۔
بیماری (ف) مرض۔ روگ۔ دکھ۔
بیسوا (ہ) فاحشہ۔ رنڈی۔ کسبی۔ بدچلن عورت۔
قوس (ع) کمان۔ دائرہ کا کوئی حصہ۔ آسمان کا نواں برج۔
قول (ع) بات۔ کہاوت۔ مقولہ۔ عہد۔ اقرار۔ پیمان۔
قوم (ع) آدمیوں کا گروہ۔ فرقہ۔ خاندان۔ نسل۔ ذات۔
اکھڑ (ہ) جاہل۔ بدمزاج۔ ناسمجھ۔ ناشائستہ۔ جھگڑالو۔
الھڑ (ہ) ناتجربہ کار۔ بھولا۔ کم سن۔
طاق (ع) تنہا۔ مفرد۔ جفت کا ضد۔ وغیرہ۔

خوشوقت معمّا نمبر ۲۸ کا صحیح حل

اسٹریٹیڈ ویکلی کے کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۲۴۶ کی تشریحات جلد سے جلد ناظرین خوشوقت تک پہنچانے کی غرض سے چونکہ یکم مئی کے خوشوقت کو ایک ہفتہ قبل شائع کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے اور خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۲۸ کا داخلہ بند ہونے کی تاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء ہے اس لئے معمّا نمبر ۲۸ کا صحیح حل اس پرچہ میں درج نہیں ہو سکتا۔ آئندہ پرچہ میں درج کیا جائے گا جو امید ہے کہ مئی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائے گا۔ اور اسی پرچہ میں معمّہ مذکور کا نتیجہ بھی درج کیا جائے گا۔

معاونین خوشوقت سے ضروری مشورہ

السٹریٹیڈ ویکلی کے کراس ورڈ معمّوں کی انگریزی تشریحات کا سلسلہ خوشوقت میں صرف اس امید پر شروع کیا گیا تھا کہ اسکی وجہ سے خوشوقت کی اشاعت پر اچھا اثر پڑیگا اور جو حضرات انگریزی تشریحات ہی سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ بھی خوشوقت کے خریدار ہو جائیں گے۔ لیکن ابتک کے نتیجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی تشریحات کا ناظرین خوشوقت نے اُس گرمجوشی سے خیر مقدم نہیں کیا جس کی توقع تھی اور اشاعت میں کوئی ترقی نہ ہونے کے باوجود خرچ بہت بڑھ گیا۔ اتنا خرچ صرف اسی صورت میں برداشت کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ امید ہو کہ آمدنی بھی اتنی ہو جائے گی جس سے خرچ نکل سکے۔ موجودہ معاونین خوشوقت میں اگر نصف سے زیادہ تعداد ایسے حضرات کی ہے جو انگریزی تشریحات کی ضرورت سمجھتے ہیں تب بھی میں اسکی کوشش کرونگا کہ کچھ روز تک اور اس سلسلہ کو جاری رکھکر نتیجہ کا انتظار کروں لیکن خوشوقت کے موجودہ معاونین میں سے اگر نصف بھی ایسے نہیں ہیں جو انگریزی تشریحات کو زیادہ ضروری سمجھتے ہوں تو اُس صورت میں بہتر یہ ہے کہ جلد سے جلد انگریزی تشریحات کی اشاعت کا سلسلہ بند کر دیا جائے تاکہ مزید زیر باری نہ ہو۔

امید ہے کہ محترم ناظرین خوشوقت ازراہ عنایت تکلیف گوارہ فرماکر بواپسی ڈاک مطلع فرمائینگے کہ وہ خوشوقت میں انگریزی تشریحات کی اشاعت کو کس حد تک ضروری سمجھتے ہیں۔

خوشوقت کے ہفتہ وار کرنے نہ کرنے کے متعلق بھی معاونین خوشوقت کی رائیں معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اضافہ دو معموں کے ماہوار یا پندرہ روزہ کرنے کے متعلق بھی۔

ایک ہی خط میں اگر آپ مذکورہ تینوں امور کے متعلق بواپسی ڈاک اپنی رائے سے مطلع فرمائینگے تو مجھے بہت ہی باعث ممنونی ہوگا۔

ایڈیٹر۔

تبصرہ

پیشوا کا رسول نمبر - دہلی کے مشہور و مستند اسلامی رسالہ پیشوا کے مالک و ایڈیٹر حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی نے حسب معمول اس سال بھی ایک شاندار اور ضخیم رسول نمبر شائع کیا ہے جو اپنی معنوی خصوصیات کے لحاظ سے اشاعت کے مقصد کو بخوبی پورا کر رہا ہے۔ اس سال کا رسول نمبر تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں مکمل سیرت نبوی ہے جو جناب مولوی آغا رفیق صاحب بلند شہری نے نہایت جامعیت اور اختصار کے ساتھ دلکش و دلچسپ پیرایہ میں تحریر کی ہے۔ دوسرے حصہ میں وہ فرامین نبوی ہیں جو جناب رسالتمآب نے مختلف بادشاہوں اور والیان ملک کے نام تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ارسال فرمائے اور تیسرے حصہ میں وہ معاہدات نبوی ہیں جو آنحضرت صلعم نے غیر مسلموں کے ساتھ کئے۔ فرامین و معاہدات عربی میں سلیس اردو ترجمے کے ساتھ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی ایم اے نے جمع کئے ہیں۔ معاہدات کے بغور پڑھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام اور آجکل کے مسلمانوں کی ذہنیت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

پیشوا کے تازہ رسول نمبر کو مسلمان تو یقیناً پسند کریں گے لیکن جو غیر مسلم دوسرے بانیان مذاہب کے حالات کو بے تعصبی سے پڑھنا حرام نہیں سمجھتے وہ بھی پیشوا کے رسول نمبر کے مطالعہ سے محظوظ ہوں گے۔ بقائی صاحب کی ہمت اور کوشش قابل داد ہے۔ رسول نمبر کی ضخامت مع اشتہارات ۲۰۰ صفحے ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ معمولی ہے۔ قیمت ۸ روپے۔ مگر خریداران پیشوا کو ایک روپیہ سالانہ میں یہ نمبر بھی دیا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ دفتر رسالہ پیشوا - زیر جامع مسجد - دہلی۔

بیسویں صدی کا عورت نمبر - بیسویں صدی لاہور کا ایک کامیاب ادبی رسالہ ہے جس نے حال ہی میں ایک نہایت شاندار و خوبصورت "عورت نمبر" شائع کیا ہے۔ مضامین سب دلچسپ ہیں اور اکثر عورتوں اور عورتوں کے مردوں کے لئے مفید بھی ہیں۔ ایک تصویر منیم کی رنگین اور کئی تصویریں یک رنگی ہیں جن میں زیادہ تر حسینان سینما کی ہیں۔ ضخامت مع اشتہارات ایک سو ساٹھ صفحے سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ لکھائی چھپائی۔ کاغذ۔ نقاشی اور ترتیب و تدوین سب دیدہ زیب ہے۔ ادبی رسالوں کے ایسے خاص نمبر اردو کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ قیمت ۲ روپے۔ مگر بیسویں صدی کے مستقل خریداروں کو دو روپے سال میں یہ نمبر بھی ملتا ہے۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر "بیسویں صدی" لاہور۔

محشر خیال کا سالنامہ ۱۹۳۶ء - دہلی کے کامیاب ماہوار رسالوں میں محشر خیال بھی ایک ممتاز ادبی اور سیاسی رسالہ ہے جو سالنامے بھی شائع کرتا ہے۔ ۱۹۳۶ء کا سالنامہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحوں کی ضخامت کے ساتھ معمولی کاغذ پر عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مضامین اکثر دلچسپ اور بعض معلومات میں مفید اضافہ کرنے والے ہیں۔ تصویریں بھی کئی ہیں۔ محشر خیال میں انعامی معمے بھی چھپتے ہیں۔ الغرض عام دلچسپی کا کافی مواد محشر خیال میں ہوتا ہے۔ اور اس سالنامہ میں خصوصیت کے ساتھ ہے۔ پیرجی عبدالحق صاحب فاروقی مالک ایڈیٹر محشر خیال رسائل و اخبارات کے چلانے کا کافی تجربہ رکھتے ہیں اور اسی لئے ان کا رسالہ محشر خیال بہت کامیاب ہے۔ سالنامہ کی قیمت ۱۲ آنے ہے مگر مستقل خریداروں کو ایک روپیہ میں سالنامہ بھی ملتا ہے۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر محشر خیال۔ اردو بازار۔ دہلی۔

ہندوستانی مسلمانوں کا تاریک مستقبل

ذیل کا ایڈیٹوریل نوٹ سردار دیوان سنگھ صاحب کے مشہور اخبار ریاست مورخہ ۔ اپریل ۱۹۳۶ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ یہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ جو مذہبات کے لحاظ سے اچھے مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں لیکن اعمال کے لحاظ سے دوسری قوموں سے دن بدن پیچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ سردار دیوان سنگھ صاحب کا انداز گو جہاں اس نوٹ کے بعض الفاظ میں نظر آرہی ہے ان پالیسی کا سپرٹ میں غور کرنے کی ضرورت ہے جو یہاں سپرٹ میں دیکھے گئے ہیں۔ جو کمزوریاں ۵۰ فیصدی مسلمانوں کی طرف منسوب کی گئی ہیں اگر ۲۰ فیصدی بھی وہ موجود ہیں تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ قسمتی بھی ضمیمہ ہے جب ۵۰ فیصدی کی طرف بھی ان کا منسوب کرنا مبالغہ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ایڈیٹر خوش وقت)

لاہور کے ایک مسلم روزنامہ اخبار میں امرتسر کے مسلم ریفرشمنٹ روم کے متعلق ایک شکایت شائع ہوئی ہے کہ صبح ساڑھے سات بجے جب گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچی تو انگریزی اور ہندو ریفرشمنٹ روم کے ایک درجن سے زیادہ ملازم پلیٹ فارم پر موجود تھے جو ہاتھوں میں چائے کی ٹرے لئے لوگوں کو چائے خریدنے کی دعوت دے رہے تھے۔ مگر مسلم ریفرشمنٹ روم کا کوئی ملازم وہاں موجود نہ تھا چنانچہ اس شکایت کرنے والے نے ایک قلی کو مسلم ریفرشمنٹ روم میں بھیجا کہ وہاں کسی ملازم کو بلا لائے۔ قلی گیا تو وہاں سے اپنے ساتھ ایک لڑکے کو لایا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ابھی سو کر اٹھا تھا۔ اور ہاتھوں سے آنکھیں مل رہا تھا۔ اس لڑکے کو کہا گیا کہ وہ چائے لائے یہ لڑکا واپس مسلم ریفرشمنٹ روم میں گیا۔ مگر واپس نہ آیا اور گاڑی امرتسر سے روانہ ہو گئی۔

یہ شکایت ویسے تو ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر اسکو غور سے دیکھا جائے اور اس واقعہ کی وجوہ اور مسلمانوں کے مستقبل پر غور کیا جائے تو یقیناً ان لوگوں کو افسوس ہوگا جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اور چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی دوسری اقوام کے ساتھ مسلمان بھی ترقی کریں۔ چنانچہ ہم آج یہاں دوسری اقوام کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمان آنکھیں کھول کر اپنی موجودہ گری ہوئی حالت پر توجہ کریں۔

اگر غور کے ساتھ اعداد و شمار پر توجہ کی جائے تو یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ پچھلے پندرہ برس میں ہندوؤں میں سیر اور ورزش کا شوق تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہیں جہاں کے ہندو مرد و ہندو عورتیں اور ہندو بچے صبح سیر کیلئے اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہوں جو میل پیدل نہ چلتے ہوں اور کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں ہندوؤں کی ورزش کے لئے اکھاڑے قائم نہ کر لئے گئے ہوں چنانچہ اس اسپرٹ کا دلچسپ ثبوت آپ کو دہلی اور لاہور میں ہر صبح کے وقت مل سکتا ہے جہاں پانچ بجے صبح سے آٹھ بجے تک ہزارہا کی تعداد میں مرد عورتیں بوڑھے جوان اور بچے جمنا اور راوی کے کنارے سیر کے لئے جاتے ہیں اور اس کثیر تعداد میں جاتے ہیں کہ ان راستوں پر سے کسی موٹر یا تانگہ کا تیزی سے گزرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس سیر اور تفریح کے باعث ہندو دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں اور اس کے مقابلہ پر مسلمان صبح آٹھ بجے سے پہلے پلنگ کو نہ چھوڑیں گے بڑے بڑے شہروں میں بھی سیر کرنے والے مسلمان مردوں کی مجموعی تعداد چند درجن سے زیادہ نہیں۔ اور عورتوں کے متعلق تو بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان بیچاریوں کے لئے تازہ ہوا اور سیر کے معنی ہندوستانی مسلمان بے حیائی سمجھتے ہیں اور شہروں میں ہزارہا گھر ایسے ہیں جن کی خواتین نے ایک مکان کی چار دیواری کے اندر اپنا بچپن اپنا شباب اور اپنا بڑھاپا گزار دیا اور یہ بدنصیب اس وقت مکان سے باہر نکالی گئیں جب ان کی روح جسم کو چھوڑ چکی تھی۔ ورزش اور سیر کے متعلق ہندوؤں کی ترقی اور مسلمانوں کی اس گراوٹ کا صاف اور صریح ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فسادات میں آج سے پندرہ برس پہلے تو ہر جگہ ہندو پٹتے تھے مگر اب کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں سے مار نہ کھاتے ہوں۔

سیر اور ورزش کے مسئلہ کے بعد اب لیجئے صحت و صفائی۔ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ اور امیر گھرانوں کو چھوڑ کر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں کے متوسط اور غریب طبقہ میں روزانہ غسل کرنا صرف فضول و غیر ضروری سمجھا گیا۔ پچھتر فیصدی مسلمانوں کے قریب جاتے ہوئے بھی ان کے جسم سے بو آتی ہے۔ یہ لوگ جسم اور کپڑوں کی صفائی ہفتہ میں صرف ایک دن یعنی جمعہ کے روز ضروری سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں غسل کرنا مذہبی احکام کی حد تک ضروری ہے اور شاید ہی کوئی ایسا سکھ یا ہندو ہو گا جو ہر روز غسل نہ کرتا ہو۔ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بعض ہندوؤں میں بھی بغیر صابون دھو کے غسل کرنا اور صرف دو چار لوٹے پانی کے اپنے جسم پر ڈال لینا صحت کے لئے کافی نہیں اور مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ میں ہندوؤں سے زیادہ صفائی اور ستھراپن موجود ہے مگر مجموعی حیثیت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس فرق کا اقرار کرنا پڑتا ہے جس کے باعث مسلمانوں کی صحت دن بدن تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور ہندوؤں کی صحت بہتر ہو رہی ہے۔

اب لیجئے مسلمان کاشتکاروں کی حالت۔ پنجاب کا صوبہ کاشتکاری کے اعتبار سے دوسرے تمام صوبہ جات سے زیادہ اہم پوزیشن رکھتا ہے۔ اس صوبہ کے ایک سکھ اور ایک مسلمان کاشتکار کا مقابلہ کیجئے۔ سکھ کاشتکار تو رات کے دو بجے بیدار ہو کر صبح سات بجے سورج نکلنے تک ہل چلاتا اور سات بجے دھوپ نکلنے پر اپنا کام کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر مسلمان کاشتکار صبح سات سے پہلے بیدار نہیں ہوتا بیدار ہونے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ حقہ پینے میں صرف کرتا ہے اور دھوپ زیادہ ہونے کے بعد اس سے کام نہیں ہو سکتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سکھ کاشتکار کے مقابلہ پر مسلمان کاشتکار اوسطاً نصف کام بھی نہیں کر سکتا جس کے باعث مسلمان کاشتکاروں کی نسل بھی دن بدن کمزور اور شکست ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بابا فرید گنج شکر نے ایک جگہ کہا ہے:

"پچھلی رات نہ جاگیوں جیوندڑا موئیوں"

یعنی اگر پچھلی رات (قبل الصباح) بیدار نہیں ہوتا تو سمجھ لے کہ تو زندہ مر گیا۔ بابا فرید کے اس قول کے مطابق اگر مسلمان سورج نکلنے کے بعد بیدار ہوتے ہیں صفائی اور سیر کو ضروری نہیں سمجھتے اور ان میں محنت کا مادہ دن بدن کم ہو رہا ہے تو ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ قدرت ان کی موت کے تیار کر رہی ہے۔ ان کی موجودہ بے حسی غفلت اور کاہلی کی حالت ان کو بالکل مٹا دینے کا باعث ہوگی۔ اور ان کا ایک طرف تو دن بدن کمزور ہوتے چلے جانا اور دوسری طرف ملک کی آزادی کی راہ میں مشکلات پیدا کرنا یقیناً دنیا کی نظروں میں ان کو ذلیل اور رسوا کرنے کا باعث ہوگا۔ کاش کہ ہندوستانی مسلمان ہماری اس مخلصانہ آواز پر توجہ دیں اور اپنے مستقبل پر غور کریں۔

معزز معاصرین ہند کلکتہ اور سرپنچ لکھنؤ کے دو اچھے مقالے

مدح صحابہ اور تبرا

لکھنؤ کے چند سُنی مسلمان مدح صحابہ اور شیعہ تبرّے کے نام پر جو کچھ کھیل کھیل رہے ہیں وہ انسانیت، عقل اور شرافت ان سب کے خلاف ہے۔ معلوم ہوتا ہے ان طبقوں کے مسلمانوں پر جنون کا سخت ترین حملہ ہو گیا ہے اور یہ بالکل پاگل بن کر رہ گئے ہیں۔ عقل ہوتے ہوئے ایسی حرکتیں کیوں کرتے جن سے خود اسلام کی جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔

سُنی کہتے ہیں کہ ہم خلفاء ثلاثہ کی تعریف میں نظمیں گاتے سڑکوں پر علانیہ نکلیں گے۔ شیعہ کہتے ہیں ہم خلفائے ثلاثہ کو سڑکوں پر گالیاں دیتے پھریں گے! ذرا بتائیے یہ دونوں حرکتیں کیا ہیں؟ جنون کے سوا اور کیا ہو سکتی ہیں۔

سُنیوں سے کوئی پوچھے، یہ بدعت تم نے کہاں سے نکالی ہے؟ اس طرح مدح صحابہ گانے پھرنا کس شریعت نے تمہیں سکھلایا ہے۔ اس ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں کبھی بھی مسلمانوں نے یہ کام کیا تھا؟ کیا اب یہ حضرات سے تمہاری عرض یہی نہیں ہے کہ شیعوں کو چڑا دو؟ کسی کا دل دکھانا کیونکر روا ہو سکتا ہے۔ شیعہ خلفائے ثلاثہ سے بیزار ہیں اب اگر تم سڑکوں پر خلفا کی مدح گاؤ گے تو مزید شیعہ برہم ہوں گے۔

اسی طرح شیعوں سے کوئی پوچھے کہ اللہ کے بندو ساڑھے تیرہ سو برس کے گڑے مُردے آخر کیوں اکھاڑتے ہو؟ خلفائے ثلاثہ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ ان کی ہجو کو تم نے اپنا فرض بنا لیا ہے؟ تم کہتے ہو کہ خلفائے ثلاثہ نے اہل بیت کا حق چھین لیا تھا۔ اگر واقعی یہی ہوا تھا تو اہل بیت بھی خدا کے گھر پہنچ چکے ہیں اور خلفائے ثلاثہ بھی خدا ان کے مابین خود ہی فیصلہ کر دے گا تم آخر کون ہوتے ہو کہ اہلبیت کی طرف سے وکالت کرنے کو اٹھ کھڑے ہو گئے ہو؟ اور اے عقلمندو تمہاری اس سرکالت سے اب اہلبیت کو فائدہ بھی کیا پہنچ سکتا ہے؟ سانپ نکل چکا ہے اور تم بیٹھے لکیر پیٹ رہے ہو۔ آج نہ وہ اہل بیت ہیں نہ خلفاء ہیں نہ خلافت ہی ہے پھر یہ بیہودہ ہنگامہ کس لئے ہے؟

شیعوں کی یہ تاویل سراسر بے معنی ہے کہ ہم گالیاں نہیں دیتے بلکہ خلفاء سے تبرّی کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ خدا ان خلفاء کو اپنی رحمت میں شامل نہ کرے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو ایسا کرنے کا بھی حق کہاں سے ملا ہے؟ آپ کسی آدمی کو اللہ کی رحمت سے دور رکھنے کے خواہشمند کیوں ہیں؟ اور یہ تو بتائیے کہ اگر خوارج بعینہٖ یہی حضرت علیؓ کے حق میں کریں تو آپ کو یہ حرکت بُری لگے گی یا نہیں؟

ایک طرف مسلمانوں کے اتحاد اور تنظیم کا شور مچا ہوا ہے دوسری طرف مسلمان ایسی مجنونانہ باتوں کو لے کر آپس میں لڑ مر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود بہت سے علماء اور مجتہد پاگلوں کی اس فوج کے سپہ سالار بن گئے ہیں اور بہت سے دامنوں نے بہشتی کی سند حاصل کر رکھی ہیں۔

دنیا کی قومیں زندگی کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں مگر شیعہ سُنی تیرہ سو برس پہلے کے چند ناموں پر لڑ مر رہے ہیں گویا یہی دین و ایمان ہے اسی کا نام غیرت کی کامرانی ہے۔

شیعوں اور سُنیوں کو اپنے اس جنون پر شرمانا اور اس سے نجات پانا چاہئے۔ نہ مدح صحابہ کی ضرورت ہے نہ تبرّے کی سب مسلمانوں کو آپس میں نیکی اور رواداری سے کام لینا چاہئے۔ ان عالموں اور مجتہدوں کو خاص طور پر شرمانا چاہئے جو ان مجنونانہ تحریکوں کی رہنمائی کر رہے ہیں ان حضرات کو سوچنا چاہئے کہ آئندہ نسلوں کو اور خدا کو اپنی اس فتنہ پردازی پر کیا جواب دیں گے؟ (ہند کلکتہ)

مسلم تانگے اور ہندو یکے

کانپور سے ایک صاحب خبر لائے ہیں کہ اب وہاں یکوں اور تانگوں پر اس قسم کی تختیاں نظر آنے لگی ہیں جن پر "ہندو یکہ" اور "مسلمان تانگہ" لکھا رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اہل کانپور کو مبارکباد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ در اصل اس ایجاد کا سہرا تو ریلوے کے سر ہے جس نے اسٹیشنوں پر ہندو ریسٹوران اور مسلم ریسٹوران کی تفریق پیدا کرنے کے بعد پانی پینے کیلئے بھی نلوں پر ہندو نل اور مسلم نل لگا دیا۔ یہاں تک کہ وہ پہلے پہل چار تک پہنچی اور پلیٹ فارموں پر ہندو چائے گرم اور مسلمان چائے گرم کی آوازیں آنے لگیں گویا پانی کے بعد چائے نے بھی مذہب کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ کچھ چائے کلوہ میں جا کر شدھ ہو گئی اور ہندو چائے کہلائی کچھ چینی کی کیتلی میں جا کر مشرف باسلام ہوئی اور مسلمان چائے کہلائی پھر ہندو دودھ اور مسلمان دودھ کے نعرے بلند ہوئے مختصر یہ کہ اگر سچ پوچھیے تو ہندوستان میں ہندو مسلم سوال ہی ریلوے والوں نے پھیلایا ہے اور گاندھی جی سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش پلیٹ فارموں پر شروع نہیں کی۔ بہرحال یہ وبا ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن اور دوسرے سے تیسرے اسٹیشن ہوتی ہوئی اب ہندوستان بھر میں پھیل چکی ہے اور کانپور کے یکے اور تانگے تک اپنا اپنا مذہب سمجھنے پر مجبور ہیں۔ کچھ یکوں کے جنیو کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور کچھ تانگوں کے ختنہ کی تجویز زیر غور ہے۔

مگر واہ رے لکھنؤ

تو اس سلسلہ میں بھی کسی کانپور سے پیچھے نہیں ہے بلکہ اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو ہر معاملہ میں کانپور سلسلہ تیرے سامنے کا لونڈا ہے۔ اسی تحریک کو لے لیجئے کانپور نے زیادہ سے زیادہ یہی کیا ہے کہ یکوں اور تانگوں پر ہندو اور مسلمان کی تختیاں لگا دی ہیں۔ مگر لکھنؤ نے آج نہیں آج سے ایک سال پہلے ہی اس قسم کے معاملات میں ہندو مسلم سوال نہیں بلکہ مسلم مسلم سوال تک پیدا کر کے دکھا دیا ہے یعنی شیعہ پان کی دوکان اور سُنی پان کی دوکان، شیعہ شیرینی فروش اور سُنی شیرینی فروش، شیعہ رولی اور سُنی رولی، شیعہ ترکاری اور سُنی ترکاری۔ مختصر یہ کہ یہ کام ذرا حسین قسم کا تھا کہ اس قسم کے معاملات میں ہندو مسلم نہیں بلکہ مسلم مسلم تقسیم کر کے دکھائی جاتی۔ البتہ ایک بات ضرور ہے کہ کانپور نے بھی تقلید ہی میں سہی بہرحال ترقی کر کے دکھائی ہے۔ یا شاعرانہ اصطلاح میں یوں کہئے کہ خوبصورت سرقہ ہے گویا کسی استاد کا مضمون کسی نو مشق نے ذرا ترقی کے ساتھ چرایا ہے بہرحال امید ہے کہ کانپور اس

ہندو تانگہ اور مسلم یکہ

کے بعد ہی بس نہ کرے گا بلکہ عنقریب وہاں گھوڑوں پر بھی تختیاں لگا دی جائیں گی، ہندو گھوڑا، مسلمان گھوڑا اور اسی طرح ہر چیز کو ہندو مسلم امتیاز کے ساتھ پیش کیا جائیگا۔ ہندو سینما مسلمان سینما ہندو طوائف مسلمان طوائف۔ ہندو کتہ، مسلمان کتہ۔ ہندو کاغذ، مسلمان کاغذ۔ ہندو نین سکھ، مسلمان نین سکھ، ہندو جہالت، مسلمان جہالت۔ ہندو لیڈر بکس۔ مسلمان لیڈر بکس۔ ہندو کوڑا گھر، مسلمان کوڑا گھر۔ ہندو بیت الخلا، مسلمان بیت الخلا۔ ہندو اسپتال، مسلمان اسپتال۔ ہندو تھانہ، مسلمان تھانہ۔ ہندو کچہری، مسلمان کچہری۔ بلکہ وہاں تو یہ چاہئے کہ آدمی اپنی اپنی ٹوپیوں پر لکھ کر لگا لیں ہندو آدمی، مسلمان آدمی اور عورتوں کی ساریوں پر سائن بورڈ لگا ہوا ہو ہندو عورت، مسلمان عورت۔ پھر ضرورت اس کی ہے کہ ہندو اور مسلمان مل کر کانپور بھر کی سڑکیں تقسیم کر لیں کچھ ہندو سڑکیں ہوں اور کچھ مسلمان۔ ایک ہندو میونسپلٹی ہو اور ایک مسلمان۔ مگر یہ تو سب جھگڑا کیوں کانپور ہی دو نہ ہو جائیں۔

ہندو کانپور اور مسلمان کانپور

مسلمان تو اپنے مسلمان کانپور میں رہیں اور ہندو اپنے ہندو کانپور میں ہندو کانپور میں کوئی مسجد نہ ہو صرف باجہ ہی باجہ ہو اور مسلمان کانپور میں کوئی پیپل نہ ہو صرف تعزیے ہی تعزیے ہوں۔ ہندو کانپور میں کبھی کوئی مسلمان نہ جائے اور مسلمان کانپور میں کبھی کوئی ہندو نہ آئے۔ گنگا کو ان دونوں کے درمیان کر دیا جائے بشرطیکہ آدھی گنگا ہندو تسلیم کی جائے اور آدھی مسلمان یا یہ طے کر لیا جائے کہ وہ ہندو ہے نہ مسلمان بلکہ انگریز ہے بہرحال اگر یہ بٹوارہ کانپور سے شروع ہو جائے تو امید ہے کہ ہندوستان کے باقی شہر بھی عمل کریں گے اور کچھ ہی دنوں میں ہندو ہندوستان اور مسلمان ہندوستان کی تشکیل ظہور میں آ سکے گی۔

مگر لکھنؤ کیا کرے

یہاں تو واقعی لکھنؤ غریب کے پرخچے پرخچے اُڑے جاتے ہیں پہلے ہندو مسلم طریقہ پر تقسیم کیجئے پھر شیعہ سُنی طریقے پر تقسیم در تقسیم ہو پھر احراری اور غیر احراری طریقہ پر تقسیم در تقسیم عمل میں آئے اور اس کے بعد بھی نتیجہ یہ نکلے کہ لکھنؤ تو تقسیم ہوتے ہوتے ہو گیا ختم اور لگا کسی کے ہاتھ کچھ بھی نہیں یہاں کا معاملہ تو عجیب عقدۃ لاینحل ہے نہ ریاضی سے طے ہوتا ہے اور نہ اقلیدس سے نہ سیاست سے حل ہوتا ہے نہ شریعت سے البتہ حکومت کرفیو آرڈر سے طے کرنا چاہتی ہے۔ شاید کوئی کامیابی ہو اور شاید بغیر تقسیم کے حاصل تقسیم نکل آئے۔ یہ نہ ہو کہ تقسیم کرنے بیٹھے تو کہہ دے ہیں۔ "باقی لگی ہتھکڑی اور باقی بچی فائرنگ۔ حاصل تقسیم سنٹرل جیل"

(سرپنچ۔ لکھنؤ)

آپ نے کتنے خریدار دئے؟

آپ نے کتنے نمونے بھجوائے؟

میں جانتا ہوں کہ آپ خوش وقت مفت نہیں پڑھتے آپ اسے قیمت دیکر خریدتے ہیں اس لئے مجھے آپ سے مندرجہ بالا سوالات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

لیکن اگر آپ خوش وقت کو پسند کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب ہو تو خوش وقت کی کامیابی کی خواہش کا ٹیکس آپ کو ضرور ادا کرنا پڑیگا۔ آپ اگر چاہیں تو تین چار خریدار خوش وقت کے لئے آسانی سے مہیا کر سکتے ہیں اور تیس چالیس آدمیوں کے نام نمونے بھی بھجوا سکتے ہیں۔

کیا آپ ایسا کریں گے؟

کیا اخلاق بغیر مذہب کے ممکن ہے؟

ایک مباحثہ

مابین جناب ساغر نظامی و پنڈت گوپی ناتھ تنہا ایڈوکیٹ

(جو آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن دہلی سے براڈکاسٹ کیا گیا)

تنہا۔ (کمرہ میں داخل ہوکر) آداب عرض،

. . . . . . (خاموشی) . . (ورق الٹنے کی آواز)

او ہو۔ بڑی محویت ہے۔

ساغر (چونک کر اور کرسی سے کھڑے ہوکر) ارے! آپ ہیں! آپ کب تشریف لائے! معافی چاہتا ہوں مطالعہ میں بالکل گم تھا۔

تنہا۔ جی ہاں آپ تو بالکل کھوئے ہوئے تھے۔

ساغر۔ جی ہاں کتاب سے زیادہ میں اس کے موضوع میں ڈوب گیا تھا۔ تشریف رکھئے۔ مصنف کا خیال ہے کہ بغیر مذہب کے انسانی اخلاق باقی نہیں رہ سکتے۔

تنہا۔ خود آپ کا کیا خیال ہے؟

ساغر۔ میرے خیال سے اخلاق کے لئے مذہب کی قید بالکل غیر فطری ہے۔

تنہا۔ مجھے بھی اس بحث سے بہت دلچسپی رہی ہے اور میں ان لوگوں کا ہم خیال ہوں جو اخلاقیات کے لئے مذہب کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

ساغر۔ بہت خوب۔ مگر آپ کے ہم خیال اب تک اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی ایسی گہری اور زبردست دلیل پیش نہیں کر سکے جس سے دماغی انسان کی تسکین ہو سکے (کتاب تنہا صاحب کے سامنے پھینک کر) یہ کتاب دیکھئے ... یہ صفحے مصنف نے سیاہ کر ڈالے مگر لا حاصل سا

تنہا۔ اس کتاب کو میں کیا دیکھوں ساغر صاحب! ایسی باتوں سے قیامت تک ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ پہلے آپ مذہب کی تعریف فرما دیجئے۔

ساغر۔ زندگی کا لائحہ عمل۔

تنہا۔ اس لائحہ عمل کا بنانے والا کون ہے۔

ساغر۔ خود "انسان"

تنہا۔ تو میں سمجھوں کہ مذہب سے خدا کا کوئی تعلق نہیں؟

ساغر۔ آپ کو اختیار ہے۔

تنہا۔ تو میں مذہب کو خدا کا قانون مانتا ہوں ــــــ آپ اس سے انکار کرتے ہیں؟

ساغر۔ بحث الجھ جائے گی اس لئے کہ ایک خدا سے مختلف متضاد مذاہب پیدا کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

تنہا۔ تو میں یہ سمجھوں کہ ہر مذہب کا خدا جدا گانہ ہے؟ اور اگر آپ کا مفہوم یہی ہے تو اس بحث میں جس مذہب کا ذکر ہے وہ کون سے خدا کا مذہب ہے۔

ساغر۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ آپ کیا سمجھیں، مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے مذاہب جن میں اصولی اختلافات موجود ہوں کسی ایک خدا سے منسوب نہیں کئے جا سکتے۔ غالباً آپ سوال کے دوسرے حصہ کا جواب میرے لئے ضروری نہیں۔

تنہا۔ میں سمجھا، آپ سوال کا جواب دینا نہیں چاہتے۔ مہربانی فرما کر "اخلاقیات" کی تعریف کر دیجئے، اور یہ بھی فرما دیجئے کہ اخلاقیات کو بھی آپ کسی دستور العمل کے تابع سمجھتے ہیں یا نہیں؟

ساغر۔ اخلاقیات انسانوں کی مختلف سوسائٹیوں کے ان مقررہ اوصاف کو کہتے ہیں جن کی پابندی سوسائٹیوں نے ہر فرد پر لازم کر دی ہے اور یہ اوصاف اس دستور العمل کے ماتحت ہوتے ہیں جو سماج اپنے لئے بنائے۔ خواہ اس سماجی (معاشرتی) قانون کی کچھ ہی نوعیت ہو۔

تنہا۔ مذہب کی تعریف آپ نے یہ فرمائی کہ مذہب انسان کا بنایا ہوا لائحہ عمل ہے اور اخلاقیات کی تعریف بھی آپ یہی فرماتے ہیں کہ یہ سوسائٹی کا بنایا ہوا دستور العمل ہے تو پھر مذہب اور اخلاقیات میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

ساغر۔ کچھ نہیں۔

تنہا۔ گویا مذہب اور اخلاقیات آپ کے نزدیک ایک ہی چیز ہیں تو پھر آپ کو اس موضوع سے کیا اختلاف ہے؟

ساغر۔ موضوع سے اختلاف کی وجہ مذہب کی تعریف ہے۔ میرے نزدیک مذہب اور اخلاقیات دونوں کا کام اس دنیا تک محدود ہے

تنہا۔ اگر سوسائٹی کا کوئی فرد اخلاقی جرم کرے تو اس کی سزا اس فرد کو کون دے گا؟

ساغر۔ حکومت۔

تنہا۔ اگر کوئی مذہب کی خلاف ورزی کرے تو اس کی سزا کون دیگا؟

ساغر۔ مذہبی حکومت۔ اگر وہ موجود ہو ــــــ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کے ذہن میں مذہب کی کوئی مخصوص تعریف ہے۔

تنہا۔ میں سمجھا آپ اخلاقیات کی تعریف فرمانے سے بھی گریز کرتے ہیں اس لئے الزامی جواب دے رہے ہیں۔ میں تعمیل ارشاد کرتا ہوں۔ میں مذہب کو خدا کا بنایا ہوا قانون اور لائحہ عمل سمجھتا ہوں جو خدا نے وقتاً فوقتاً انسان کی رہنمائی کے لئے پیغمبروں اور رشیوں کے ذریعہ دنیا کو بھیجا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں نیکی اور بدی کے درمیان مسلسل اور متواتر جنگ ہوتی رہتی ہے۔ اور جس وقت بھی بدی کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے خدا انسان کی رہنمائی فرماتا ہے اور ایک نیا مذہب وجود میں آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں مختلف مذہب ہیں۔ لیکن تمام مذاہب کا بنیادی اصول ایک ہے جس کو "موکش" یا "نجات" کہتے ہیں۔

ساغر۔ اچھا ہوا۔ بحث ایک نقطہ پر سمٹ آئی۔ شاید آپ نے غور نہیں فرمایا کہ میں پہلے ہی اخلاقیات کی مفصل تعریف کر چکا ہوں اب مذہب کی تعریف آپ نے فرما دی۔ میں غالباً آپ سے مذہب کی تعریف دریافت کرتا۔ اگر مذہب کے متعلق میرے خیالات آپ کی رائے سے مختلف نہ ہوتے تو اصل بحث شروع ہو جاتی ہے

میں کہتا ہوں اخلاق کو برقرار رکھنے کے لئے کسی الہامی مذہب کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ آپ نے ابھی تعریف فرمائی ہے۔ دیکھئے تاریخ گواہ ہے کہ جو کسی آسمانی مذہب کے پیرو نہیں ہیں ان کے بھی اخلاقیات ہیں۔ ان کا مروجہ قانون ان سے ان اخلاقیات کی پابندی کراتا ہے۔ اور مذہبی عقیدے حکومت ہی برائیوں سے بچاتا اور بھلائیوں پر عمل کراتا ہے قانون اور اس کی بحالی ہوتی عدالتوں کے ذریعہ ہی کرایا جاتا ہے۔ فرض کیجئے آپ کا کہا ہوا کوئی مذہب موجود ہو تو ایسی حالت میں انسانی سوسائٹی کا کوئی اخلاقی ضابطہ ہوگا اور اس پر عمل درآمد بھی ہوگا۔ اس میں مذہب کی کیا ضرورت ہے؟

تنہا۔ جناب یہ مذہبی حکومت کیا چیز ہے؟

ساغر۔ مذہبی حکومت اس حکومت کو کہتے ہیں جو کسی مذہبی شریعت کے ماتحت چلائی جائے۔

تنہا۔ بجا ہے۔ مجھے یہ شبہ ہوتا ہے کہ آپ کی بحث میں جذبات کا زیادہ حصہ ہے۔ بہر حال میں مناسب سمجھتا ہوں کہ بغیر سوالات کئے ہوئے اپنا مفہوم آپ پر واضح کر دوں۔

دیکھئے، میں پھر آپ کو موضوع کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ موضوع کے ہر لفظ سے ظاہر ہے کہ مذہب جن معنی میں استعمال ہوا ہے اس کا مطلب خدا کے بنائے ہوئے قانون سے ہے۔ اور اخلاق جن معنی میں استعمال ہوا ہے اس کا تعلق انسانی دستور العمل سے ہے اور مسئلہ بحث یہ ہے کہ اخلاق کی پابندی کے لئے مذہب ایک ضروری چیز ہے یا نہیں؟

اخلاقیات کی ضرورت انسانی سوسائٹی کو کیوں محسوس ہوئی اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ انسان فطرتاً خود غرض واقع ہوا ہے اور ہر قوی انسان کمزور انسان پر ظلم و جبر کر کے اپنا فائدہ اور اپنی خواہشات کی تکمیل کرنی چاہتا ہے لہٰذا انسان کی اس فطرت کو روکنا انسانی سوسائٹی کے نظام کے لئے نہایت ضروری محسوس ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ انسانی سوسائٹی نے اپنے احوال کی مطابقت میں دستور العمل مرتب کیا اور سوسائٹی کے ہر فرد پر اس کی پابندی لازمی قرار دی۔

میں اس سلسلہ میں ایک بات اور بھی عرض کر دوں۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی قانون یا پروگرام پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پروگرام کی پشت پر ایک ایسی قوت نہ ہو جو سوسائٹی کے افراد کو مجبور کر سکے کہ وہ قانون کی پابندی کریں۔ اور سوسائٹی کے ہر فرد کو یہ خوف ہو کہ وہ اگر قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ قوت جو اس قانون کی پشت پر ہے اس سے باز پرس کرے گی۔

"اخلاقیات" کی پشت پر سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر (Collective Conscience) ہوتا ہے جو افراد کو دستور العمل کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ میں اخلاقیات کے یہی معنی سمجھتا ہوں ــــــ اور اس کے بعد آپ کو یہ غور کرنا ہے کہ انسان کو راہ راست پر رکھنے کے لئے سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر کافی ہے یا اس کے علاوہ سماج کو کسی دوسری طاقت کی بھی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محض سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر انسان کو راہ راست پر رکھنے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے۔ انسانی افعال ہمیشہ کھلم کھلا روشنی میں سرزد نہیں ہوتے۔ اور خاص کر ایسے افعال جو اخلاق کے خلاف ہوتے ہیں۔ قدرتاً انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے خلاف قانون افعال کو عوام کی نگاہوں سے بچا کر کرے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانی سوسائٹیوں کے لئے حقیقتاً یہ ضروری ہے کہ اخلاقی قانون کے ذریعہ ان افعال پر پابندی عائد کی جائے جو علانیہ سرزد ہوتے ہیں یا جن کے ثبوت فراہم ہو سکیں لیکن ان افعال کی پابندی عائد کرنا جو پوشیدہ ... [illegible]

[illegible] کے اندر۔ کہئے جناب تو یہ ساغر صاحب بھی یقین کر سکتا ہوں کہ کون اخلاق کی روک تھام کے لئے سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر ہی کافی ہے۔

لہٰذا ایک ایسی قوت کی ضرورت ہے جس کی نگاہوں سے بچنا انسان کے لئے قطعی ناممکن ہو جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کے بغیر یہ ناممکن ہے۔!

شکریہ۔ کم از کم میری صنف نے اتنا تو کیا کہ آپ نے اپنا مفہوم بالکل واضح کر دیا۔ آپ کی تمام تقریر میں ایک استدلال یقیناً موزوں ہے کہ جب قانون کی آنکھ انسان کے اعمال کی نگراں نہیں ہوتی تو وہ کونسی طاقت ہے جو تاریکی میں انسان کو گناہوں سے بچاتی ہے۔؟

تنہا۔ شکریہ۔ آپ کو ایک استدلال تو درست معلوم ہوا۔

ساغر۔ مگر اس درست استدلال کے جواب میں ایک ہلکی سی دلیل پر بھی غور فرما لیجئے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کونسی طاقت انسانوں کو تاریکی میں بھی گناہوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی معاملہ ہے۔ اور اس کا تعلق ہر شخص کی ذاتی نفسیات سے ہے ظاہر ہے کہ انفرادی نفسیات زیادہ تر ماحول و تربیت (Environment & Education) کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ برائی اور بھلائی میں تمیز کرنے والا ضمیر بھی بچپن سے ایک خاص ماحول میں پروان چڑھتا ہے اور اس کی بھلی یا بری سیرت اسی ماحول یعنی آئین وائر تعلیم کی ارثت جنتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ رات کی تاریکی میں مذہب انسان کو گناہوں سے باز رکھتا ہے میں کہتا ہوں یہ غلط ہے۔ حقیقتاً نفسیاتی ضمیر ہی ہر انسان کو نیک و بد کا احساس کراتا ہے۔ مذہب کی اس میں کوئی قید نہیں۔ بچپن ہی سے ہمارے دماغوں میں برائی اور بھلائی کے فرق کا گہرا اثر موجود ہوتا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے ماحول کا۔ مگر ماحول ہی اس کو مٹا بھی دیتا ہے۔ یعنی اچھے ماں باپ اور اچھی سوسائٹی کے اثرات ایک شخص کو برائی سے محفوظ رکھتے ہیں اور بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں مگر برے لوگوں کی سوسائٹی میں پھنس کر وہی شخص برائی کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔

تنہا۔ مگر بہت سے لوگ بری سوسائٹی کے باوجود نیک رہتے ہیں۔

ساغر۔ صرف مستثنیات! اور اگر نیک رہتے ہیں تو یہ دلیل ہے اس پختہ سیرت کی جس کی جڑیں اگلے ماحول اور تربیت میں مضبوط ہو چکی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تنہائی اور تاریکی میں گناہوں سے بچتا ہے تو اس کی حقیقی وجہ اس کا ذاتی چال چلن ہوتا ہے جو ایک مخصوص ماحول میں بنتا ہے۔ مذہب کے خوف سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ محض خوف کی بنیاد پر برائی سے بچنا اور بھلائی کرنا یہ انسانی فطرت کی بڑی توہین ہے۔ اور بالواسطہ تشدد ——— یہ کوئی قابل تعریف بات نہیں۔

میں آپ کے سامنے ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ شاید اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا کہ دنیا کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں مضبوط چار دیواری سے گھرے ہوئے بدکاریوں کے اڈے موجود ہیں۔ بہت سے لوگ وہاں جاتے ہیں اور بہت سے لوگ وہاں نہیں جاتے۔ جانے والے اس لئے جاتے ہیں کہ مروجہ الوقت قانون انہیں نہیں روکتا۔ اور نہ جانے والے اسلئے نہیں جاتے کہ سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر ان کے خلاف ہے جانے والے اور نہ جانے والوں پر مذہب کا کوئی اثر نہیں۔

آپ کی رائے میں اجتماعی ضمیر بداخلاقیوں کو نہیں روکتا میں کہتا ہوں کہ اجتماعی ضمیر روکتا بھی ہے اور کہیں کہیں روکتا جس طرح مذہب کا خوف ہوتا ہے اسی طرح اجتماعی ضمیر کا بھی خوف ہوتا ہے اور جس حد تک مذہب بداخلاقی کا سد باب کرتا ہے اسی حد تک اجتماعی ضمیر بھی کرتا ہے اس لئے کہ ان دونوں کی بنیاد خوف پر ہے۔ جہاں اجتماعی ضمیر نہیں روکتا وہاں مذہب بھی نہیں روک سکتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علانیہ بداخلاقیوں کو وہ دُنیاوی قانون روک سکتا ہے جو یا مذہب کا آلۂ کار ہوگا یا اجتماعی ضمیر کا۔ اور پوشیدہ بداخلاقیوں کو اگر کوئی روک سکتا ہے تو وہ صرف انسان کا انفرادی ضمیر ہے نہ کہ مذہب یا اجتماعی ضمیر۔

ایک بنیادی بات اس سلسلہ میں اور کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ خوف خدا لوگوں کو بداخلاقی سے روکتا ہے۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ مذاہب کو قانون تعزیرات بنانے کی کیوں ضرورت پڑی؟ ظاہر ہے کہ خود اہل مذہب یہ محسوس کرتے ہیں کہ اخلاق کا قیام محض روحانی دباؤ سے ممکن نہیں۔ اسکے لئے مضبوط اور ٹھوس پنجہ کی ضرورت ہے۔

تنہا۔ ساغر صاحب معاف فرمایئے یہ میں نے کب کہا ہے کہ مذہب کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی یا نہیں ہوتی۔ برائی اور بھلائی کی مسلسل جنگ سے بھی آپ انکار نہیں فرمائیں گے۔ تو سوال یہ ہے کہ جب شیطان جس کا دوسرا نام انسانی خود غرضی ہے مذہب اور اخلاق کے خلاف بغاوت کی متواتر ترغیب دیتا رہتا ہے تو وہ کونسی طاقت ہے جو انسان کو معصیتوں سے بچاتی ہے۔

انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ سزا کے خوف سے متاثر ہو کر برائیوں سے بچ سکتا ہے ——— کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ "انفرادی ضمیر" کی پشت پر کونسا خوف کارفرما ہے؟

ساغر۔ نیکی اور بدی کی مسلسل جنگ اب تک معمہ ہے! بحث طویل ہو جائے گی اس لئے میں اس قضیہ میں نہیں پڑنا چاہتا۔ مگر مجھے یہ تسلیم نہیں کہ محض تعزیر کا خوف انسان کے اعمال کا محرک ہوتا ہے، انسان کے اعمال کا محرک ایک خاص جذبہ ہوتا ہے جو اگر عقل تیزی پر غالب آ جاتا ہے تو خلاف عقل باتیں سرزد کرا دیتا ہے۔

قتل کی سزا موت ہے۔ پھر بھی انسان کسی جذبے سے مشتعل ہو کر دوسرے انسان کو قتل کر بیٹھتا ہے۔ چھپ کر گناہ کرنے کا بھی یہی حال ہے معصیت کا ارتکاب ایک خاص جذبہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اگر وہ جذبہ عقل پر غالب آ گیا تو نہ انفرادی ضمیر انسان کو گناہ سے روک سکتا ہے اور نہ مذہب! ——— تو ظاہر یہ ہوا کہ خوف تعزیر عمومی حیثیت سے انسان کے اعمال کا محرک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ غور فرمایا آپ نے۔

تنہا۔ میں نے نہایت غور سے سنا۔ مگر انسانی جذبات کے منہ زور گھوڑے کو مذہب ہی لگام لگاتا ہے۔ سوسائٹی کے قانون کو ثبات نہیں پوری سوسائٹی اسی طرح خود غرضی کا شکار ہوتی ہے جس طرح ایک فرد اور ہمیشہ اس طبقہ کے زیر اثر ہوتی ہے جو بالادست اور قوی ہوتا ہے۔ یہ طاقتور طبقہ پروپیگنڈے کے ذریعہ اپنی شاطرانہ چالوں سے سوسائٹی کے ضمیر سے کھیلتا ہے اور جس سانچے میں چاہتا ہے اس کو ڈھال لیتا ہے ——— خدا کی پناہ جو اجتماعی ضمیر بڑے بڑے ظلم کو گوارا کر سکتا ہے اس سے آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ انسانی خود غرضیوں کا کلیتہً مقابلہ کر سکے گا؟ این خیال است و محال است و جنوں،

یہ قوت صرف مذہب ہی کو حاصل ہے کہ وہ کسی طاقت کے آگے سر نہیں جھکا سکتا۔ گو تاریخ ایسے واقعات سے خالی نہیں جب حاکم وقت نے مذہب کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کو اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا چاہا۔ مگر اس کوشش میں اسکو کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

سوسائٹی کا اجتماعی ضمیر ضرور اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن اس ضمیر کی روک تھام کے لئے بھی مذہب کی ضرورت ہے۔

ساغر۔ بجا ارشاد ہے۔ آپ کے استدلال سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب کی طاقت بہت کمزور ہے۔ وہ خود غرض افراد یا سوسائٹی کو بداخلاقیوں سے روکنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ کیا ظرفہ ماجرا ہے کہ حبشہ کو ہضم کرنے والے اجتماعی ضمیر کی رو میں پوپ اعظم کا مذہبی ضمیر تنکے کی طرح بہہ گیا۔ اس قدیم مذہبی ادارے سے ایک بھی آواز ایسی بلند نہیں ہوئی جو خود غرضی کے بہتے ہوئے اس سیلاب کو روک سکتی۔ درحقیقت میرے بزرگ دوست! انسان کی عقل تیزی اور مضبوط سیرت ہی اس کو برائی سے روکتی ہے۔ مذہب کا اثر کوئی بنیادی اثر نہیں محض ایسا ہی اثر ہے جیسا کسی قانونی تعزیرات کا انسانی جذبات اسکے اعمال کے محرک ہیں جیسا کہ ابھی ابھی میں نے عرض کیا انسان میں اعتدال اور توازن قائم رکھنا عقل تیزی کا کام ہے۔ اور عقل تیزی کا نشو و نما تعلیم و تربیت پر موقوف ہے۔ اس تعلیم و تربیت کا نظام سماج کا کوئی بھی ادارہ مرتب کر سکتا ہے۔ اس کے لئے مذہب ضروری نہیں۔

سب سے بڑی دانشمندی یہ ہے کہ انسان جزا اور سزا کے تصور سے بلند ہو کر نیک کام کرے۔

تنہا۔ انسان فطرتاً جزا اور سزا کے خیال سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

ساغر۔ تو پھر وہ سچا اخلاقی بھی نہیں بن سکتا۔ ؎

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے ——— اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

پیروں کا تاج

اپر انڈیا لیدر ورکس کانپور کی تاج چپلیں سچ مچ پیروں کا تاج ہیں۔ دیکھنے میں نہایت خوبصورت پہننے میں نہایت آرام دہ چلنے میں نہایت مضبوط یہ مانی ہوئی بات ہے کہ تاج چپلوں سے بہتر چپلیں ہندوستان میں کہیں نہیں بنتیں جو ایک مرتبہ تاج چپلیں پہن لیتا ہے وہ ہمیشہ یہی چپلیں استعمال کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تاج چپلوں کی مانگ برابر بڑھ رہی ہے چپلیں خریدنے کے وقت تاج چپل کم از کم دیکھ ضرور لیا کیجئے۔ اپنے شہر کے دوکانداروں سے خریدیے یا اپنی ضروریات براہ راست ہمکو لکھئے تاجروں کیلئے خاص رعایتی نرخ ہیں جو معلوم کئے جا سکتے ہیں تاج چپلوں کے علاوہ اپر انڈیا لیدر ورکس میں کانپوری چمڑے کا کل سامان مثلاً زین۔ ساز۔ سوٹ کیس ہینڈ بیگ ہولڈال وغیرہ نہایت عمدہ تیار ہوتا اور کفایت سے فروخت کیا جاتا ہے۔

دی اپر انڈیا لیدر ورکس، نیو روڈ۔ کانپور

تعلیم یافتہ چور

(از محمد امین صاحب شرقپوری)

"ماں! بیٹی انھیں غمگین دیکھ کر میری آنکھ دکھی ہو رہی ہے" بوڑھی خادمہ نے منورما کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بھگوان جانے وہ اس گھڑی کس حال میں ہونگے۔ انھیں گھر سے نکلے آج پورا مہینہ ہونے کو ہے۔ ملازمت کی تلاش میں نہ معلوم بیچارے کہاں کہاں بھٹک رہے ہیں۔" منورما نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"منورما، میری بیٹی کچھ چنتا نہ کرو، رام بھلی کرینگے۔ میرا رمیش [illegible] کر سے شکھ سے ہوا آتا ہی ہوگا۔"

ٹھیک اس وقت رمیش کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور کپڑوں پر میل کی موٹی تہ جمی ہوئی تھی۔

"بھگوان نے مجھے بچا لو! منورما پیاری مجھے تھام لو۔ بچا لو اس چور پتی کو۔"

"چور! میرا پتی چور؟" منورما کے خوبصورت چہرے پر استعجاب اور حیرانی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"میرا لال چور!" بوڑھی خادمہ نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ناتھ" منورما نے تعجب سے کہا۔

"منورما میں نے چوری کی ہے۔ ایک بے گناہ کو لوٹا ہے۔ ملازمت کے حصول نے جب مجھے ہر طرح ناکام رکھا تو میرے لئے چوری کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ حکومت کے دفاتر ہر طرف سے بند نظر آئے لئے بڑے شہر میں مجھے کوئی بیس روپیہ ماہوار پر بھی نوکر رکھنے کے لئے تیار نہ تھا میں نے ان کے آگے ہاتھ پھیلائے، اپنی تمام مجبوریاں بیان کر دیں مگر یہ دولت کے اجارہ دار، دولت کے نشہ میں چور، میری امداد پر مطلق آمادہ نہ ہوئے، میری بدحالی پر انھوں نے قہقہے لگائے، میری غربت کو دیکھ کر ان کے پتھر جیسے دلوں میں انسانی ہمدردی کے خون کا ایک قطرہ بھی موجود نہ تھا۔ منورما اس سنسار میں ہمدردی کا جزو ختم ہو چکا ہے۔ غریب اگر محنت سے روزی کمانا چاہتا ہے تو بجز ناکامی کے اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ دنیا درندہ صفت انسانوں کا مرکز بن گئی ہے۔ بدمعاشی اور لوٹ مار سے سامان عیش حاصل کیا جا سکتا ہے، مگر محنت سے پیٹ بھرنے والے بھوکے مرتے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ انھیں غلامی کا طوق بھی نصیب نہیں ہے۔ میرے اکثر دوست جو تعلیم کے زمانہ میں میری دوستی کا دم بھرتے تھے گذشتہ رات میں نے انھیں ایک ہوٹل میں گلچھرے اڑاتے ہوئے دیکھا۔ اس سے قبل وہ سب میری طرح ملازمت کے لئے سرگرداں تھے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ چوری کرتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں اور زندگی مزے سے بسر کر رہے ہیں۔ میں نے انھیں حقارت کی نظروں سے دیکھا۔ مگر جلد ہی زمانہ کی ٹھوکروں نے مجھے آگاہ کر دیا کہ موجودہ زمانہ میں شرافت کو ملحوظ رکھنے والے افلاس، طرح طرح کی مصائب کا شکار بن رہے ہیں۔ میری ان کی پھر ایک مرتبہ ملاقات ہوئی، مجھے دیکھ کر ایک نے کہا۔ رمیش! نوکری کا خبط دماغ سے نکال دو۔ آج سے چند دنوں پہلے ہم بھی [illegible] طرح جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے۔ اگر دولت حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ دولت تمھارے قدم چومے گی۔"

منورما پیاری تم یقین نہیں کرو گی۔ پاپ اور ظلم کے خوف سے میرا جسم کانپ رہا تھا۔ اور میری عجیب کیفیت تھی، ضمیر کا تقاضہ تھا کہ رمیش تم انسان سے حیوان بننا چاہتے ہو؟ ایک شریف خاندان کے فرد ہو کر تم ایسے مذموم افعال کا ارتکاب کرنا چاہتے ہو، جن کے سرزد ہونے کے بعد تم سب کچھ کھو بیٹھو گے۔ ظلم و ستم پر آمادہ ہو رہے ہو ذرا دل کی آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اس سنسار میں ظلم کرنے والے دوسروں کی زندگی تباہ کرنے والے کبھی سکھی نہیں رہتے۔ یاد رکھو پاپ کی ناؤ بھر کر ڈوبتی ہے، پاپ کی بنیاد ہوا پر کھڑی ہے۔ چند لمحات کا عیش لمحوں کی دولت کبھی ساتھ نہیں دیتے۔ ناجائز وسائل سے حاصل کی ہوئی دولت اکثر تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ چوری کرنے والے دنیا اور حکومت کی گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ وہ جیل کی سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ اور اکثر پھانسی کے تختوں پر لٹکائے جاتے ہیں؟ چند دنوں تک میں ان تمام خیالات کا مرکز بنا رہا۔ اور اس کوشش میں منہمک رہا کہ کہیں نوکری مل جائے اور روزی کا سوال حل ہو جائے مگر تم جانو یہ سرمایہ دار یہ سرکاری دفتروں میں کرسیوں پر بیٹھنے والے حاکم یہ سب غریبوں کے دشمن ہیں، وہ غریبوں کے سایہ سے بچ کر چلتے ہیں اور انھیں انتہائی نفرت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ سنا تھا کہ خوشامد مطلب براری کے لئے ایک بہترین حربہ ہے۔ مگر ان سب کی چوکھٹوں پر ناک رگڑنے کے باوجود بھی مجھ کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہ سرمایہ دار غریب کو راہ چلتا اٹھائی گیرا خیال کرتے ہیں، میں نے اپنی خاندانی شرافت اور اعلیٰ نسبی کا ثبوت دیا اور انھیں یقین دلایا کہ تمھارا کام نہایت محنت اور ایمانداری سے سرانجام دونگا، مگر یہ شقی القلب سرمایہ دار یہ سمجھتے تھے کہ ایک غریب اور خستہ حال انسان کبھی ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اس کی بدحالی اس کے خاندان کے پست ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ گویا ایک مفلس اور زمانہ کے ہاتھوں ستایا ہوا انسان ان کی نظروں میں انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ ساحل چھوڑنے کے بعد کشتی پانی کے بہاؤ اور تھپیڑوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ ہم غریب بھی اس سنسار میں ایک کشتی ہیں جسے افلاس اور غربت کے تھپیڑے بہائے چلے جاتے ہیں۔ اگر کسی [illegible] کا سہارا مل گیا تو کنارے تک پہنچ گئے ورنہ افلاس کی لہریں ہمیں موت کے منہ میں بہا کر لیجاتی ہیں۔ ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد چوری سے دولت فراہم کرنے کے سوا مجھے کوئی صورت نظر نہ آئی۔ گذشتہ رات میں سوداگروں کے مشہور بازار میں سے گزر رہا تھا کہ وہاں میں نے ایک شخص کو جیب میں کچھ نوٹ ڈالتے ہوئے دیکھا۔ امید کی شعاع تاریکی میں چمک اٹھی۔ صحیح الدماغ ہونے کے باوجود بھی میری آنکھوں پر پردے پڑ گئے۔ دولت کا لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ میں نے اس کا تعاقب کیا۔ لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو کر میں نے نہایت آسانی سے اس کی جیب میں سے نوٹ نکال لیے اور چو مرکز چیز [illegible] صاحب نکل آیا، [illegible] کروگی، منورما میرے اس فعل کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھو گی [illegible] مجھے آج سے چور اور لٹیرا خیال کرو گی، خوبصورت اور جو تمھارے دل میں عزت جائیگا۔ چوری کی ساکھ کبھی قایم نہیں رہ سکتی۔ مگر تم سے زیادہ میں اپنی حرکت پر نادم ہوں۔"

چوری سے پچاس روپیہ کی قلیل رقم حاصل کرنے کے بعد رمیش سخت نادم تھا۔ بوڑھی خادمہ اور منورما اسے حیرت کی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ ندامت کے آنسو رمیش کی آنکھوں سے رواں تھے۔

آپ کی کمائی اور عمر کے کئی سال صرف کرنے کے بعد رمیش جب کالج سے بی۔اے کی ڈگری لے کر نکلا تو اکثر کالج کے نوجوانوں کی طرح جو کالج کی چار دیواری میں اپنے مستقبل کا سنہری خواب دیکھتے ہیں یہ سمجھ رہا تھا کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ملازمت کا حاصل کرنا ایک معمولی بات ہے وہ جلد کسی عہدہ پر فائز ہو جائیگا جس کے بعد اس کی زندگی عیش میں بسر ہوگی، مگر اس کے یہ سب منصوبے خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ کالج کی یہ سند جو دولت اور عمر ضائع کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ بیکاری، افلاس اور در در کی ٹھوکریں کھانے کے لئے ایک پروانۂ راہداری ہے۔

کالج کی تعلیم کے بعد نوجوان بے روزگاری کے ہاتھوں جس بیدردی سے تباہ ہو رہے ہیں یہ سب معلوم ہو کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، جو لوگ تعلیم کو ملازمت کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں موت کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ تعلیم کا مدعا یہ ہے کہ تعلیم ہماری ذہنی اور اخلاقی زندگی کو سنوار دے، مگر زمانہ کالج کے مضر اثرات نے اس چیز کو فنا کر دیا ہے۔ اخلاق کی اصلاح جو تعلیم کا اصل مدعا تھا وہ فوت ہو چکا ہے یہ کالج جو تعلیم کا چشمہ ہیں بدمعاشی اور افعال قبیح کے اڈے بنے ہوئے ہیں جن سے نکلنے کے بعد بہت کم نوجوان زندگی کی سیدھی راہ پر چلتے نظر آتے ہیں۔ یہ تعلیم ہمارے دماغوں میں زہر پیدا کر رہی ہے، جس سے ہماری قوت ارادی سلب ہو رہی ہے، ہمارے قویٰ سست ہو رہے ہیں کالج سے نکلنے کے بعد ملازمت کی تگ و دو میں ہماری زندگی تلخ ہو رہی ہے۔ آبا و اجداد کے پیشے ہماری نظروں میں ہیچ ہیں، جنھیں ہم اختیار کرتے ہوئے اپنی توہین اور ہتک سمجھتے ہیں، اس کے بعد وہ حصول معاش کے لئے کئی ایک ناجائز ذرائع اختیار کرتے ہیں، دولت کے لالچ میں ڈاکے ڈالتے ہیں، بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں، خود دکھ سہتے ہیں اوروں کو دکھ دیتے ہیں، ان کی لہلہاتی ہوئی زندگی بے روزگاری کے ہاتھوں تباہ ہو رہی ہے۔

ضرورت ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم کو بدل کر موت اور تباہی کے پنجوں سے ملک کے نونہالوں کو جن پر ملک اور قوم کی فلاح کا انحصار ہے، نجات دیجائے تاکہ افلاس کے یہ بھوت ہمارے ناپید ہو جائیں اور نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد ڈاکو بننے کی بجائے جائز طریقوں سے روزی کما سکیں، کتابی [illegible] ساتھ انھیں صنعتی تعلیم دیجائے جس سے وہ آگے چلکر روٹی کے اہم [illegible] کو سلجھا سکیں۔ یہ کالج اور اسکول جو کلرک بنانے کی مشین ہیں ان کی مشینری میں چند ایسے پرزوں کا اضافہ کر دیا جائے جس سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد نوجوان دست و بازو سے روزی کما سکیں۔

اس تاریک دُنیا میں رمیش کو دولت کمانے کے لئے بجز چوری کے کوئی اور صورت نظر نہ آتی تھی۔ وہ ایک شریف باپ کا بیٹا تھا شریف النفس تھا، مگر دولت سے محروم تن کا ڈھانپنا۔ پیٹ کا پالن، ہماری زندگی کے دو اہم جزو ہیں۔ جن کے بغیر یہ زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔

پچاس روپیہ کی رقم کب تک سہارا دیتی۔ تھوڑے ہی دنوں میں ختم کرنے کے بعد رمیش پھر تہی دست ہو گیا۔ بیوی کی محبت اور شیریں کلامی جیسی بھلی معلوم دیتی ہے، جب پیٹ بھرا ہوا ہو۔ غریبی میں ساون کی بہاریں کیا بھائیں گی، حقیقت میں غریب اس ہرنی پر ڈکھی ہے۔ وہ جنم لیتا ہی فاقے اور مصائب جھیلنے کے لئے ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں چودہ سال کی محنت کی اصلیت رمیش پر عیاں ہو گئی وہ محسوس کرنے لگا کہ اس دُنیا میں تعلیم کی سند کے ساتھ ساتھ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے تعلیم نے جو کمزوریاں اس کے وجود میں پیدا کر دی تھیں ان سب کی حقیقت کھل گئی، وہ دل ہی دل میں اس پیچیدہ مسئلہ کا حل تلاش کرنے لگا، تجارت پیسہ سے ہوتی ہے وہ اس سے محروم تھا، نوکری اور اس کی تلاش بے سود ثابت ہوئی چوری ایک اخلاقی کمزوری ہے جس کے ارتکاب کے خیال سے سخت صدمہ پہنچا۔ کٹھن محنت اور مشقت برداشت کرنے کے لئے اس کا جسم ناموزوں تھا۔ اس کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھ کر منورما نے کہا "تم مرد ہو کر ہمت ہار رہے ہو۔"

"منورما پیاری! میں نے ہر پہلو پر بخوبی غور کیا۔ اب موت کے سوا اس دُکھی جیون سے چھٹکارا محال ہے۔"

"ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو۔ موت کا مانگنا پاپ ہے، بہت بڑا پاپ، جانتے ہو تمہارے مرنے کے بعد کیا ہوگا، میں اس سنسار میں زندہ نہیں رہ سکتی، اور یہ بوڑھی خادمہ اس کی رکشا کون کرے گا، یہ تمہارے سہارے پر زندہ ہے۔ تم مرد ہو۔ ہمت مردانہ سے کام لو۔ روزی کمانے کے لئے کوئی اور دھندا تلاش کرو۔ ایشور ہماری مدد کرے گا۔ خاموش کیوں ہو؟ محنت کو عار نہ سمجھو، مشقت کی زندگی سے من میلا نہ کرو۔ اگر اپنی زندگی اور ہمارے جیون کی رکشا چاہتے ہو تو محنت پر کمر باندھ لو۔ محنت مشقت کرنے والے کبھی دُنیا میں ناکامی کا مُنہ نہیں دیکھتے۔"

منورما کی دلجوئی نے رمیش کی ڈھارس باندھ دی، بجھی ہاری امیدیں چمک اٹھیں، وہ جوتا بنانے کا کام سیکھنے لگا۔ ہاتھ پاؤں ہلانے سے انسان سب کچھ کر لیتا ہے۔ دن بھر کی محنت کے صلہ میں اُسے کچھ اُجرت ملنے لگی۔ تھوڑے ہی دنوں کی محنت نے اُسے خاصہ کاریگر بنا دیا۔

وہ اب سکھ اور چین سے دن کاٹ رہا تھا۔ اور اکثر نوجوان جو ملازمت کے حصول کے لئے چکر کاٹتے ہیں اُنہیں دستکاری اور محنت کی ترغیب دیتا۔

بقیہ کالم نمبر ۳

غنچہ و گل۔ زندگی کی روح زندہ دلی ہے۔ جن دلوں کی گہرائیوں میں تبسم کی لہریں نہیں پائی جاتیں۔ وہ انسان کے لئے موت کے خاموش پیغام ثابت ہوتے ہیں۔

نظرے خوش گزرے

نوجوان لڑکی۔ ہاں۔ میرا شوہر مجھ سے بے انتہا محبت رکھتا ہے۔ وہ کہتا تھا وہ دُنیا میرے قدموں میں لا ڈالے گا۔

لڑکی کی والدہ۔ بیٹی یہ الفاظ تو خوشنما ہیں۔ لیکن ان پر عمل ممکن نہیں۔ دُنیا تو پہلے سے ہی تمہارے قدموں میں ہے۔ اب تو جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ نہیں کہ تمہارے قدموں میں دُنیا ڈالی جائے بلکہ تین چار منزل کا کوئی مکان تمہارے سر پر ہونا چاہیئے۔

اُستاد۔ اچھا بچو میں نے تم کو شیر کی خونخواری کا حال بتایا کیا تم کسی اور ایسے ہی جانوروں کا نام بتا سکتے ہو۔

ایک شاگرد۔ جی ہاں ماسٹر صاحب۔ شیر جیسا خونخوار جانور ایک اور بھی ہوتا ہے۔

اُستاد۔ بتاؤ اسے کیا کہتے ہیں۔

شاگرد۔ جناب "شیرنی"

ایکٹر۔ منیجر صاحب۔ آپنے دیکھا میں کس قدر مقبول ہوتا جا رہا ہوں۔ تمباکو کی ایک فرم نے اپنے لئے سگار کا برانڈ مجھے بتایا ہے

منیجر۔ اچھا۔ تو مجھے یقین ہے وہ فرم آپ سے زیادہ روپیہ کمالیگی۔

(ملاحظہ ہو کالم ۳)

ایک منٹ میں تصویر کھینچنے والا

اصلی فوٹو کیمرہ صرف دو روپیہ میں

پلیٹ۔ کارڈ۔ فوٹو صاف کرنیکا مصالحہ اور فوٹو کھینچنے کی ترکیب کا مطبوعہ پرچہ یہ سب چیزیں اس کے ہمراہ بالکل مفت روانہ کیجاتی ہیں۔

ہندوستان بھر میں اس قیمت میں یہ "فوٹو کیمرہ" صرف اسی کمپنی سے مل سکتا ہے۔ اس سے قبل اس کمپنی کے یہاں سے یہی فوٹو کیمرہ دو روپیہ آٹھ آنہ میں بھیجا جایا کرتا تھا اور دوسری کمپنیاں اس کیمرہ کی قیمت چار روپیہ بارہ آنے اور بعض اوقات پانچ روپے وصول کیا کرتی تھیں لیکن ہم نے خوشوقت کے ناظرین کے لئے قیمت میں اور بھی تخفیف کر دی ہے اور اب یہ فوٹو کیمرہ تمام مذکورہ سامان فوٹو۔ کارڈ۔ پلیٹ۔ مصالحہ وغیرہ کے ساتھ صرف دو روپیہ میں بھیجا جاتا ہے۔

محصول ڈاک صرف سات آنہ بذمہ خریدار۔ آج ہی کارڈ لکھ کر وی۔ پی منگا لیجئے اور اپنے گھر کے بچوں اور عورتوں کا جنھیں آپ دوسروں کے سامنے نہیں کرنا چاہتے فوٹو کھینچئے۔ یا اس فوٹو کیمرہ سے روزی کمایئے۔ جلدی کیجئے ایسا نہ ہو پھر یہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے۔

خوشوقت کا حوالہ ضرور دیجئے

پتہ

منیجر دہلی کمپنی۔ دریا گنج۔ دہلی

برطانوی سٹ مین نے عین وقت پر امریکہ کو تباہی سے بچا لیا

صدر امریکہ کے جعلی دستخط تیار کر کے فوجی دستاویزات حاصل کرنے کی کوشش

یورپ کی سیاسیات سے دلچسپی لینے والے یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ جرمنی مشرقی اور وسطی یورپ یا زیادہ سے زیادہ اپنی کھوئی ہوئی نوآبادیات پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ لیکن یہ معلوم کر کے لوگوں کو حیرت ہوگی کہ جرمنی کا مطلق العنان حکمران ہر ہٹلر اور اس کے نازی دوست نئی دنیا (امریکہ) کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے ارادے رکھتے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک یہ اسکیم خفیہ ہے اور جرمنی کے جاسوس اور سیاسی ایجنٹ طول و عرض امریکہ میں ہر ہٹلر کے محکمہ جاسوسی کے اشاروں پر کام کر رہے ہیں۔ اور امریکہ میں نازی اثر و اقتدار کے لئے زمین تیار کی جا رہی ہے۔ لیکن جس عجلت اور کامیابی کے ساتھ ہٹلر اب تک اپنی تمام اسکیمیں روبکار لاتا رہا ہے انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے بجا طور پر یہ اندیشہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ بھی نازیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے خطرہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اسی اثناء میں یہودیوں سے نازیوں کی دشمنی اور امریکہ کی طرف سے یہودیوں کی حمایت نے ہر ہٹلر کو اور بھی برافروختہ کر دیا ہے۔ اور کبھی کبھی نازی ارکان حکومت کی زبان سے اس قسم کے کلمات بھی نکل گئے ہیں جن سے ان ارادوں پر کچھ نہ کچھ روشنی پڑ ہی جاتی ہے جو ہر ہٹلر اور اس کے نازی بالخصوص امریکہ کے بارے میں اپنے قلوب میں محفوظ کئے ہوئے ہیں۔

حال ہی میں انگلستان کے ایک معمولی پوزیشن والے امریکہ کے خلاف جرمنی کے جاسوسوں کی ہولناک خفیہ کارروائیاں اور ریشہ دوانیاں حکومت امریکہ کے علم میں لا کر امریکن قوم اور حکومت کی جو زبردست خدمت انجام دی ہے وہ امریکہ کے باشندوں اور ارکان حکومت کو تازندگی برطانوی قوم اور اس کے اس فرد کا ممنون رکھے گی۔ اس سلسلہ میں جارج جی ہیرپ ایلنڈ کو لیمینڈ شنے "امریکہ میں نازیوں کی سازش" کے نام سے جو کتاب شائع کی ہے اس نے امریکہ اور یورپ کے طول و عرض میں سنسنی پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب میں نازیوں کی ریشہ دوانیوں پر تفصیلی طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے دلچسپ اقتباسات کا ترجمہ ناظرین خوشوقت کی معلومات اور تفنن طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اڈیٹر

---

۲۸ جنوری ۱۹۳۸ء کو نصف شب سے کچھ دیر پہلے انگلستان اور امریکہ کے درمیان بحری تار برقی کے ذریعہ اہم سیاسی معاملات اور خفیہ واقعات پر نامہ و پیام ہونے لگا اور برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے کچھ راز دارانہ پیغامات واشنگٹن کے جنرل اسٹاف محکمہ جنگ کی خدمت میں روانہ کئے دوسرے روز یعنی ۲۹ جنوری ۱۹۳۸ء کی سہ پہر کو لفٹننٹ کرنل سی۔ این۔ بسی جو امریکہ کے محکمہ جنگ کے جنرل اسٹاف کا خاص رکن تھا ان پیغامات کے سلسلہ میں جانچ پڑتال اور تفتیش میں مصروف ہو گیا۔ یہی وہ وقت تھا جبکہ امریکہ کی حکومت کو سب سے پہلی مرتبہ یہ علم ہوا کہ اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے جرمنی کے نازیوں نے طول و عرض امریکہ میں سازش اور جاسوسی کا زبردست جال بچھا رکھا ہے۔ برطانیہ کے محکمہ جاسوسی سے جو تار موصول ہوئے تھے اور جرمنوں کی سازشوں اور باغیانہ جرائم کی جس قدر ہیبتناک کارگزاریاں بیان کی گئی تھیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے اول اول تو امریکہ کے محکمہ جنگ اور اس کے فوجی اسٹاف کو یقین بھی نہیں ہوا کہ اس قسم کی سازش کا وجود بھی ہو سکتا ہے۔ اور ایسی سازش اتنے عرصہ تک امریکہ کے جاسوسوں اور خفیہ ایجنٹوں سے پوشیدہ بھی رہ سکتی ہے۔

محکمہ جنگ کے ذمہ دار افسران کو شبہ ہوا کہ کہیں خوفناک پیمانہ پر ان سے مذاق تو نہیں کیا گیا۔ چنانچہ حصول اطمینان کے لئے انہوں نے لندن سے ان تمام اطلاعات کی تصدیق کی اور یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ایک ایک حرف اور ایک ایک واقعہ کی سرکاری طور پر تصدیق کر دی گئی اور تصدیق بھی ایک نہایت ذمہ دار افسر نے کی یعنی برطانیہ کے فوجی محکمہ کے جاسوسی شعبہ ایم۔ آئی۔ ۵ نے سفارت امریکہ متعینہ لندن کے ذریعہ ان تمام امور کی تصدیق کر دی۔

ان اطلاعات کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ڈنڈی کے ایک اسکاٹش پوسٹ مین نے امریکہ میں نازیوں کی خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے چہرے سے اول اول نقاب اٹھائی۔ پوسٹ مین کو جس قسم کے واقعات نے چونکا دیا ان کا معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہو سکتا۔

ڈنڈی کے محلہ کنلوش کے مکان ۶۰ میں ایک متوسط العمر مشاطہ مسز جیسی جوردن نامی رہا کرتی تھی۔ جہاں تک لوگوں کو معلوم تھا اس کے عزیز رشتہ دار یا تو انگلستان میں تھے یا کچھ جرمنی میں تھے۔ لیکن متعجب پوسٹ مین کو یہ دیکھ کر حیرت ہونے لگی کہ اس کے پاس انگلستان یا جرمنی کے مختلف حصوں سے ہی نہیں بلکہ امریکہ۔ فرانس۔ ہالینڈ، کناڈا اور جنوبی امریکہ سے خطوط آیا کرتے تھے۔ اور ڈاک کا تانتا بندھا رہتا تھا جب یہ حالت دیکھتے دیکھتے عرصہ گزر گیا تو اسے شبہ ہونے لگا۔ اور اس نے اپنے افسروں سے ان تمام باتوں کا انکشاف کر دیا انہوں نے شعبہ ڈاک کے محکمہ ایم۔ آئی۔ ۵ کو مطلع کر دیا اور برطانوی محکمہ جنگ کے خاص جاسوس افسر کرنل ہنچلے کوک کو سرکاری طور پر ان تمام واقعات اور حالات کی تفتیش پر متعین و مقرر کیا گیا۔ اس قسم کی صورت حالات میں امریکہ کے جاسوسوں کے مقابلہ میں برطانوی محکمہ جاسوسی کے عمال و افراد کو قدرے سہولت و برتری حاصل ہے اور ایک ملکی قانون کے تحت انہیں یہ اختیار ہے کہ اگر ان کے علم میں وطن و قوم کو نقصان پہنچانے والی ملکی مفاد خطرے میں نظر آئے تو وہ کسی شہری کی ڈاک کو خفیہ طور پر کھول کر پڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ دو چار خط پڑھنے کے بعد ہی اصل حالات ظاہر ہو گئے۔ اور کرنل کوک کو معلوم ہو گیا کہ مسز جوردن کی شادی ایک جرمن سے ہوئی تھی جو جنگ عظیم میں برطانیہ کی طرف سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ وہ اکثر خفیہ طور پر جرمنی جایا کرتی تھی اور وہاں اعلیٰ نازی حکام سے پراسرار ملاقاتیں کیا کرتی تھی۔ جب اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کے لئے برطانوی جاسوس مقرر کر دیئے گئے تو بعض اوقات برطانوی قلعہ بندیوں اور دفاعی انتظامات کا پوشیدہ طور پر معائنہ کرتے اور ان استحکامات کے جنگی نقشے تیار کرتے بھی اسے دیکھا گیا چنانچہ ان نتائج تک پہنچنے کے بعد کرنل مذکور نے احکام جاری کر دیئے کہ محکمہ ڈاک اس کے ایک ایک خط کو معائنہ کر کے خفیہ طریقہ پر اس کی نقل حاصل کرتا رہے۔ تھوڑے ہی دن کے بعد یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ اس مشاطہ کے پتہ کے ذریعہ طول و عرض عالم سے نازی ایجنٹ اور جاسوس اپنے خطوط اور کارگزاری کی تفصیل پر مشتمل روئدادیں اور کاغذات متعلقہ جرمنی کے فوجی محکمہ تک پہنچاتے ہیں۔ اور مشرقی اور مغربی دنیا میں جرمنی نے جاسوسوں کا جو جال پھیلا رکھا ہے ڈنڈی کی اس مشاطہ کا سیدھا سادہا پتہ اس کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اسی مشاطہ کے ذریعہ تمام نازی جاسوس اور خفیہ ایجنٹوں کو جرمنی کے جاسوسی محکمہ اور مرکز سے ضروری ہدایات ارسال کی جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ لفافہ اور خطوط مسز جیسی جوردن کے نام ڈنڈی کے پتہ پر موصول ہوتے تھے لیکن اندر جو بند خطوط ہوتے تھے ان پر ایک جاسوس برلن (جرمنی) کا پتہ درج ہوتا تھا۔ یہ شخص جرمنی کے محکمہ جاسوسی کا ایک اعلیٰ افسر تھا۔ مسز جوردن کو ان کارگزارانہ خدمات کے صلہ میں حکومت جرمنی کی طرف سے زبردست رقوم دیا جایا کرتی تھیں۔

برطانیہ میں جب ان رازوں کا انکشاف ہوا اور اس خاتون کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تو ملک کے طول و عرض میں سنسنی پھیل گئی اور ہزارہا افراد اس عورت کو دیکھنے اور اس کے مقدمہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ڈنڈی پہنچ گئے بالآخر اسے چار سال قید سخت کی سزا کا حکم سنایا گیا۔

اس جاسوسہ کے خلاف جو ثبوت پیش کیا گیا تھا اس کے سلسلہ میں وہ خطوط بھی عدالت میں پیش کئے گئے جو ریاستہائے امریکہ سے ایک جرمن جاسوس "کراؤن" نے "این جاسوس" جرمن فوجی افسر کو جاسوسی کی خدمت میں ارسال کئے تھے۔ اور جن میں ایسی ان سرگرمیوں کا اظہار کیا تھا جو حکومت امریکہ کے خلاف وہ عمل میں لا رہا تھا اور جن کے متعلق یہ اندیشہ کیا جا سکتا تھا کہ خوفناک اور دور رس نتائج کا

ایک برطانوی خاتون ہر ہٹلر کی جاسوس بنگئی

[illegible] ہاتھ نہ آسکی۔

برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی نے ان خطوط کو امریکن سفیر کے حوالے کر دیا اور وہاں سے ان کے مضامین بحری تاربرقی کے ذریعہ امریکہ کے تحقیقاتی جاسوسی محکمہ تک پہنچا دیے گئے۔ ان خطوں سے جن باتوں کا خاص طور پر انکشاف ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جرمنی کے جاسوس امریکہ کے مشرقی ساحل کے دفاعی انتظامات اور استحکامات کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے اس درجہ بے چین اور بیتاب تھے کہ وہ نیویارک کے قلعہ ٹوٹن کے امریکن کمانڈر کرنل ہنری ڈینیو۔ ٹی ایگلن کو خفیہ احکام اور ہدایات کے ساتھ بہانہ سے بلاکر ایک ہوٹل میں بیچا جا چاہتے تھے اور وہاں ایک کمرہ میں اسپر حملہ کر کے تمام خفیہ دستاویزات اور کاغذات پر قبضہ کر لینے کی اسکیم تیار کر لی تھی۔

۲۔ امریکہ کے فضائی بیڑے کے متعلق اہم نقشے اور کاغذات جرمن جاسوسوں کے قبضہ میں آگئے تھے۔ اور محکمہ جنگ کے شعبوں میں جو خفیہ اور رازدارانہ پیغامات ارسال کئے جاتے رہے تھے ان کی نقلیں اڑا لینے کی فکر میں تھے۔

۳۔ جرمنی کے ماہرین وہائٹ ہوس کی اسٹیشنری تیار کرنے میں مصروف تھے اور جعلی طور پر مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ کے دستخط بھی متعدد احکام اور ہدایات پر ثبت کئے گئے تھے۔ تاکہ امریکہ نے جو جدید ترین وضع کے طیارہ بردار جہازوں کے نقشے تیار کئے ہیں انھیں اڑا لیا جائے۔ اور ان کے متعلق مفید معلومات حاصل کر لی جائے۔

بھلا ان ہولناک سازشوں پر حکومت امریکہ یا اس کے فوجی محکمہ کے افسران یکایک کس طرح یقین کر سکتے تھے۔ اور پھر اس صورت میں کہ امریکہ اور جرمنی کے تعلقات خوشگوار ہی نہیں بلکہ دوستانہ تھے۔ بادی النظر میں کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ آخر جرمنی کو امریکہ کے خلاف ان سازشوں میں مبتلا ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ جرمنی اور امریکہ کے درمیان فاصلہ بھی بہت کافی تھا اور ان دونوں حکومتوں اور قوموں کے فوجی، سیاسی اور ملکی مفاد وغیرہ بھی ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہوتے تھے۔

ان اہم سازشوں کے متعلق معلومات حاصل ہوتے ہی برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی نے پہلا کام یہ کیا کہ امریکہ کے فوجی افسر کرنل ایگلن اور ساحلی دفاعی استحکامات کی تفصیلوں کی نگرانی کی جانے لگی اور ان کے تحفظ کے انتظامات مکمل کر دیے گئے۔ چنانچہ کرنل مذکور کو ان ریشہ دوانیوں سے باخبر کر دیا گیا اور ان کی نگرانی اور حفاظت کے لئے امریکن ایجنٹ مقرر کر دیے گئے۔ برطانیہ کے جاسوسوں کو ان خطوط سے جو مسز جورڈن کے ہاں گرفتار کر لئے گئے تھے ان لرزہ خیز اسکیموں کی کسی قدر تفصیل معلوم ہوئی تھی کہ کس طرح کرنل ایگلن کو بہکا کر نیویارک کے ایک ہوٹل میں پہنچایا جائیگا۔ اور وہاں ان سے اہم فوجی راز اور خفیہ کاغذات حاصل کئے جائینگے بعد میں جرمنی کے چند جاسوس بھی برطانوی حکام کے ہاتھ آگئے ان سے ان تمام اسکیموں کی تصدیق ہو گئی۔

جرمن جاسوسوں نے اس امریکن افسر سے زبردستی کاغذات حاصل کرنے اور حکومت امریکہ کی تمام دفاعی اسکیمیں معلوم کر لینے کی صورت یہ نکالی تھی کہ امریکہ کے فوجی محکمہ کے افسر اعلیٰ کی جانب سے ایک جعلی فرمان

اور جعلی حکم اس افسر کے پاس بھیجا جاتا کہ فلاں وقت نیویارک کے ہوٹل مالفین میں فوجی افسران کے ہنگامی اور ضروری اجلاس میں شریک ہوں اور اپنے ساتھ ساحلی و قلعے اور امریکن عوام کی لام بندی کے متعلق تمام کاغذات جنگی نقشے اور ہدایات بھی لیتے آئیں۔ نیز جلسہ میں ضروری اندراجات کے لئے اپنی نوٹ بک بھی ہمراہ لائیں۔

مذکورہ ہوٹل کے متعلقہ کمرہ میں دو دیگر نازی جاسوس خدمتگار کے بھیس میں پہلے سے پہنچا دیے گئے تھے اور انھیں کسی نہ کسی ترکیب سے اس ہوٹل میں ملازم کرا دیا گیا تھا۔ ان دونوں کے ذمہ یہ خدمت کی گئی تھی کہ اس افسر کے کمرے میں قدم رکھتے ہی اس پر ٹوٹ پڑیں اور تمام کاغذات نقشوں اور نوٹ بک وغیرہ پر قبضہ کر لیں۔ جرمنی کے محکمۂ جاسوسی کی جانب سے یہ ہدایات بھی ان جاسوسوں کو مل چکی تھیں کہ سوائے شدید ضرورت کے اس افسر کو ہلاک ہرگز نہ کیا جائے۔ برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی سے یہ قیمتی اطلاعات حاصل کرنے اور امریکن سفیر سے ان کی تصدیق کر لینے کے بعد کرنل ایگلن اور سیکرٹری لنڈلٹن غور و فکر میں مبتلا ہو گئے آخر انھیں یہ یقین کرنا ہی پڑا کہ اس قسم کی سازش ممکن ہی نہیں بلکہ قریب الوقوع ہے۔ انھیں سب سے زیادہ حیرت اس بات سے ہوئی کہ جرمن نازیوں کی یہ سازش کوئی نئی نہیں بلکہ کم از کم تین سال پرانی تھی اور گذشتہ تین سال سے امریکہ انکی سازشوں ریشہ دوانیوں اور خفیہ کارگزاریوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ برطانیہ کے ایک فاضل مضمون نگار نے "نیوز آف دی ورلڈ" کی ایک حالیہ اشاعت میں یہ لرزہ خیز انکشافات کئے ہیں۔

طلاق پیشہ وکیل خاتون

مغربی ملکوں میں جو کام فیشن میں داخل ہو جاتا ہے اس میں آئے دن طرح طرح کی جدتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں چنانچہ اخبار بین حضرات کو معلوم ہے کہ یورپ کے متعدد ملکوں اور امریکہ میں آجکل بات بے بات عورتیں طلاق حاصل کرنے کی مشق بہم پہنچا رہی ہیں، اگرچہ وہاں کے تنوع پسند مرد بھی اکثر اپنی نئی نویلی دلہنوں سے اکتا اکتا کر طلاق کے مقدمات عدالت میں دائر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اب تک صنف نازک کی طرف سے حصول طلاق کے وہ شاندار مظاہرے ظہور میں نہیں آئے جو وہاں کی لیڈیوں کی جانب سے دیکھے جاتے رہتے ہیں۔

طلاق حاصل کرنے کے لئے جو وجوہ عدالت میں پیش کی جاتی ہیں وہ بسا اوقات اپنی جگہ بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ کوئی میم صاحبہ محض اس بنا پر اپنے شوہر سے علیحدگی کی درخواست دے بیٹھتی ہیں کہ وہ بھیانک خراٹوں کا عادی بیان کیا جاتا ہے جن سے ان لیڈی صاحبہ کی نیند میں فرق پڑتا ہے۔ کوئی خاتون اس وجہ سے طلاق کی خواہشمند ہیں کہ ان کے عزیز شوہر کو "بوس و کنار" کا ایسا سلیقہ نہیں آتا جیسا ان لیڈی صاحبہ کے بعض دوستوں کو آتا ہے۔ کوئی محض اس سبب سے اپنے خاوند سے دامن چھڑاتی ہیں کہ اسے کتوں، بلیوں اور اسی قسم کے جانوروں سے طبعی میلان و رغبت بیان کی جاتی ہے۔ اور لیڈی صاحبہ اپنی محبت میں کسی کو شریک دیکھنا گوارا نہیں کرتیں۔ بلکہ وہ صرف یہ چاہتی ہیں کہ ان کا خاوند ان سے ہی محبت کرتا رہے اور جانور وغیرہ کسی سے رغبت و دلچسپی نہ رکھے۔

اب تک مغرب کی جس کسی خاتون کو بھی اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اس نے کچھ نہ کچھ وجوہ عدالت میں بیان کیں ان اسباب و وجوہ کی تعداد کچھ ایسی غیر معمولی نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ طلاق حاصل کرنے اور خاوند سے رستگاری حاصل کرنے کے لئے دو چار وجوہ بھی بہت کافی سمجھی جایا کرتی تھیں۔ لیکن حال ہی میں نیویارک کی ایک عدالت طلاق میں ایک امریکن خاتون نے جن کی شادی کو مشکل سے چار ہفتے ہوئے ہوں گے جتنی تعداد میں حصول طلاق کے اسباب و وجوہ لکھی ہیں انھیں پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس سلسلہ میں خاتون مذکور نے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے

کہ اس خاتون نے اپنے خاوند کے خلاف طلاق حاصل کرنے کی درخواست میں دس بیس نہیں بلکہ ۱۷ وجوہ ایسی لکھی ہیں جن میں سے ہر ایک اس کے نزدیک طلاق حاصل کرنے کے لئے معقول وجہ قرار دی جا سکتی ہے۔ لطف یہ کہ یہ خاتون وکیل ہیں۔ عدالت نے بڑی حیرانی کے ساتھ ان کی درخواست طلاق منظور کر کے ان کے ستم رسیدہ شوہر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ آئندہ کسی وکالت پیشہ خاتون سے شادی کرنے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ عدالت کی رائے میں اس قسم کی خاتون اپنے "مذاق پیشہ" کے لحاظ سے اس کی عادی ہوتی ہے کہ وہ شوہر سے ناراض ہو جانے کے بعد اس قسم کے دو ہزار الزام اس پر قائم کر کے انھیں عدالت کو باور کرا دے جن میں سے ہر ایک حصول طلاق کے لئے معقول وجہ بنایا جا سکتا ہے۔

مظلوم شوہر اپنی ستم ظریف بیوی سے علیحدہ کئے جا چکے ہیں۔ مگر عدالت کے مشورہ پر آج تک وہ عامل ہیں۔ اور اب بھی جب کبھی ان کی شادی کی کوئی بات چیت کرتا ہے تو انھیں یہی بدگمانی ہوتی ہے کہ ہونے والی بیوی کہیں وکالت پیشہ طبقہ سے تعلق نہ رکھتی ہو اور انھیں وہ بھی کہیں ۱۷ وجوہ طلاق کی طرف نہ قرار دے۔

دوکیسہ ادویہ دوا [illegible]

پھیا ہیکل گولیاں [illegible]

[illegible]

کام بیغون طلاء [illegible]

[illegible]

چار سپاہی

ذیل کا مضمون محترم معاصر جمہوریت وار ہند کلکتہ سے ناظرین خوش وقت کی دلچسپی کے لیے نقل کیا جاتا ہے۔ مضمون تمہید اس تمہید کے ساتھ شائع ہوا ہے: "ہم چار بہادر سپاہیوں کی قربانیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ کوئی فرضی قصے نہیں ہیں۔ بہادر کسان لیڈر گیبوت کی کہانی میکسم گورکی کی کتاب ([illegible]) سے لی گئی ہے۔ کامریڈ میکلارن کی قربانی رالف فوکس کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ سالک رام سنگھ کا قصہ ایک معتبر شخص کا زبانی بیان کیا ہوا ہے۔ اور انگریزی ملاح کا واقعہ مشہور انگریز مصنف اے۔ جی۔ گارڈنر نے لکھا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ہمارے ناظرین کس قربانی کو سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں اور کیوں۔ امید ہے ناظرین اپنے قیمتی خیالات سے آگاہ فرمائیں گے۔ آئندہ اشاعت میں ان خیالات کو بھی شائع کر دیا جائیگا۔ (ایڈیٹر ہند۔ کلکتہ)

(۱) کسانوں کا مددگار گیبوت (روسی) بیس برس تک جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد آج روسی کسانوں میں کام کرنے والا ایک مجاہد وطن سے اپنے گاؤں واپس آ رہا ہے۔ گاؤں کے کسان طبقہ کی خوشی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ دل کھول کر اپنے بھائی کا استقبال کرنا چاہتے ہیں۔

لو! یہ کون آگیا؟ اسے یہ تو پہچانے بھی نہیں جاتے! سوکھ کر ڈھانچہ رہ گیا ہے۔ آتے ہی اُس بلند نفس اور غریبوں کے دیوانے نے کسانوں سے کہا۔

"بھائیو! یہ تم نے کیا کیا؟ انقلاب کے کام کو روک کیوں دیا؟ یہ کمزوری کیسی؟"

جس وقت آنکھوں میں آنسو بھر کر گیبوت یہ تقریر کر رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اُنکی بھری ہڈیوں سے آگ نکل رہی ہے۔ دیکھنے والے متعجب تھے کہ یہ ہڈیاں منتشر ہو کر گر کیوں نہیں جاتیں۔ اس استقبالی جلسے میں ایک وارہ گرد لڑکا بھی تھا۔ گیبوت کی باتیں اُس کے دل میں اتر گئیں۔ اور آگے چلکر وہ روس کا ایک مشہور مصنف ہوا۔ وہ لکھتا ہے:

"گیبوت کی تقریر سنکر مجھے اپنے اوپر بہت شرم آئی میں سوچنے لگا کہ اپنے کسان بھائیوں کی آزادی کے لیے میں کیا کر رہا ہوں۔ گیبوت نے دونی ہمت کے ساتھ پھر کسانوں میں کام کرنا شروع کر دیا۔ انقلاب کی آگ پھر جلانی کسی دشمن نے اُن کے خلاف جاسوسی کی۔ وہ پھر پکڑے گئے اور جیل میں ڈالدیئے گئے جہاں سے انھوں نے جان دیکر ہی رہائی پائی۔"

لیکن کیا سچ مچ گیبوت مر گئے؟ جس کسانوں کے ہمدرد شخص کی سوکھی ہڈیوں کی چنگاری نے آوارہ لڑکے میکسم گورکی کے دل میں انقلاب کی آگ لگادی، وہ گیبوت کبھی مرنے والے نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح گورکی اور لینن ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں۔

(۲) کتاب فروش میکلارن (نیوزی لینڈ) اشترکی میکلارن کی کتابوں کی دوکان تھی کیمبرج یونیورسٹی کے قریب ان کا کاروبار تھا۔ ایک دن لندن سے ان کے نام تار آیا۔ "کیا تم جلدی آسکو گے؟ بہت ضروری کام ہے۔" میکلارن اپنی دوکان چھوڑ کر لندن گئے وہاں ان کی پارٹی کو ایک سیکرٹری نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ تم توپ چلانا خوب جانتے ہو۔ میرے پاس اسپین کی حکومت کی طرف سے خبر آئی ہے کہ وہاں توپچیوں کی ضرورت ہے۔ کیا تم اسپین جاسکو گے؟ لیکن ایک بات سوچ لو وہاں جانا موت کے منھ میں جانا ہے۔"

میکلارن نے جواب دیا "کوئی پروا نہیں میں ضرور جاؤں گا۔"

دوسرے ہی دن میکلارن اسپین روانہ ہوگیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کا ہے آٹھ دس نومبر کو میڈرڈ میں سرکاری فوجوں اور باغی فوجوں کے درمیان زبردست جنگ آپڑی ہوئی تھی میکلارن نے ایسی زبردست گولہ باری کی اس طرح تاک تاک کر نشانے لگائے کہ دشمنوں کے پیر اکھڑ گئے وہ بھاگ گئے۔ بھاگتے بھاگتے ان لوگوں نے سو پچاس گولیاں میکلارن پر برسائیں۔ سنسناتی ہوئی ایک گولی اس بہادر جمہوریت پسند کے سر میں اُتر گئی اور وہ اپنی توپ ہی کے پاس سوگیا۔

(۳) سالک رام سنگھ (ہندوستانی) ۱۹۳۲ء کی بات ہے۔ بہار میں کانگریسی بہادر ستیہ گرہ کر رہے تھے۔ نمک کا قانون ٹوٹ چکا تھا۔ اب شراب گانجے اور بدیشی مال کی پکٹنگ ہو رہی تھی پکٹنگ کرتے ہوئے رضاکار کو پولیس نے بے دردی سے مارا کہ اس کا پورا جسم لہولہان ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بہت سے رضاکار اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر گھروں کو چلے گئے۔ ظلم کی وجہ سے عوام میں خوف پیدا ہوگیا۔

اپنے مقصد کی یہ توہین اپنے رضاکاروں کی یہ کمزوری سیوک رام سنگھ سے دیکھی نہ گئی۔ انھوں نے اپنی ملازمت سے ایک سال کی رخصت لیلی اور تحریک میں شریک ہوگئے۔ رات کے بارہ بجے گشت دیہات میں گھوم کر اور عوام کو ستیہ گرہ کے لئے تیار کرتے۔ ایک دن دوپہر کو وہ اپنے کام پر سے واپس آ بھی نہ سکے کہ گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس والوں نے انھیں اتنا پیٹا کہ وہ بیہوش ہوگئے اور ہسپتال بھیج دیے گئے۔ اور مقدمہ کے بعد سزا ہوگئی۔ کچھ دن چھپرے اور پھر پٹنہ کی جیل میں رکھے گئے۔ وہاں ان کی صحت بگڑ گئی جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔

سزا ختم ہونے کے بعد گھر آئے بہت کچھ علاج کیا لیکن دماغی مزید بیماری کے بعد اپنی بوڑھی ماں اور نوجوان بیوی کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چل بسے۔ اگر کوئی تلاش کرے تو ضلع چھپرا کے ستاؤ گاؤں میں سالک رام سنگھ کی بیوہ کہیں پریشانی کے عالم میں ملے گی لیکن کسے غرض جو چھوٹے چھوٹے رضاکاروں کے گھر بار کی خبر لے۔ لیکن کیا واقعی سالک رام سنگھ چھوٹے تھے؟ ہمیں غور کرنا پڑے گا۔

(۴) ملاح۔ (انگلش)۔ فارمینڈیل انگریزی جہاز تیزی کے ساتھ جا رہا تھا کہ یکایک بہت زور کا دھماکا ہوا جرمن تارپیڈو سے اُس پر حملہ کیا گیا تھا۔ جہاز آہستہ آہستہ سمندر کی تہ میں بیٹھنے لگا اُس پر ملاح تو بہت سے تھے لیکن حفاظت اور پناہ کے لئے ناؤ صرف ایک ہی تھی۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی اور بچنے والے لوگوں میں ایک سیدھے سادے ملاح کا نام بھی نکل آیا۔ ناؤ کے چھوڑے جانے میں صرف دو منٹ کی دیر تھی ملاح نے اپنے ایک ساتھی کے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہا۔

"دیکھو بھائی! میرے ماں باپ مر چکے ہیں اور کوئی عزیز رشتہ دار بھی نہیں ہے۔ تمھارے ماں باپ بھی ہیں اور پورا کنبہ بھی ہے۔ اس لئے میری جگہ ناؤ میں تم سوار ہوجاؤ۔"

ساتھی چلا گیا اور ملاح جہاز کے ساتھ ہی ڈوب گیا۔ اس واقعہ کو ۲۲، ۲۳، سال ہوگئے (یہ واقعہ جنگ عظیم کا ہے) لیکن آج بھی اُس بہادر ملاح کے الفاظ ہمارے کانوں میں ایک جھنکار کی طرح گونج رہے ہیں۔

اس ملاح کا نام کیا تھا؟ شاید کسی کو بھی نہیں معلوم۔ لیکن ملاح ابدی زندگی پا چکا ہے۔ (ہند کلکتہ)

جوہر اکسیر
جریان اور احتلام کی شرطیہ دوا

بیس سال سے یہ دوا فروخت ہو رہی ہے ہر قسم کے جریان اور احتلام یعنی شیطانی خواب کو دور کرکے چہرہ پر رونق اور قوت لاتی ہے۔ جب تک یہ موذی مرض موجود ہو کسی قسم کی غذا یا طاقت کی دوا فائدہ نہیں کرتی سب سے اول اس کا علاج کیجئے۔ اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس منگا سکتے ہیں۔ سو فیصدی مجرب ہے۔

قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک آٹھ آنے

منیجر ہندی دیونانی دوا خانہ۔
۱۲ بیڈن روڈ لاہور

پیام نسواں
خواتین ہند کے لئے ایک ترقی پسند ماہوار رسالہ

جسمیں

ہندوستان کی مشہور خواتین اور ادیبوں کے علمی و ادبی مقالے۔ اخلاقی و معاشرتی افسانے۔ مزاحیہ مضامین، روح نواز نظمیں، نجوم و قیافہ کی دلچسپیاں، طبی معلومات اور کشیدہ کاری کے نت نئے نمونے شائع ہوتے ہیں

زیر ادارت

آنسہ رابعہ سلطانہ۔ نگار۔ اور شمیم آرا بیگم بخیہ۔ کتابت خوبصورت۔ طباعت دلفریب۔ کاغذ سفید چکنا

سالانہ چندہ دو روپے — نمونہ مفت

منیجر پیام نسواں۔ حلقۂ اشاعت۔ لکھنؤ

جاپانی شاعری!

(از جناب عرش تیمری)

اُردو شاعروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسری زبانوں کے اچھے کلام کو پڑھیں اور دیکھیں کہ اس مادی گھوڑ دوڑ میں وہ ہم سے کسقدر آگے نکل چکے ہیں۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ نے اپنے شاعرانہ خیالات کو ادا کرنے کے لئے نئی زبان تخلیق کی ہے اور جینی سن کی جدتیں بین الاقوامی شہرت کی مالک ہیں لیکن دور جدید کے اُردو شاعروں میں کوئی ایسا نہیں جس نے لفظوں کو اپنا غلام بنایا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس زبان کی غلامی اس قدر مقبول اور مستحسن خیال کی جاتی ہے کہ سیدھے خیال کے آدمی کا دم گھٹنے لگتا ہے

اُپج یا انسانی دماغ کی جدت ہر شعر پرست کو مسرور کر سکتی ہے اور صرف سرور ہی اسکا حاصل نہیں بلکہ اُپج یا جدت ایک مشاق ناوک فگن ہوتی ہے جس کا تیر کبھی خطا نہیں ہوتا۔

میں آج مشہور جاپانی شاعر یان نگوچی کے کلام کا انتخاب ترجمہ کرکے پیش کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ با مذاق اور صاحب ذوق طبیعتیں اور طباع حضرات اس سے ضرور وہ بات حاصل کرینگے جس کی اُردو ادب کو بیحد ضرورت ہے۔

امریکہ کے گلدستۂ منظومات میں جس کا نام "نظم جدید" رکھا گیا تھا حسب ذیل نظم یان نگوچی کے نمونۂ کلام کے طور پر درج ہوئی تھی۔

شاعر

تاریکی اور گمرائی سے باہر
ایک سحر آفشاں راز، ایک شکل
ہم رنگ کنول
دن کی ہلچل کی طرح آتا ہے
جس کی آنکھیں ستاروں کو راہ دکھاتی ہیں۔
نیم اس کے چہرے میں
نور و جلال فردوس اس کی پشت پر سایہ فگن
وہ ایک ہوا میں جھولتے ہوئے تصور کی طرح قدم اٹھاتا ہے
ہمیشگی کے عنبر کو پھیلاتے ہوئے
نور سحر اس کا مسکن ہے۔
شام کی موسیقی اس کی گفتگو۔
اس کی نظر میں
کوئی خاک مزار سے واپس آئیگا
اور ارض بیاباں کی طرح جولاں ہوگا

اپنی عمر کی بیسویں بہار میں یان نگوچی ایک مقبول شاعر تھا اس کا طرز و اسلوب اس قدر ممیز اور دلکش تھا کہ اس کے کلام کی اشاعت پر ایک سین فرانسسکو کا ناشر تیار ہو گیا۔ ۱۸۹۶ء میں انکی پہلی کتاب شائع ہوئی جس کا عنوان ہے "دیدہ و نادیدہ یا ایک بے گھر سے مجہول شخص کی باتیں"۔ یہ کتاب دوبارہ طبع نہ ہوئی اور کتب فروشیاں کے ہاں بھی کمیاب ہے۔

یہی وہ کتاب ہے جس سے ذیل میں اقتباسات پیش کئے جائینگے اس کتاب کی صدائے اصلی افسردہ و حزیں ہے اور بیدار دل پر عجیب عجیب کیفیات گذرتی ہیں۔ ذیل کی جیسی سطریں ہمارے دماغوں میں تحیر خیز طریقہ پر جھنکار پیدا کرتی ہیں۔

"اس کی صدائیں سارس کی آوازوں کی طرح سفید ہیں"
"جب وہ شبنم آلود خیال میں اپنے آپ کو غسل دیتی ہے"۔
"اس کا گیت اس کے برہنہ پنجوں کے سروں پر ہے"۔
"وہ ناپسندی کا ایک طرز ہے"۔
"ہم نے اپنے کاہل سائے زمین پر نقش کئے"۔
"خزاں برف بار دانتوں کے ساتھ"۔
"رفتہ رفتہ مجھ میں حیات جاودانی بیدار ہوئی"۔

عام طرز بیان سے جو مختصر انشاء نظر آتا ہے وہ قاری کو پیچیدہ نظر آتا ہے۔ میرے خیال میں یہ "پیچیدگی" دونوں زبانوں کے محاورات کے فرق سے سُلجھائی جاسکتی ہے۔ لیکن "پیچیدگی" بسا اوقات کلام میں ایک خاص کیفیت پیدا کردیتی ہے۔

مسٹر نگوچی کی ایک اور نظم پیش کی جاتی ہے جو ہوکو (ہوکو ایک قسم کی نظم جو سترہ ارکان ہجی پر مشتمل ہوتی ہے) کی طرز پر ہے۔

جو ایک پرندہ
چاندنی رات میں خواب دیکھتا ہے وہ میرا خواب ہے۔
جو گیت ایک گلاب گاتا ہے وہ میرا گیت ہے۔

تو! با وفا آنکھوں والے کارواں کی طرح
بربادی کے ارد گرد! فردوسی جواہر لاتے ہوئے

دُھندلے دُھندلے شاعر اس کے گرد خوشبو کی طرح اُٹھے
چاند کے لئے۔

(باقی آئندہ)

تو ہی کہدے تجھے کہاں ڈھونڈوں

(از جناب عادل دیبگرام آبادی)

چاندنی۔ چاندنی بھری تاروں میں	دشت و صحرائیں کوہساروں میں
صحن گلزار کی بہاروں میں	اپنے ہی آنسوؤں کے تاروں میں

کیسے آخر یہاں وہاں ڈھونڈوں
تو ہی کہدے تجھے کہاں ڈھونڈوں

موسم گل کی نوجوانی ہے	باغ کا باغ ارغوانی ہے
رات اُف کسقدر سہانی ہے	وقف حسرت مری جوانی ہے

دم میں دم ہو تو مہرباں ڈھونڈوں
تو ہی کہدے تجھے کہاں ڈھونڈوں

دیکھ ابر بہار کا عالم	قطرہ زن ہے سحاب لطف و کرم
میں ہوں دُنیا میں ایک کشتۂ غم	اب بھی آجا تجھے خدا کی قسم

کس جگہ میں ترا نشاں ڈھونڈوں
تو ہی کہدے تجھے کہاں ڈھونڈوں

آ کہ اب بیقرار ہے عادل	پیکر انتظار ہے عادل،
غم سے سینہ فگار ہے عادل	اب بھی تجھ پر نثار ہے عادل

کس طرح اے سکون جاں ڈھونڈوں
تو ہی کہدے تجھے کہاں ڈھونڈوں

خوشوقت کی ایجنسیاں

سیالکوٹ۔ میسرز ملک اینڈ سنز ریلوے روڈ سیالکوٹ
امرتسر۔ نشاط بک سٹال بازار ریشم والا۔ امرتسر
چارسدہ (پشاور) افغان نیوز ایجنسی۔ چارسدہ ضلع پشاور۔
پونہ بابو سید ابراہیم صاحب متصل کناٹ مارکیٹ پونہ کیمپ
پشاور۔ صادق کیفین ایجنسی قصہ خوانی بازار پشاور۔
ریاست ریواں۔ گنگادین صاحب اگروال نیوز ایجنسی ریواں۔
پٹنہ۔ محمد رفیع صاحب نیوز ایجنٹ بہار شریف۔ پٹنہ۔
بھوپال۔ شفقت جنرل نیوز ایجنسی سلطانیہ روڈ بھوپال
بھوپال۔ محمد حکمت اللہ صاحب صدیقی نند گنج بھوپال
پربھنی۔ محمد عثمان خاں صاحب نیوز ایجنسی پربھنی۔ دکن
جالندھر۔ سنت رام صاحب گپتا بازار بھرو جالندھر شہر۔
بمبئی۔ احمد بخش صاحب نزد گورنمنٹ جے جے اسپتال بمبئی۔
رنگون۔ عبدالرزاق صاحب نظامی بازار اسٹیشن رنگون۔
قادیان۔ عبدالقدوس صاحب ایجنٹ اخبارات قادیان۔
پٹیالہ۔ میسرز ایس۔ اے اینڈ اے لطیف ایجنٹ اخبارات۔ پٹیالہ۔
بہار شریف پٹنہ۔ محمد رفیع صاحب ایجنٹ اخبارات۔ بہار شریف
اورنگ آباد۔ دکن۔ عبدالبصیر صاحب ایجنٹ اخبارات اورنگ آباد دکن
کوئٹہ۔ بی۔ وسا اینڈ سنز۔ کوئٹہ۔
دھمتری (رائے پور) نذیر بیگم صاحبہ رسائی بارہ۔ دھمتری (رائے پور)

بچوں کا صفحہ

ماں بیٹی

دھرتی ماتا کی کہانی

زینب نے کہا اچھا امی جان تو آپ نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ زمین چل رہی ہے یا ٹھہری ہوئی ہے۔ ماں نے کہا کہ میں تمھیں یہ بتانا چاہتی تھی کہ جس زمین پر ہم رہتے ہیں اور چلتے پھرتے ہیں وہ ٹھہری ہوئی نہیں ہے بلکہ برابر بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور ہم سب اسی طرح سوار ہیں جیسے تمھارے لٹو پر کوئی چھوٹی چیونٹی پھرتی ہے اور وہ گھومتا ہو۔ زینب نے کسی قدر بے صبری کے ساتھ کہا کہ امی جان پھر اس سے مطلب کیا زمین کھڑی ہو یا چلتی ہو ہمیں کیا۔ ماں نے کہا کہ بیٹی اللہ میاں نے یہ انتظام بھی ہمارے ہی فائدہ کے لئے کر دیا ہے۔ اب تم اپنی فٹ بال اور موم بتی لے آؤ تو میں تمھیں بتاؤں۔ زینب گئی اور دونوں چیزیں لے آئی۔ ماں نے کہا کہ اتنا بات کا تو تمھیں یقین ہو ہی چکا ہے کہ زمین گول ہے اب تم یہ دیکھو کہ اس کے گول ہونے سے اور اس کے گھومتے رہنے سے کیا فائدے ہیں اور اس میں اللہ میاں کی کتنی بڑی حکمت ہے۔ زینب نے غور سے سننا شروع کیا اور کہا کہ بتایئے۔ ماں نے کہا کہ یہ گیند ہماری زمین ہے اور یہ موم بتی سورج ہے۔ اگر زمین ایک ہی قائم ہے تو بس آدھی زمین پر سورج کی روشنی پڑا کرے اور آدھی میں کبھی اجالا ہی نہ ہو۔

اگر خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو پھر یہ رات کہاں سے آئیگی

ہر وقت دھوپ رہا کرے اور جاڑوں میں دھوپ میں تپ تپ کر سب مر جائیں۔ اب دیکھو میں اس گیند کو گھماتی ہوں اب آہستہ آہستہ دیکھو جو حصہ اندھیرے میں تھا وہ روشنی میں آتا جاتا ہے بالکل اسی طرح زمین گھوما کرتی ہے اور جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے اس پر دھوپ پھیل جاتی ہے اور اس کی دوسری طرف کے حصہ میں رات ہو جاتی ہے اب تم ایسا کرو کہ اس گیند پر کسی جگہ ایک ذرا سا نشان لگا دو۔ زینب نے ایک ذرا سا نشان گیند پر بنا دیا۔ ماں نے کہا کہ دیکھو یہ تمھارا گھر ہے اب موم بتی بالکل اس کے سامنے ہے اور دوپہر کا وقت ہے۔ اب زمین کے ساتھ تمھارا گھر گھومنا شروع ہوا اور اب دیکھو اس پر بہت ہی کم روشنی رہ گئی گویا شام کا وقت ہو گیا۔ اور اب یہ بالکل اندھیرے میں آ گیا اور رات ہو گئی۔ ابھی کہانیوں کا وقت ہے۔ اور اب آدھی رات ہو گئی اور اب دیکھو پھر اس پر ذرا ذرا سی روشنی کی جھلک آئی گویا صبح ہو رہی ہے اب اچھا خاصہ دن نکل آیا اور لو اب ٹھیک وہی دوپہر کا وقت آ گیا

اس طرح جب زمین کا ایک چکر پورا ہو جاتا ہے تو اسے ایک دن کہتے ہیں۔ زینب نے فوراً کہا کہ امی جان یہ تو آپ الٹی باتیں کر رہی ہیں روز تو ہیں دیکھتی ہوں کہ شیرالی کی طرح سے ٹھیک وقت پر پورب کی طرف سے سورج نکلتا ہے اور دن بھر ایک سا چلتا رہتا ہے اور شام تک پچھم میں پہنچ جاتا ہے۔ آپ یہ کیسے کہتی ہیں کہ زمین گھوما کرتی ہے۔ ماں نے کہا کہ دیکھنے میں بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا تم کہہ رہی ہو۔ مگر یہ پیاری نگاہ کا دھوکا ہے۔ اس دن ریل پر بیٹھے ہوئے بھی تو تم نے یہی کہا تھا کہ امی جان یہ دوسری ریل جو برابر میں ہے وہ چل رہی ہے۔ مگر بعد میں تمھیں معلوم ہو گیا کہ تمھاری ریل چل رہی تھی اور وہ وہیں کھڑی تھی۔ ریل میں بیٹھے ہوئے اگر ہم پورب کی طرف کو جاتے ہوں تو جتنے پیڑ اور جھاڑیاں ہمیں کھڑکی میں سے نظر آتی ہیں وہ سب پچھم کی طرف کو بھاگتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اصل میں وہ تو اپنی جگہ پر قائم ہوتی ہیں اور ہماری ریل چلتی ہوتی ہے۔ بالکل ایسا ہی دھوکا ہماری آنکھ کو سورج کے معاملے میں بھی ہوتا ہے اور ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ سورج پورب سے پچھم کو جا رہا ہے۔ لیکن اصل میں ہماری زمین پچھم سے پورب کی طرف کو جاتی ہوتی ہے۔ زینب نے کہا کہ اسے امی جان مجھے تو کل سے سورج پر بڑا ترس آیا کرتا تھا کہ غریب روز صبح گھر دم بھاگا بھاگا آتا ہے اور دن بھر آسمان میں چکر لگایا کرتا ہے۔ ماں نے کہا چلو خیر اب تمھاری غلطی دور ہو گئی اب تم زمین کے حال پر ترس کھایا کرو کہ وہ غریب چکر کھاتی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت گھومتی رہتی ہے۔ زینب نے کہا کہ امی جان یہ بات تو میری سمجھ میں اچھی طرح آ گئی کہ زمین ایک دن رات میں اپنا ایک چکر پورا کر لیتی ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک برس کے تین سو پینسٹھ دن کیوں مقرر کئے ہیں چار سو کیوں نہیں کر دیئے تین سو پینسٹھ کا آخر کونسا حساب ہے؟ ماں نے کہا کہ سال بھر کے اتنے دن کسی آدمی نے تھوڑا ہی مقرر کئے ہیں۔ زینب نے مذاق سے کہا کہ آدمیوں نے نہیں کئے ہیں تو کیا اللہ میاں نے مقرر کئے ہیں۔ ماں بولی کہ بیشک اللہ میاں ہی نے مقرر کر دیئے ہیں تمھیں کچھ خبر بھی ہے کہ ایک برس کا یا تین سو پینسٹھ دن کا مطلب کیا ہے۔ زینب نے کہا کہ خبر کیوں نہیں ہے، یہی مطلب ہے کہ تین سو پینسٹھ دن کا ایک برس ہوتا ہے۔ ماں ہنسی اور بولی کہ آخر یہ کیا بات ہوئی۔ زینب نے کسی قدر کھسیانی سی ہو کر کہا کہ اچھا تو آپ ہی بتایئے کہ کیا مطلب ہے؟ ماں نے کہا کہ اب پھر ایک نئی بات تمھیں سمجھنی پڑے گی۔ تم یہ بھی مان چکی ہو کہ زمین گول ہے اور یہ بھی تمھیں یقین آ گیا کہ زمین لٹو کی طرح گھوما کرتی ہے اور اسی کی وجہ سے دن اور رات ہوا کرتے ہیں اب میں تمھیں یہ بتاتی ہوں کہ زمین لٹو کی طرح بھی گھومتی رہتی ہے اور اس کے علاوہ سورج کے چاروں طرف بھی چکر لگایا کرتی ہے۔ زینب نے کہا کہ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ماں نے کہا تم نے اکثر دیکھا ہو گا کہ لٹو کو جب گھما کر پھینکتے ہیں تو وہ گھومتا بھی جاتا ہے اور آگے کو یا کسی اور طرف کو چلتا بھی جاتا ہے۔ زینب بولی کہ ہاں دیکھا تو ہے بیسیوں دفعہ لٹو دور تک بھاگ جاتا ہے اور برابر گھومتا بھی رہتا ہے۔ ماں نے کہا تو بس پھر اسی طرح سمجھ لو کہ زمین ایک لٹو ہے وہ گھوم بھی رہی ہے اور چل بھی رہی ہے۔ زینب نے کہا تو پھر وہ چل کر جاتی کہاں ہے۔ ماں نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی تو بتایا تھا کہ وہ سورج کے چاروں طرف کا چکر لگا کر جہاں سے چلی تھی وہیں آ جاتی ہے اور پھر دوسرا چکر شروع کر دیتی ہے۔ اور اب میں تمھیں یہ بتاتی ہوں کہ زمین کا اصلی کا ایک چکر تین سو پینسٹھ دن اور آٹھ گھنٹے میں ختم ہوتا ہے جس طرح زمین کے لٹو کی طرح کے ایک چکر کا نام ہم نے ایک دن رکھا ہے اسی طرح سورج کے چاروں طرف کے اس کے ایک چکر کا نام ایک برس ہے۔ اور تمھیں یہ سنکر بڑا تعجب ہو گا کہ جیسی یہ ہماری دنیا ہے ایسی ایسی خدا جانے کتنی دنیائیں سورج کے چاروں طرف چکر لگایا کرتی ہیں۔ اب بہت دیر ہو گئی آج تم سو جاؤ پھر خدا نے چاہا تو کل کو تمھیں زمین کی کہانی سناؤں گی۔

سچ تو یہ ہے کہ سچ ہی اچھا ہے

(از جناب محمد شفیع الدین صاحب نیر)

سچ کو سنئے سدا سراہا ہے — سچ تو یہ ہے کہ سچ ہی اچھا ہے
سچ سے رہتا ہے آدمی مسرور — سچ سے ہوتا ہے رنج و غم کافور
سچ سے آتی ہے قلب میں طاقت — سچ سے ملتی ہے روح کو راحت
سچ ہمارا رہیں بناتا ہے — آڑے وقتوں میں کام آتا ہے
سچ سے ہوتی ہے آدمی کی شان — سچ ہے دنیا میں آبرو کا نشان
ہے زمانہ میں سچ کی بات بڑی — سچ سے بڑھ کر نہیں کوئی نیکی
سچ اندھیرا نہیں، اجالا ہے — سچ کا دنیا میں بول بالا ہے

یہی نیر کی رات دن ہے دعا۔
منہ سے نکلے نہ بات سچ کے سوا

سب پھل ملا کر بیس

ایک شخص نے میوہ فروش سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ناریل کی قیمت چار آنے ہے۔ نارنگیوں کی قیمت فی نارنگی دو پیسے۔ اور امرود کی فی امرود ایک ایک پیسہ خریدار سیدھا سادا آدمی تھا۔ اس نے ایک روپیہ چار آنے دیئے اور کہا کہ سب پھل ملا کر بیس کر دو اور قیمت اتنی ہی رہے۔ تو بتاؤ کہ اسے کون کونسے پھل کتنے کتنے ملے۔

پار کیسے اُتریں؟

فرید اور حمید دونوں بھائیوں کا وزن برابر تھا۔ دونوں ایک ایک من کے تھے۔ وہ دونوں اپنے باپ کے ساتھ جا رہے تھے راستے میں ایک شخص کو ساتھ لے لیا۔ فرید کے باپ کا وزن دو من تھا۔ اس نئے شخص کا بھی وزن اتنا تھا جب دریا پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ صرف ایک چھوٹی سی ڈونگی ہے جس پر دو من جا سکتا ہے۔ اب بڑی فکر ہوئی کہ پار کس طرح اترا جائے کیونکہ دو من سے زیادہ کشتی میں نہ بیٹھنا چاہئے اور دوسرے کنارے سے کشتی واپس لانے کیلئے بھی کوئی ہونا چاہئے۔ بتاؤ وہ کس طرح پار اُترے۔

طلسمی نلکیاں

نرکل کی جسے بعض جگہوں پر نرسل بھی کہتے ہیں ایک بالشت سے کچھ چھوٹی دو نلکیاں لے لو۔ یا بانس کی پتلی پتلی دو نلکیاں اتنی بڑی جیسی بانسری ہوتی ہے۔ دونوں نلکیوں میں نیچے سے کوئی ڈیڑھ دو انچ کے فاصلہ پر ایک سوراخ بالکل ایسا ہی کرو جیسے بانسری میں ہوتے ہیں۔

اب ایک ایک بالشت کی دو ڈوریاں لو اور ان کے ایک ایک سرے پر ذرا سا سیسہ پگھلا کر اور اس کی چھوٹی چھوٹی سلائیں سی بنا کر باندھ دو اور دوسرے سروں میں گرہ دیدو۔

سیسے کی سلائیں اتنی پتلی ہونی چاہئیں کہ جو سوراخ تم نے نلکیوں میں کئے ہیں ان کے اندر گھس سکیں۔ اب ایک ایک سلاخ ایک ایک نلکی کے سوراخ میں ڈال کر نلکی کو سیدھا کھڑا کر دو گے تو سیسے کے بوجھ کی وجہ سے دونوں ڈوریاں کھنچ جائیں گی۔

جب تم تماشا دکھانے کے لئے کھڑے ہو تو سب لوگوں کو اچھی طرح دکھا دو کہ دونوں نلکیاں بالکل الگ الگ ہیں۔ اور ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تماشا دکھاتے وقت دونوں نلکیاں بائیں ہاتھ میں اس طرح رکھو کہ ایک نلکی ایک طرف کو جھکی ہوئی ہو۔ اور دوسری نلکی دوسری طرف کو اور ایک کی ڈوری باہر نکلی ہوئی ہو اور دوسری کی نلکی کے اندر۔

اب تم اس نلکی کی ڈوری کا سرا پکڑ کر کھینچو جس کی ڈوری اندر ہے۔ ساتھ ہی دوسری نلکی کو سیدھا کر دو تو سیسے کے بوجھ سے دوسری نلکی کی ڈوری اندر کو کھنچے گی اور ایسا معلوم ہوگا کہ تمہارے کھینچنے سے وہ ڈوری کھنچی ہے اور سب لوگ حیرت میں رہ جائیں گے۔

رسی کی لمبائی بتاؤ

حامد کے ہاتھ میں رسی کے دو ٹکڑے تھے۔ ان میں سے ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے ٹھیک دوگنا تھا۔ حامد نے کیا کام کیا کہ قینچی لی اور دونوں رسیوں میں سے چھ چھ انچ کے ٹکڑے کاٹ کر پھینک دیے۔ اب جو اس نے دونوں رسیوں کا مقابلہ کیا تو جو ٹکڑا پہلے صرف دوگنا تھا اب دوسرے ٹکڑے سے تگنا ہو گیا۔ جو لڑکا یہ بتادے کہ حامد کی رسیاں کتنی کتنی لمبی تھیں وہ بہت عقلمند ہے۔

بیچ کیا جانے صابن کا بھاؤ

شیخ قدرت اللہ ایک دن بازار سے صابن کا پورا بھیلا خرید لائے۔ راستہ میں انکے ایک دوست ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ بھیلا کتنے کا ہے۔ شیخ بولے کہ اس بھیلے کے آدھے کی قیمت اور دو روپے اور اوپر سے دیکر آیا ہوں۔ نہ شیخ جی بتا سکے اور نہ ان کے دوست سمجھ سکے کہ کیا قیمت تھی۔ کیا تم بتا سکتے ہو؟

میں نے چودہ ہزار روپیہ (۱۴۰۰۰) کے انعامات کس طرح حاصل

اور

آپ کیوں اب تک کوئی انعام حاصل نہیں کر سکے

اس وجہ سے کہ میں نے "جینٹل" کے ذریعہ اپنے دماغ میں وہ صلاحیت پیدا کر لی جو معموں کے حل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ میں نے اول اول سے اشتہاری دوا سمجھکر اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کی تھی لیکن جب میرے ایک دوست نے اس ٹانک کی تعریف کی تو میں نے آزمائش کے طور پر استعمال کیا صرف ۷ روز کے استعمال کے بعد "جینٹل" نے میرے دل و دماغ میں تازگی بلکہ تازہ زندگی پیدا کر دی اور مسلسل گھنٹوں کام کرنے کے بعد بھی میں نے کبھی تھکاوٹ محسوس نہیں کی۔ میرے دوست نے مجھے ہدایت کی تھی کہ اگر اس کے استعمال سے کوئی خاص نفع حاصل ہو تو میں بخل سے کام نہ لوں بلکہ اپنے دوسرے ہندوستانی بھائیوں کو بھی اس اکسیر کی خصوصیات سے آگاہ کر دوں۔ آج میں بڑے اطمینان اور مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اگر آپ دل و دماغ کی قوتوں میں حیرت انگیز اضافہ دیکھنا چاہتے ہیں تو

"جینٹل" قیمت صرف دو روپے (عہ)

آج ہی منگا لیجئے۔ صرفہ ڈاک بذمہ خریدار

پتہ: منیجر امپیریل فارمیسی۔ بچھراؤں۔ مراد آباد (یوپی)

صرف سولہ ممبروں کی خوشوقت کلب کیلئے اور ضرورت ہے

خوشوقت کلب کی ممبری کیلئے زیادہ سے زیادہ تعداد ۱۰۰ مقرر کر دی گئی ہے اس سے زیادہ ممبر کسی صورت میں ہرگز نہیں لئے جائیں گے اور ۸۴ ممبر اب تک بن چکے ہیں لہٰذا ممبر بننے کے خواہشمند جلدی کریں۔ قواعد و ضوابط کلب صفحہ ۲۲ کو ملاحظہ فرما کر خوشوقت کلب کے ممبر بنیں اور اپنے احباب کو بھی ممبر بنائیں۔ [illegible] جن کا چندہ اپریل میں ختم ہو گیا ہے وہ چندہ سالانہ ارسال فرمائیں۔

سیکرٹری خوشوقت کلب

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

مشہور رسالہ "نیرنگ خیال"

۱۵ سال کے بعد حیرت انگیز رعایت

نیرنگ خیال کا سالانہ چندہ ساڑھے تین روپیہ تھا اسکی بجائے اب صرف دو روپے سالانہ چندہ میں آپ نیرنگ خیال سال بھر پڑھ سکتے ہیں۔ بہترین علمی ادبی مضامین، خوشنما رنگین تصاویر [illegible] اپنی پہلی فرصت میں رسالہ نیرنگ خیال جاری کرائیں۔ اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھائیے۔ [illegible]

چندہ	چندہ
چندہ سالانہ مع سالنامہ [illegible]	[illegible]
[illegible] روپے [illegible]	[illegible]

نمونہ مفت نہیں ملتا ۳ کے ٹکٹ بھیجئے

منیجر رسالہ نیرنگ خیال ۴۲ بیڈن روڈ لاہور

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۶ کی اُردو تشریحات اور مجوزہ حل

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۶ کے اشارات کے جو حل ہمنے ذیل میں پیش کئے ہیں وہ اگرچہ ہمارے علم و قیاس کے مطابق صحیح ہیں مگر ان میں بعض کا غلط ثابت ہوجانا ممکن ہی نہیں بلکہ غلب ہے اس لئے آپ ہماری رائے پر ہرگز اعتماد نہ کیجئے اور اشارات کو اپنی قابلیت اور تشریحات کی مدد سے اچھی طرح سمجھ کر اور متبادل الفاظ کے مفہوم اور محل استعمال پر خوب غور کرکے بطور خود صحیح حل تلاش کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ کی رائے بھی وہی ہو جو ہماری رائے ہے تو آپ ہمارے پیش کردہ الفاظ کو لے لیجئے ورنہ اُسے مسترد کرکے اپنا تجویز کردہ لفظ رکھئے۔ داخلہ بند ہونے کی تاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۳۹ء مقرر ہے۔

خوشوقت کلب کے ممبرین کو اگر آپ نمبر ۱۴۶ کا حل بھیجیں گے تو آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ شرائط ممبری خوشوقت کلب کے لئے دیکھئے صفحہ ۲۲

CLUES ACROSS.

اشارات عرضی

16. Ac. - It is questionable whether man is happier or unhappier for this.

| L | O | _ | E |

Questionable:- بحث طلب۔ اختلافی۔ مشتبہ۔ غیر مسلّمہ

Happy - شاد۔ خوش۔ خورسند۔ خوش نصیب

متبادل الفاظ

LORE:- علم۔ فن۔ گُن۔ ودّیا۔ نصیحت۔ تعلیم۔ صلاح

LOVE :- محبت۔ پیار۔ پریم۔ عشق۔ خیر اندیشی۔ بھلائی

ترجمہ ۱۶ عرضی - یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ آیا اس کی وجہ سے انسان زیادہ خوش ہے یا زیادہ ناخوش۔

تشریح - LOVE یعنی محبت اگر نہ ہوتی تو یہ زندگی ایک مصیبت ہو جاتی۔ یہ محبت کی مسرت ہی ہے جو ہم کو زندگی کے سخت سے سخت آلام و افکار کے برداشت کرنے پر مجبور کر رہی ہے اور جس کی وجہ سے ایک انتہائی مصیبت زدہ انسان بھی خوشی سے مرنا نہیں چاہتا۔ کراس ورڈ نمبر ۱۰ میں ایک اشارہ بالکل اسی طرح کا آچکا ہے "یہ بحث طلب امر ہے کہ آیا انسان اس کی وجہ سے کچھ زیادہ خوش ہے۔" Compiler نے اس اشارہ میں LOVE کے صحیح ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے "It has been proved beyond questions that man is happier for LOVE." یعنی "اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ انسان محبت LOVE کی وجہ سے زیادہ خوش ہے۔" جب LOVE کی وجہ سے انسان کا زیادہ خوش ہونا ایک غیر اختلافی امر ہوگیا تو وہ اختلافی Questionable امر نہیں رہا۔

LORE یعنی علم و دانش کے متعلق اگرچہ اکثر عقلا کا خیال ہے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کی دلی مسرتوں اور قلبی طمانیت میں اتنا اضافہ نہیں ہوا ہے جتنا کہ اُس کے تفکرات اور بے اطمینانیوں میں ہوا ہے۔ چنانچہ حکیم شیرازی نے بھی کہا ہے ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند ۔ کاں را کہ عقل بیش غم روزگار بیش

علم و دانش کی وجہ سے انسان کا زیادہ خوش نہ ہونا ایک ایسا متفق علیہ مسئلہ نہیں ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔ انگریزی کا مشہور شاعر پوپ کہتا ہے۔

The learned is happy nature to explore
The fool is happy that he knows no more

عالم اس لئے خوش ہے کہ وہ رازہائے قدرت کا انکشاف کرتا ہے اور جاہل اس لئے خوش ہے کہ وہ جتنا جانتا ہے اُس سے زیادہ نہیں جانتا۔

الغرض علم کے متعلق نہ تو مسلمہ طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان کی دلی مسرتوں میں اُس سے اضافہ ہوتا ہے اور نہ مسلمہ طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ علم سے انسان کی دلی مسرتوں میں کمی ہوتی ہے یعنی یہ مسئلہ ایک متفق علیہ نہیں بلکہ اختلافی مسئلہ ہے اس لئے LORE اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح اور یقینی لفظ ہے۔

---

23. Ac. - After strenous exercise a warm bath often makes one feel this.

| _ | O | Z | Y |

Strenous.- سخت۔ تیز۔ جس میں بہت طاقت یا زور صرف ہو۔ سرگرم۔ مردانہ

Exercise.- ورزش۔ کسرت۔ مشقت۔ محنت۔ تکان۔ تھکن۔ مشق

Warm bath.- گرم پانی سے نہانا۔ گرم غسل

متبادل الفاظ

COZY:- آسودہ۔ سکھی۔ مفرح۔ خوش۔ آرام پانیوالا

DOZY:- مائل بہ غنودگی۔ خواب آلود۔ اونگھتا ہوا۔ سرگراں

ترجمہ ۲۳ عرضی - سخت محنت کے بعد گرم پانی کے غسل سے آدمی اکثر اپنے آپ کو ایسا محسوس کرتا ہے۔

تشریح - سخت محنت یا ورزش کے بعد گرم پانی سے نہانے کا اثر بعض اوقات تو یہ ضرور ہوتا ہے کہ آدمی کو اتنا زیادہ آرام محسوس ہوتا ہے کہ اس کو نیند آنے لگتی ہے لیکن زیادہ تر اور اکثر سخت محنت کے بعد گرم پانی سے نہانے کا نتیجہ صرف یہ ہوتا ہے کہ بدن کھل جاتا ہے اور تھکن جاتی رہتی ہے اور نہانے والا ایک فرحت سی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے often کے ساتھ DOZY چسپاں نہیں ہوتا۔ COZY صحیح ہے۔

---

26. Ac.:- Mutual this sometimes draws people of widely different type together.

| _ | A | I | N |

Mutual.- جانبین کا۔ طرفین کا۔ دونوں کا۔ باہمی۔ مشترکہ

Draw together.- اکٹھا کرنا۔ سمیٹنا۔ کھینچ لانا۔

Closely.- پاس پاس۔ ایک دوسرے کے قریب

Type.- وضع۔ نمونہ۔ قسم۔ قماش۔ شکل۔ صورت

متبادل الفاظ

GAIN.- نفع۔ فائدہ۔ منفعت۔ بچت۔ یافت

PAIN - تکلیف۔ نقصان۔ دکھ۔ پریشانی

ترجمہ ۲۶ عرضی جانبین کا یہ بعض اوقات بہت ہی مختلف قسم کے لوگوں کو ایک دوسرے کے بالکل قریب کھینچ لاتا ہے۔

تشریح .. یہ انسانی فطرت ہے کہ اس میں نفع حاصل کرنے کے مقابلہ میں نقصان سے بچنے کا جذبہ زیادہ ہے۔ اس لئے مشترکہ نفع (Mutual GAIN) میں بہت ہی مختلف خیال لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی اتنی کشش نہیں ہوتی جتنی کشش مشترکہ نقصان یا مشترکہ تکلیف (Mutual PAIN) میں ہوتی ہے یعنی مشترکہ تکلیف کی وجہ سے تو اکثر اور عموماً مختلف خیال کے لوگ ایک دوسرے سے وابستہ ہوجاتے ہیں لیکن مشترکہ نفع کی وجہ سے مختلف خیال کے لوگوں کا ایک دوسرے سے قریبی تعلق یا وابستگی پیدا کرنا اکثر نہیں بلکہ صرف بعض اوقات ہوتا ہے لہذا sometimes کے ساتھ GAIN ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

---

27. Ac. - Often a solace to a neglected woman.

| K | I | _ | S |

Solace.- تسکین۔ تسلی۔ تشفی۔ دلاسہ

Neglected woman.- جس عورت کی خبر گیری نہ کی جائے۔ جس کے دکھ سکھ کا پورا خیال نہ رکھا جائے۔ دل سے اُتری ہوئی عورت۔ کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے والی عورت۔

متبادل الفاظ

KIDS ۱۔ (لغوی) بکری کا بچہ۔ ۲۔ (استعمال عام) بچہ خصوصاً لڑکا

KISS.- بوسہ۔ چمی۔ پیار

ترجمہ ۲۷ عرضی - ایک کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے والی عورت کے لئے باعث تسلی۔

تشریح - KIN یعنی اعزا و اقربا خود جمع ہے۔ اس لئے KINS غلط ہے اور اسی وجہ سے اُس کو متبادل لفظوں میں نہیں لکھا گیا۔

KISS یعنی بوسہ اور پیار ایک ایسی عورت کے لئے جو کس مپرسی کی زندگی بسر کررہی ہو یا جس کی خبر خبر نہ لی جاتی ہو باعث تسکین و تسلی کبھی کبھی تو ہوتا ہے مگر اکثر نہیں۔ بلکہ اکثر تو ایسی صورتوں میں

طرف سے اُس سے بڑی عمر کی عورت کو یہ اندیشہ بہت کم ہوتا ہے کہ وہ مرد کو اپنا گرویدہ بنا سکے گی اس لئے ایسی عورت سے اُس سے بڑی عمر کی عورت کے نہ بہکنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ جو جوان عورت FILLY (چنچل اور شوخ) ہو جو اکثر تعریف میں آسکتی ہے وہ مرد کو آسانی سے اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔ اس لئے اس سے بڑی عمر کی عورت کے دل میں اُس کی طرف سے قدرتی طور پر رشک و رقابت کے جذبے کے پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ اور اس کا میلان طبع ایسی عورت کی طرف سے ناگواری کا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس اشارہ میں SILLY نہیں بلکہ FILLY ٹھیک چسپاں ہوتا ہے۔

INTERLOCKERS
جڑواں اشارات

OVE 17. Ac. & 17. Dn:

AZY 17. Ac.- Person who is instinctively this by children usually has a kind nature.

Instinctively:- بے اختیار۔ بلا ارادہ۔ طبعی طور پر
Nature:- طبیعت۔ مزاج۔ سیرت۔

متبادل الفاظ

is MOVED:- متاثر ہوتا ہے۔ اثر پذیر ہوتا ہے۔ رنجیدہ ہو جاتا ہے۔
is LOVED:- محبت کیا جاتا ہے۔ عزیز رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ ۱۷ افقی:- جو شخص بچوں سے طبعی طور پر [illegible] ہوتا ہے وہ عموماً رحم دل ہوتا ہے۔

تشریح:- بچوں کی محبت تقریباً ہمیشہ طبعی محبت ہوتی ہے۔ جو بچوں کو پیار کرتا۔ اُن سے اُن کی دلچسپی کی باتیں کرتا۔ ان کو اچھی اچھی چیزیں کھلاتا۔ اُن کے لئے دل پسند کھلونے لاکر دیتا۔ یا اپنے لباس اور باغ وغیرہ میں کوئی ایسی کشش رکھتا ہے جو بچوں کے لئے باعث دلچسپی ہو اس سے عموماً بچے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ بچے اُن ماں باپ سے بھی محبت کرتے ہیں جو سخت مزاج ہوتے ہیں اور بچوں کو زدوکوب کرتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ بچے جن سے طبعی طور پر محبت کریں وہ رحم دل بھی ہوں اس لئے LOVED چسپاں نہیں ہوتا۔

جو لوگ کسی خاص غرض کے ماتحت نہیں بلکہ محض اپنی طبیعت کے تقاضہ سے بچوں سے (خواہ وہ اپنے ہوں یا دوسروں کے) متاثر ہوتے ہیں یعنی اُن کے رنج سے رنجیدہ اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے ہیں ان سے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ عموماً رحم دل اور نیک طبیعت ہوتے ہیں اس لئے MOVED اس اشارہ کے لئے صحیح لفظ ہے۔

17. Dn.- Long spell of idleness is apt to make one's mind become this.

Spell:- ۱۔ وقفہ۔ عرصہ۔ باری۔ بدلی۔ ۲۔ سحر۔ جادو۔ ٹونہ۔
Idleness:- سستی۔ کاہلی۔ بیکاری

متبادل الفاظ

LAZY:- سست۔ کاہل۔ گراں۔ اُداس
MAZY:- حیران۔ پریشان۔ پراگندہ۔ مخبوط۔

ترجمہ ۱۷ عمودی:- عرصہ دراز کی بیکاری سے آدمی کے دل کا ایسا ہو جانا بہت ممکن ہے۔

تشریح:- عرصہ دراز تک بیکار رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا دماغ بھی سست اور بے حس (LAZY) ہو جاتا ہے لیکن عرصہ دراز کی بیکاری کی وجہ سے دماغ کا رجحان اور میلان جس طرف ہوتا ہے وہ اس کی پراگندگی اور پریشانی ہے۔ یعنی زیادہ عرصہ تک بیکار رہنے سے دماغ کے پراگندہ اور پریشان رہنے کا بھی بہت امکان ہو جاتا ہے۔ اس لئے MAZY اس اشارہ کیلئے LAZY سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور بلحاظ اشکالات کے لئے میرے نزدیک MOVED اور MAZY قابل ترجیح ہیں۔

AIC 21. Ac. & 21. Dn:

OGS 21. Ac.- Impressionable people are prone to be easily deceived by expression of this

Impressionable:- اثر پذیر۔ نقش پذیر۔ جس کے دل پر کوئی گہرا اثر ڈالا جا سکے۔
Prone:- مائل۔ راغب۔ مستعد۔
To be deceived:- دھوکے میں آجانا۔ مغالطہ میں پڑنا۔
Expression:- اظہار۔ طریقہ اظہار۔ بیان۔ طرز بیان۔ بیان یا طریقہ اظہار۔ لہجہ۔ سخن۔ کلام۔ بشرہ۔ چہرہ۔ طور۔

متبادل الفاظ

FACE:- چہرہ۔ صورت۔ شکل
FACT:- واقعہ۔ حقیقت۔ صداقت۔ کیفیت۔ حال۔ بیان
TACT:- زیرکی۔ فراست۔ حکمت۔ ترکیب۔ تدبیر

ترجمہ ۲۱ افقی:- اس کے پُر زور طریقہ اظہار سے اثر قبول کرنے والے لوگوں کے دھوکے میں آجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

تشریح:- TACT یعنی زیرکی اور حکمت سے اگر دھوکا دینا مقصود ہوگا اور اس کو ایسے واضح طریقہ سے ظاہر کیا جائیگا جس کا اثر پڑ سکے تو وہ لوگ جو اثرات کو جلد قبول کر سکتے ہیں ضرور دھوکے میں آ جائیں گے۔ یعنی ان کا دھوکے میں آنا محض امکانی نہیں بلکہ یقینی ہوگا اسلئے TACT چسپاں نہیں ہوتا۔

FACT یعنی واقعہ کے اظہار سے اثر پذیر لوگوں کے دھوکے میں آنے کا اندیشہ صرف اُس صورت میں ہوتا ہے جبکہ واقعہ کو غلط طریقہ سے بیان کیا جائے۔ واقعہ کے صحیح طور پر اظہار کرنے سے کسی کے دھوکے میں آنے نہ آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ اشارہ میں مطلق "اظہار" کا ذکر ہے یعنی صحیح اور غلط کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے FACT بھی اس پر چسپاں نہیں ہوتا۔

FACE یعنی چہرے سے جلد اثر قبول کرنے والے لوگوں کے دھوکے میں آجانے کا بہت امکان رہتا ہے کیونکہ ایسے لوگ فوری طور پر کوئی اثر قبول کر لیتے ہیں اور حالات کی تحقیقات نہیں کرتے وہ کسی کو سنجیدہ اور اُداس دیکھ کر فوراً یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یقینی اس کو کوئی رنج یا صدمہ پہنچا ہے اور نہیں سمجھتے کہ لوگ مصنوعی طور پر بھی اپنی شکل روتوں کی سی بنا سکتے ہیں۔ اسی طرح چہرہ کی شرافت سے وہ ہر آدمی کو شریف سمجھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ بہت سے بدمعاش بھی شریف صورت ہوتے ہیں۔ اسلئے FACE اس اشارہ کے لئے بالکل صحیح لفظ ہے۔

21. Dn.- Thick ones are unhealthy.

Thick:- موٹا۔ گاڑھا۔ کثیف۔ کدر۔ میلا۔ دبیز۔ [illegible]
Unhealthy:- مضر صحت۔ ناقص۔ ناموافق۔ مریض۔ بیمار۔

متبادل الفاظ

FOGS:- کہر۔ دھند۔ غبار۔ غلیظ بخارات
TOGS:- لباس۔ پوشاک۔ کپڑے

ترجمہ ۲۱ عمودی:- کثیف [illegible] مضر صحت ہوتے ہیں۔

تشریح:- TOGS کے ساتھ لفظ "thick" کے دو معنی لئے جا سکتے ہیں یعنی "دبیز اور موٹے" کے بھی اور "میلے اور غلیظ" کے بھی۔ جہاں تک موٹے اور دبیز کپڑوں کا تعلق ہے وہ زیادہ تر اور عموماً مضر صحت نہیں بلکہ صحت کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ "میلے اور غلیظ" کپڑے عموماً مضر صحت ضرور ہوتے ہیں مگر ہمیشہ مضر صحت نہیں ہوتے۔ گندے اور غلیظ کام کرنے والوں کے کپڑے بھی عموماً غلیظ اور گندے ہوتے ہیں مگر محض کپڑوں کی گندگی کا کوئی خراب اثر ان کی صحت پر نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ وہ اُن کپڑوں کے عادی ہوتے ہیں۔ چونکہ Thick کے کوئی سے معنی لینے کی صورت میں بھی TOGS کے متعلق مطلقاً مضر صحت ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس لئے TOGS اس اشارہ میں چسپاں نہیں ہوتا۔

thick FOGS یعنی کثیف یا گہرے کہر کا مضر صحت ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ نیچے کی خراب ہوا غلیظ کہر کی وجہ سے اوپر نہیں چڑھ سکتی۔ اور صاف شفاف ہوا اوپر سے نیچے نہیں آسکتی۔

علاوہ ازیں FOGS کے مضر صحت ہونے کا نمونہ خوشوقت کامن سنس کراس ورڈ کا مؤلف بھی دے چکا ہے۔ کراس ورڈ نمبر ۱۳ میں ایک اشارہ تھا۔ "اس کا سانس کے ذریعہ سے اندر جانا پھیپھڑوں کے لئے مضر ہوتا ہے" اور FOG اس اشارہ کا صحیح حل بتایا گیا تھا۔

لہٰذا زیر تشریح اشارہ کا صحیح حل بھی FOGS ہی ہے۔

اور جڑواں اشارات کے لئے صحیح الفاظ FACE اور FOGS ہیں۔

کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۴ کا نتیجہ

خوشوقت کلب کی طرف سے کامن سنس کراس ورڈ نمبر ۱۴۴ کی [illegible] بھیجی گئی تھیں مگر افسوس ہے کہ کسی کی بھی [illegible] صحیح نہیں آئیں۔ [illegible] اور باقی [illegible] نمبر ۱۴۴ [illegible] کوئی انعام نہیں مل سکا۔

[illegible] متبادل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔ [illegible] کا گیا تھا۔

نمبر ۱۴۹ کی کلب کی طرف سے ۳۲ [illegible] بھیجی گئی ہیں۔ "سکریٹری"

احسان الحق پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر خوشوقت دہلی شاہدرہ سے شائع کیا۔

WHAT OTHERS SAY IN C.C.W. NO. 146.

	KHUSHWAQT English	KHUSHWAQT Urdu.	All India Weekly.	Contest	Comp: Bulletin.	Comp: Companion.	Sunday Standard
ACROSS							
16.	Lore	Lore	Lore	Lore	Lore	Lore	Lore
28.	Cosy	Cosy	Cosy	Dozy	Dozy	Dozy	Dozy
26.	Pain	Gain	Pain	Pain	Gain	Gain	Pain
27.	Kids	Kids	Kids	Kids	Kids	Kids	Kiss
37.	Led	Wed	Led	Led	Led	Wed	Fed
DOWN							
1.	Foil	Fool	Fool	Foil	Foil	Fool	Foil
5.	Bride	Bribe	Bribe	Bride	Bribe	Bribe	Bride
12.	Cool	Cool	Cool	Cool	Cool	Fool	Fool
15.	Odd	Ode	Odd	Ode	Odd	Ode	Ode
19.	Boss	Busy	Boss	Boss	Boss	Buss	Bosh
20	Larky	Larky	Larky	Larky	Larky	Larky	Larky
22.	Singers	Sinners	Singers	Singers	Sinners	Sinners	Sinners
24.	Handy	Handy	Handy	Handy	Bardy	Hardy	Handy
25.	Filly	Filly	Filly	Filly	Filly	Filly	Silly
INTERLOCKERS							
17A.	Moved	Moved	Moved	Moved	Moved	Moved	Moved
17D.	Mazy	Mazy	Mazy	Mazy	Mazy	Mazy	Mazy
21A.	Face	Face	Face	Face	Face	Face	Face
21D.	Fogs	Fogs	Fogs	Fogs	Fogs	Fogs	Fogs

Comments on Commonsense X-Word No. 147.

WILL APPEAR IN

KHUSHWAQT

DATED 15th MAY 1939 TO BE DESPATCHED ON 8th

Reserve your Copy in advance

MEMBERS OF

KHUSHWAQT

Are requested to remit Fee of Membership for the next month by the 8th May, 1939. So as to participate in the Club Entries in Commonsense Crossword No. 147 & 148.

Secretary
Khushwaqt Club.

[illegible] are quite inconsistent in this case.

A larky youngster is always sportive and given to [illegible]. Such a boy is wanting in grace. Hence looked upon as somewhat clumsy. Out of the two possibles here there is no other way but to lay one's finger on the least objectionable. LARKY may be given chance.

[illegible] On the stage we often see some who inspire us with [illegible] hostility. SINGERS : SINNERS. We have to confine our imagination to the stage performance alone. Some artists have to play the rule of heros and heroines while the others have the painful duty to portray the villian. Perhaps to depict a villian's act creditably is the most trying task. The audience has natural sympathy with the hero and heroine because of their direst sufferings and almost all show keen hostility towards the poor villian—poor because in fact he is made to exhibit the tyrranical action of an imaginary character what he is really not. Though to all appearances he loses all our sympathy but as an artist decidedly his part often deserves more appreciation than those of others. Thus the SINNERS who are none else but the villians should not inspire in us keen hostility.

Some stage SINGERS are indeed awful lot. Neither they possess a good voice nor there is the least melody in their songs. No sooner such singers appear on the stage the audience meet them with the shouts of 'Go back, stop' etc. Even those who out of decency hold their breath feel highly agitated. Thus I think the clue is most aptly answered by SINGERS.

M. Such men often appear at their best in dangerous emergencies. HANDY : HARDY. Here we have to decide whether brain and knowledge or the physical strength serves best in dangerous emergencies. In an emergency where life of a person or a party is in danger a HARDY man is indeed invaluable when bodily strength can improve the situation. In open conflict also HARDY persons show themselves up in their best. But there can be more dangerous situtions than these. Sometimes the whole nation or a whole squadron is involved in grave danger. My view is that physical strength surely serves a great deal but a HANDY person applies his brain and knowledge which is often at its best when dangerous emergencies occur. They have to solve most intricate problems most adroitly and save situations which smell of bloodshed. At this point I trust HANDY is the better solution.

[illegible] Older women are apt to be intolerant of such a young woman. FILLY : SILLY. This is a most cunning clue and I think the majority of competitors will bank on SILLY because to all appearance this alternative seems to fit well. But I smell a rat in the construction and wonder my choice will appeal the readers.

'Older women' (not elderly women), suggests women who are a bit more advanced in age than their younger sisters. Now to impress my view point I must clear my conception of a FILLY. A young mare in full bloom and promising is called a FILLY. Among girls this is the period when moths whirl round the flame. The older women are at great disadvantage where FILLIES cross their way. They are an open challenge to them because they secure the best favours. The phrase 'a young woman' is just a trap in my opinion.

As to the SILLY young woman she can never cause older women to be intolerant of them. If her behaviour in society is objectionable she will be neglected. The trouble comes in where 'a young woman' (FILLY) is rival to the older ones. I vote for FILLY here.

INTERLOCKERS

17A. Person who is instinctively this by children usually has a kind nature. MOVED : LOVED.

17D. Long spell of idleness is apt to make one's mind become this. MAZY : LAZY. 'Instinctively' is a most significant word in the clue across. Children and animals are known to possess a certain instinct by which they can distinguish between a kind and a hostile person. This calls to my memory a scene from Kali Das' Shakuntala. When King Dusyanta was near about the cottage the bucks began to disperse which made the inmates to believe that the animals apprehended the arrival of an unkind person. This is animal instinct. Children have a similar instinct which can never be mistaken. Thus I consider MOVED as the obvious answer.

In the clue down I would only suffice to say that if the mind is idle the person becomes LAZY but if the person is idle the mind becomes MAZY. Here the later sense is meant in the clue. The person who had a long spell of idleness is apt to become MAZY. This fixes MOVED-MAZY combination.

21A. Impressionable people are prone to be easily deceived by expression of this. FACE : FACT : TACT.

21D. Thick ones are unhealthy. FOGS : TOGS. This interlocker can be best approached from the clue down which at once yeilds to reasoning. The statement 'thick TOGS (garments) are inhealthy' is a most sweeping one. Can we reasonably say that thick clothes are unhealthy in all seasons and all climates? I consider it self contraditary. hilly stations and Ohilly. Weather thick clothes would rather protect and ensure health than prove otherwise. Hence TOGS stands to no reason at all.

This leaves us with FACE & FACT at the clue across. FACTS become deceptive when distorted. This is established through a number of clues before. Hence FACT is inapt.

The clue statement in relation to FACE is perfect. Expression of FACE is very likely to prove deceptive to the impressionable type of people. FACE-FOG combination is a safe fixture.

her hopes on them I think KIDS is the obvious answer

---

37. It is a natural desire of every single man to be well this LED: FED: WED To arrive at a reasonable solution for this clue much depends upon the interpretation of the expression "every single man" which evidently has double meaning. In one sense it means 'every unmarried man' and in another sense it may merely mean 'every man' For instance when we say 'every single man on the street was struck with horror' we naturally mean everyone present on the spot In the former sense the alternative WED fits to some extent but not free from objection. There are many persons who do not at all desire to marry

In the later sense FED has very poor chance because man is not so much keen about his FEEDING and perhaps it is most difficult to define "well FED" In this respect man is believed to be happy if his requirements are sufficiently met with

The other alternative LED appears to be the best. This conveys the idea of trust and every man naturally wishes that he is well LED in matters religious, social or political Thus I believe LED has every chance to score

DOWN

1. It is difficult for the average man to "..... ...." a designing woman FOIL : FOOL It may be possible for a smart man to FOOL an average woman but an *average* man is decidedly a mismatch to a woman much less to a designing one Women are gifted at designing intelligence and it is not possible for mere man to FOOL her since she always holds the trumps to her side The modified situation as shown by the word 'difficult' makes FOIL the obvious answer. I treat it as a banker

---

6. It sometimes calls for great strength of mind to resist taking one. BRIDE : BRIBE. The clue seems to revolve round the intriguing word 'sometimes' Reading in between the lines of the text it is made perfectly clear that the temptation offered is too big. Let's now examine what circumstances can possibly lead to our rejection of the matrimonial proposition It is rather a matter of choice than temptation If a BRIDE is to his liking there is no ground to resist and apply strength of mind Resistance and force of character are called for when something undesireable is thrust upon us Now in case of BRIBE the temptation is always there big or small very much depends upon the circumstances or the status of the man. Whenever BRIBE is offered it calls for moral courage to spurn it. 'Sometimes' in the context makes the suitability of BRIBE much doubtfull. Taking the case of BRIDE again we see that sometimes her richness compels us to go against our choice. It is here that great strength of mind is needed to resist the temptation. At this point I recommend BRIDE.

---

11. When threatened by cunning adversary it often pays to appear this COOL : FOOL : TOOL I do not think TOOL has any chance to prove true. Will it pay a person to pretend or show that he is merely a TOOL in the affair to some one else? I don't think this will prevail upon the cunning adversary.

To play the FOOL in such cases is a most difficult task. Our adversary is cunning and if he rightly deserves this apethet he will atonce discover the dodge. Moreover what good purpose this pretence would serve? Surely the cunning fellow is smart enough to get entrapped in such artifices.

The clue clearly mentions that the adversary has levelled his threat which can be better repulsed by our COOL and calm attitude because it makes the antagonist believe that the other man has fairly assessed the value of the threat and knows how to meet with it in emergency. Hence I give COOL my prefence

16. Many non-literary persons think that any poem of great length is this. ODD. ODE. An ODE is a short lyric poem of lofty cast. Great length of poem takes away from it the quality of an ODE. Moreover non-literary persons can not distinguish between or describe various froms of poetry As laymen they atonce think that a lengthy poem is ODD because they measure the quality by the number of verses rather than by the beauty and the high ideal with which it is adorned. For this reason I consider ODD as the only apt solution

19. When feeling liverish it is sometimes difficult to suffer this patiently. BOSS : BASE BOSH BUSS, Buss Bash Busy Etc.

This is the clue which the Compiler has probably designed to administer his master stroke Howevere, I make my selection by the method of elimination rather than by preference.

A BASH, violent knock, is never patiently suffered. BASS, a singer must be tolerated or altogether rejected. 'Sometimes suffer patiently' is too mild for BOSH BUSS is a kiss with lips as a mark of salutation and lovalty and it can not have any bearing with the text.

With a BASE person whether liverish or not it is most difficult to put up with and there is no presure upon us to tolerate him This leaves us with BOSS which has better chances to prove correct. An employee has sometimes to bear a BOSS patiently even though he may be a little unjustified in his behaviour. I think the choice lies between BOSS and BOSH

---

20. Such youngsters are apt to be somewhat clumsy. LANKY: LANKY. A LANKY youngster is one who has outgrown in height inapportionately to his bodily construction. He is usually much taller than his age. Hence he is thin and lean Such a youngster is mostly clumsy. Apt to and

KHUSHWAQT, **1ST MAY, 1939.**

ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA

COMMONSENSE CROSSWORD No. 146.

CLOSING DATE 28TH APRIL, 1939.

FIXTURES & ALTERNATIVES

ACROSS—1. Force 4. Absent 9 Semi 11 Rid 13 Dud. 14 Ingot 16. Lore, Love. *17. Moved, Loved 21*. Face, Fact 23. Cozy, Dozy. 24 Hairs. 26. Pain, Gain 27 Kids, Kins, Kiss 30. Handlers. 33. Lac 34 Toy 35. Rat 36 Rye 37. Lad. Fed, Wed. 38 Espy

DOWN:—1 Foil, Fool 2. Code 3. Emu. 5. Bribe, Bribe 6 Sin 7 Edge 8 Tot 10 Idiocy 12 Cool. Fool. 15 Odd, Ode. *17 Mazy, Lazy 18 Drai. 19 Boss, Bosh Base 20 Lanky, Lanky. 21 Fogs, Togs. 22 Singers, Sinners 24 Handy, Hardy 25 Filly, Silly. 28. Late 29 Trap 31. Nod 32 Sty.

**indicates interlockers*

COMMENTS

124847
31.895

ACROSS

16. It is questionable whether man is happier or unhappie for this LORE: LOVE This clue does not call for my comments because a similar clue appeared in Crossword No. 71 which read with the Compiler's own comments (extract below) leaves little margin for further arguments

"It is debatable whether man is any the happier for this" Compiler's comments:"..................I do not believe it debatable that man is happier because of love. While it must be admitted that many great tragedies have been attributed to love .... A world without love would be too dreary to contemplate, and with the concensus of opinion throughout the ages in support, I contend it has been proved beyond question that man is happier because of love. Now it is no new theory that knowledge (LORE) may not make a man happier. Power is can bring and all that money will buy but too often only bitter disillusionment is the sequel "Further he says "The philanthropy of industrial and commercial magnates, the boon conferred by medical science—thinking at random one could riddle any such arguments. It is indisputable that LORE has given mankind both joy and sorrow but the proposition in which the scales are weighted is debatable".

The above should suffice to make LORE as a clean banker

23. After strenuous exercise a warm bath often makes one feel this. COSY: DOZY Warm bath after strenuous exercise relieves one of fatigue It has the soothing effect which makes him feel light and cheerful This state can be better described by the word COZY—snug or comfortable and not DOZY (nappy) which is generally the state when the stomach is heavily loaded or due to some great mental exertion COZY suggests ease while DOZY indicates a sense of heaviness. I therefore, make COZY a reliable selection

26. Mutual this sometimes draws people of widely different type closely together PAIN GAIN In a project where a number of persons are interested they *usually* unite together and promulgate the scheme All the joint stock concerns and other enterprises are floated on this principle. It is the prospect of mutual GAIN that draws them closer together 'Sometimes' in this case is inapplicable. But we must also consider the phrase 'people of widely different type' which evidently means *wide* disagreement in views This read with the statement 'closely together' makes it doubtful whether mutual GAIN would tempt them to sink differences, sacrifice all principles and become close associates Difference of viewes sometimes is no bar in our way to join hands where GAIN is in sight but surely it can not make us adherents

Mutual PAIN changes the atmosphere and mentality altogether. When certain people are grieved over something which affects them all they have sometimes to sink all differences for the time being and give it a bold united front. In PAIN our sympathy is evoked which compels us to set aside all personal differences, yet human nature being as it is even mutual pain might not always help to draw us closer together, but sometimes our common sufferings call for close association to get out of difficulty. Upon this view I consider PAIN is superior

27. Often a solace to a neglected woman. KIDS. KINS (KISS) A neglected woman is one who is either divorced or somehow is not in good terms with her husband Her world is dark and her condition is pitiable Her KINS may sometimes look after her needs and lend her support but this is not what really pinches her heart Probably she is provided for by the husband Hence the KINS can not be a real solace to her. She finds a solace in her children (KIDS). Their smiling faces make her forget the grief She keeps herself busy in looking after them and builds

لندن میں شاہ جارج پنجم کا مقبرہ